مرغوب المسائل، ج:۵

متفرق موضوعات پر مفید اور کارآمد: درج ذیل:۱۴؍رسائل اور ایک مقالہ کا عمدہ مجموعہ:

اِحیاءُ الْمَیْت	اناللہ: کی فضیلت واہمیت	تعوذ کی فضیلت واہمیت
ذی الحجہ کے دس دن	جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود	دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں
بیر کے درخت کاٹنے کی ممانعت	سیاہ لباس کا حکم	منت
تجوید وقراءت	علم طب	کرونا ویکسین کا شرعی
دعوت وتبلیغ کی اہمیت	دعوت کی پانچ آیتیں	دعوت کے پانچ طبقات

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

اجمالی فہرست رسائل

۱	اِحْیَاءُ الْمَیِّتِ بِفَضَائلِ اَھْلِ الْبَیْت..................	۲۷
۲	اناللہ: کی فضیلت واہمیت..................................	۶۵
۳	تعوذ کی فضیلت واہمیت................................	۷۸
۴	ذی الحجہ کے دس دن....................................	۹۹
۵	جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم	۱۱۳
۶	دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں..........................	۱۳۱
۷	بیر کے درخت کاٹنے کی ممانعت........................	۱۶۴
۸	سیاہ لباس کا حکم..................................	۱۷۸
۹	منت..	۱۹۲
۱۰	تجوید وقراءت..	۲۱۹
۱۱	علم طب..	۲۶۹
مقالہ	کرونا ویکسین کا شرعی..................................	۳۱۶
۱۲	دعوت وتبلیغ کی اہمیت................................	۳۲۶
۱۳	دعوت کی پانچ آیتیں..................................	۳۴۲
۱۴	دعوت کے پانچ طبقات................................	۳۵۱

فہرست کتاب ''اِحیَاءُ الْمَیْتِ بِفَضَائل اَھْلِ الْبَیْتِ''

عرض محشی	۲۸
میرے رشتہ داروں اور اہل بیت سے محبت رکھو	۲۹
آپ ﷺ کے وہ رشتہ دار کون ہیں؟	۲۹
اہل بیت نبوت سے محبت اور دوستی رکھے	۳۰
اہل بیت کی محبت کے بغیر ایمان نہیں	۳۱
میرے اہل بیت کی خبر گیری کرنا، اور ان سے بدسلوکی نہ کرنا	۳۱
میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں: ایک: قرآن، اور دوسرا: میرے اہل بیت	۳۲
میری محبت کی بناء پر میرے اہل بیت سے محبت رکھو	۳۳
اہل بیت کی خبر گیری اور محبت ادا کرنے کا خیال رکھو	۳۴
حرم میں عبادت گذار بھی اہل بیت سے بغض رکھے تو وہ جہنمی ہے	۳۴
بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے	۳۵
جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے	۳۶
جو میرے اہل بیت سے بغض رکھے خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا	۳۶
اہل بیت سے بغض پر حوض کوثر سے آگ کے کوڑوں سے مار کر ہٹایا جانا	۳۶
اہل بیت کے حقوق نہ ادا کرنے والا منافق ہوگا' یا ولد الزنا ہوگا	۳۷
آپ ﷺ کی آخری وصیت: میرے اہل بیت کی نگرانی رکھنا	۳۸
اہل بیت سے محبت کے بغیر نیک عمل فائدہ مند نہ ہوگا	۳۸
اہل بیت سے بغض رکھنے والا یہودی بنا کر اٹھایا جائے گا	۳۹

اہل بیت کے لئے آپ ﷺ کی چند دعائیں	۳۹
میرے اہل بیت: امت کی پناہ اور محافظ ہیں	۴۰
میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: قرآن مجید اور اہل بیت	۴۱
اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے	۴۲
اسلام کی بنیاد؛ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت ہے	۴۴
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا میں عصبہ ہوں	۴۵
قیامت کے دن میرے نسب کا سلسلہ باقی رہے گا	۴۶
اہل بیت سے اختلاف کرنے والا گروہ شیطانی گروہ ہے	۴۷
میرے اہل بیت کو عذاب نہیں دیا جائے گا	۴۸
آپ ﷺ کی رضامندی یہ ہے کہ اہل بیت کوئی دوزخ میں نہ جائے	۴۸
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر دوزخ حرام ہے	۴۹
قرآن اور اہل بیت گمراہی سے نجات کا ذریعہ ہیں	۵۰
اہل بیت سے دوستی شفاعت کا سبب ہے	۵۰
آپ ﷺ کی پہلی شفاعت اہل بیت کے لئے ہوگی	۵۱
اہل بیت کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا	۵۱
حوضِ کوثر پر پہلے اہل بیت آئیں گے	۵۲
اپنی اولاد کو اہل بیت کی محبت سکھاؤ	۵۳
صحابہ اور اہل بیت سے محبت رکھنے والا پل صراط پر ثابت قدم رہے گا	۵۳
اہل بیت کی تعظیم پر خصوصی شفاعت کا وعدہ	۵۴

اہل بیت کی ایذاء اللہ تعالی کے غضب کا سبب ہے..............................	۵۴
اہل بیت سے بغض رکھنے والا اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے..............................	۵۵
اہل بیت کے گنہگاروں سے درگزر کرو..............................	۵۵
اہل بیت سے احسان کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا..............................	۵٦
آپ ﷺ کا ارشاد کہ: میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں..............................	۵۷
اہل بیت کے خون کو ناحق حلال کرنے والا ملعون ہے..............................	۵۸
اہل بیت کی حفاظت دنیا وآخرت میں حفاظت کا سبب ہے..............................	٦۰
قریش میں سب سے عمدہ کنبہ بنی ہاشم کا ہے..............................	٦۰
خاتمہ......اہل بیت کے فضائل میں دو موضوع روایتیں..............................	٦۲

فہرست رسالہ ’’اناللہ: کی فضیلت واہمیت‘‘

پیش لفظ..	۶۶
لغت میں استرجاع کے معنی، اوراسترجاع کے چند مسائل...........	۶۶
استرجاع کا شرعی حکم..	۶۶
مصیبت کے وقت انا للہ کہنے والوں پراللہ تعالی کی عنایتیں اور ہدایت کا وعدہ..	۶۷
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی عمدہ تفسیر............	۶۷
اناللہ اس امت کی خصوصیت ہے..................................	۶۹
استرجاع کی فضیلت متقی اورفرائض اداکرنے والوں کے لئے ہے..........	۶۹
موت کی اطلاع ملنے پر: اناللہ پڑھنے کا حکم.....................	۷۰
رسی ٹوٹ جائے تو: اناللہ پڑھے، اس لئے کہ یہ بھی مصیبت ہے.........	۷۰
آپ ﷺ کا چراغ بجھنے پر: اناللہ پڑھنا..........................	۷۱
آپ ﷺ کا کانٹا چبھنے پر: اناللہ پڑھنا..........................	۷۱
جماعت کی نماز فوت ہوجائے تو: اناللہ پڑھو.....................	۷۲
اناللہ پڑھنے پراللہ تعالی دنیاہی میں بہتر بدل عطافرماتے ہیں........	۷۳
مصیبت میں اناللہ پڑھنے پر جنت میں گھر کا وعدہ.................	۷۳
اناللہ کا بدلہ جنت ہے..	۷۴
مصیبت کے وقت: اناللہ پڑھنے سے جنت کی بشارت.................	۷۵
اناللہ پڑھنے والا اہل مصیبت سے بھی زیادہ اجر کا مستحق ہوسکتا ہے..........	۷۵

اناللہ پڑھنا ہدایت اور رحمت ہے..	۷۶
استرجاع پر مصیبت کی تلافی، اور پسندیدہ بدل کا وعدہ............................	۷۶
استرجاع کی آیت میں دو برابر کے اور ایک مزید انعام..........................	۷۷
طویل زمانہ کے بعد بھی: اناللہ پڑھنے پر پہلی مرتبہ والا اجر ہوگا..................	۷۷

فہرست رسالہ ’’تعوذ کی فضیلت واہمیت‘‘

مقدمہ..	۷۹
استعاذہ کی لغوی واصطلاحی تعریف..	۷۹
استعاذہ کا شرعی حکم اوراس کی مشروعیت کی حکمت......................	۷۹
آپ ﷺ نے ہر شر سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی....................	۷۹
اذان یا اقامت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا ثابت نہیں....................	۸۰
نماز اور عیدین میں تعوذ کے چند مسائل..	۸۰
خطبہ سے پہلے آہستہ سے تعوذ پڑھنا..	۸۲
تلاوت میں تعوذ کے چند مسائل..	۸۳
قرآن کریم اور شیطان سے پناہ مانگنے کی چند آیتیں..........................	۸۴
شیطان کی طرف تو اللہ تعالی کی پناہ مانگو..	۸۴
شیطان سے پناہ اور اس کے قریب بھی نہ آنے کی دعا..........................	۸۶
سورۂ ناس اور شیطان سے پناہ..	۸۶
جب قرآن پڑھو تو شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو............................	۸۷
غصہ کا علاج ’’اعوذ باللہ‘‘ پڑھنا ہے..	۸۸
دن میں دس مرتبہ ’’اعوذ باللہ‘‘ پڑھنا شیطان سے حفاظت کا سب ہے.........	۸۹
نماز میں وسوسہ آئے تو: اعوذ باللہ‘ پڑھو..	۸۹
نماز میں جمائی آئے تو اعوذ باللہ پڑھو..	۹۰
واقعہ افک میں آپ ﷺ کا برائت کی خبر میں اللہ تعالی کی پناہ مانگنا.........	۹۰

آپ ﷺ نماز کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھتے تھے..................	۹۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں ثنا کے بعد اعوذ باللہ پڑھتے تھے.....	۹۲
نماز کے شروع میں ''اعوذ باللہ'' پڑھنا کافی ہے..................	۹۲
نماز میں اعوذ باللہ آہستہ پڑھی جائے گی..................	۹۳
نماز میں تعوذ کے چند اور کلمات..................	۹۴
شیطان سے پناہ مانگنے کی دعا کے چند مواقع..................	۹۶
نیند میں خوف سے بیدار ہو جانے کے ازالہ کی دعا..................	۹۶
مسجد سے نکلنے کی دعائیں..................	۹۶
بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعائیں..................	۹۶
عورت سے پہلی ملاقات کی دعا..................	۹۷
جب انزال ہو جائے تو پڑھے..................	۹۷
ستر ہزار فرشتوں کی رحمت کی دعا اور شہادت کی موت والا عمل..................	۹۷

فہرست رسالہ ’’ذی الحجہ کے دس دن‘‘

لیال عشر ‘ سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں	۱۰۰
ذی الحجہ کے دس دنوں میں تکبیرات پڑھنے سے کوئی عمل افضل نہیں	۱۰۱
ذی الحجہ کے روزوں اور ذی الحجہ کی راتوں کی فضیلت	۱۰۱
ان دنوں میں کثرت سے تہلیل وتکبیر اور تحمید کا حکم	۱۰۲
ذی الحجہ کے آٹھ روزے مستحب ہیں	۱۰۳
آپ ﷺ ذی الحجہ کے نو روزے رکھتے تھے	۱۰۳
آپ ﷺ ذی الحجہ کے روزے نہیں رکھتے تھے	۱۰۳
روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی روایت میں تعارض اور اس کا حل	۱۰۳
عرفہ کے دن کا روزہ مسنون ہے	۱۰۷
عرفہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کی معافی کی امید	۱۰۷
عرفہ کے دن کا روزہ ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے	۱۰۷
حاجی کے لئے عرفہ کے روزہ کی ممانعت	۱۰۸
آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا	۱۰۸
﴿ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ ﴾ اور ﴿ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ﴾ سے مراد	۱۰۹
صحابہ رضی اللہ عنہم ذی الحجہ کے دس دنوں میں بازار میں تکبیر پڑھتے تھے	۱۰۹
حضرت محمد باقر رحمہ اللہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر پڑھتے تھے	۱۰۹
منی تکبیر سے گونج اٹھتا تھا	۱۱۰
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں ہر وقت تکبیر پڑھتے تھے	۱۱۰

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا یوم نحر میں تکبیر پڑھتی تھیں	۱۱۰
بال اور ناخن کاٹنے کا حکم	۱۱۱
بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت	۱۱۲

فہرست ''جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم''

پیش لفظ..	۱۱۴
جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت.......	۱۱۶
جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود پڑھنے کی فضیلت................................	۱۱۷
جمعہ کے دن بعد عصر درود پڑھنا درست ہے ''فتاوی قاسمیہ'' کا فتوی..........	۱۲۳
مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی کا اس حدیث کو نقل کرنا............................	۱۲۴
خاتمہ...... جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے چند فضائل........................	۱۲۵
جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت مطلوب ہے..................................	۱۲۵
جمعہ کے دن مجھ پر امتی کا درود پیش کیا جاتا ہے..............................	۱۲۵
دنیا میں جنت دکھانے والا درود..	۱۲۶
جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کو نہ چھوڑنا............................	۱۲۶
دنیا میں آزادئ جہنم کا پروانہ..	۱۲۷
جمعہ کے دن درود شریف شفاعت کا سبب ہے................................	۱۲۷
قیامت کے دن چہرہ پر عجیب نور لانے والا درود................................	۱۲۷
جمعہ کے دن درود شریف کا نور ساری مخلوق کو کافی ہو جائے......................	۱۲۸
جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھنے پر سو حاجتوں کا پورا ہونا........................	۱۲۸
جمعہ کے دن درود پڑھنا شفاعت کا سبب ہے..................................	۱۲۸
دوسو سال کے گناہوں کے معاف کرنے والا درود................................	۱۳۰
۷/ جمعہ پڑھنے پر شفاعت واجب کرنے والا درود................................	۱۳۰

فہرست رسالہ ’’دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں‘‘

عرض مرتب	۱۳۲
مسح، موزوں کے اوپر کیوں؟	۱۳۵
صلوۃ الخوف شریعت میں مشروع ہے، چاہے سمجھ میں نہ آئے	۱۳۶
صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ	۱۳۶
عید کے دن روزہ	۱۳۷
رکوع وسجدہ میں تلاوت قرآن کی ممانعت	۱۳۸
مطاف میں طواف علی القبور	۱۳۹
حالت طواف میں تلاوت کے بجائے تسبیح اور ذکر ودعا کو زیادہ پسند کیا گیا	۱۴۶
طواف میں کندھا کھولنا	۱۴۸
رمل میں تکبر	۱۵۰
رمل کی تعریف، اس کا حکم اور اس کی مشروعیت	۱۵۰
سعی میں دوڑنا مردوں کے لئے ہے	۱۵۲
منی، عرفات اور مزدلفہ میں نماز پڑھنا شریعت کا حکم ہے	۱۵۵
عرفات ومزدلفہ میں نمازوں کو جمع کرنا	۱۵۶
جن کو اللہ تعالی بھوکا رکھے ان کو ہم کیوں کھلائیں؟ یہ دین نہیں	۱۵۸
بیوی، بچے کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنا دین ہے	۱۵۹
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک دلچسپ قصہ	۱۶۱

فہرست رسالہ ”بیر کے درخت کاٹنے کی ممانعت“

پیش لفظ...	۱۶۵
قرآن کریم میں بیر کے درخت کا تذکرہ....................	۱۶۶
جنت کے بیر کے درخت کانٹوں والے نہیں ہیں................	۱۶۷
مکہ معظّمہ میں بھی بیری کے درخت تھے....................	۱۶۸
بیر کے درخت کاٹنے والے پر لعنت..........................	۱۶۹
بیر کا درخت کاٹنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالیں گے........	۱۶۹
کھیتی کے علاوہ بیر کے درخت کاٹنے والے کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا	۱۶۹
کھیتی کے علاوہ بیر کا درخت کاٹنے والے پر عذاب سختی سے بہایا جائے گا.....	۱۷۰
غسل میت میں بیر کے درخت کے پتوں کا استعمال...............	۱۷۲
آپ ﷺ کو بیری کے پتوں کے ذریعہ غسل دیا گیا................	۱۷۲
حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو بیری کے پتوں کے ذریعہ غسل دیا گیا.......	۱۷۲
محرم کے غسل میں بھی بیری کے پتوں کے استعمال کا حکم..........	۱۷۳
(میت) کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھودو............	۱۷۴
عطاء رحمہ اللہ کے نزدیک بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دینا لازم ہے..	۱۷۵
بیری کے فوائد اور خواص..	۱۷۶
بیر کے پتوں سے ایک قسم کے سحر کا علاج......................	۱۷۷
حیض کے کپڑے کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھونے کا حکم..........	۱۷۷

فہرست مقالہ ’’سیاہ لباس کا حکم‘‘

کالا لباس پہننے کا حکم	۱۷۹
آپ ﷺ کے سیاہ کپڑوں کی روایات	۱۸۱
کالا عمامہ: احادیث وآثار	۱۸۳
فرعون کو ڈبوتے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ کالا تھا	۱۸۳
آپ ﷺ کے سیاہ عمامے کی روایات	۱۸۳
آپ ﷺ کا جھنڈا اور عمامہ سیاہ تھا	۱۸۵
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کالے عمامے پہنتے تھے	۱۸۶
آپ ﷺ کے موزے سیاہ رنگ کے چمڑے کے تھے	۱۸۹
بیت اللہ شریف پر سیاہ غلاف	۱۹۰
آپ ﷺ کا سیاہ عمامہ نکال کر سفید عمامہ باندھنے کی وضاحت	۱۹۱

فہرست رسالہ ’’منت‘‘

مقدمہ......نذر کے لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف................................	۱۹۳
شرائط..	۱۹۳
نذر کی ادائیگی کب واجب ہے؟......نذر ماننے کا حکم....................	۱۹۴
قرآن کریم اور منت..	۱۹۵
اپنی نذر پوری کرو..	۱۹۷
ایسی عبادت کی نذر مانی جس کی وہ طاقت رکھتا ہو تو اس کو پورا کرے..........	۱۹۷
بیمار کوئی منت مانے یا کوئی خیر کی نیت کرے تو اسے پورا کرے..............	۱۹۸
ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانے گی اور اس کو پورا نہیں کرے گی............	۱۹۸
اطاعت کی منت کو پورا کرے اور معصیت کی منت ترک کرے....................	۱۹۹
پیدل چلنے کی نذر..	۱۹۹
پیدل حج کی نذر..	۲۰۰
ناک میں دھاگہ ڈال کر چلنے کی منت..................................	۲۰۰
اس چیز کی نذر ماننا جائز نہیں ہے جس کا بندہ مالک نہ ہو..................	۲۰۱
حج کی نذر..	۲۰۱
نذر تقدیر کو ٹال نہیں سکتی..	۲۰۲
نذر بخیل سے عبادت کرواتی ہے..	۲۰۳
بیماری پر منت اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی نذر..............	۲۰۴
مسلمان ہوتا تو اونٹ کی منت مفید ہوتی..................................	۲۰۵

مقام بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر ماننا............................	۲۰۶
باندی کا اشعار پڑھنے اور دف بجانے کی منت............................	۲۰۷
نذر کے چند ضروری مسائل......نذر کا مشروع ہونا............................	۲۰۸
نذر منعقد ہونے کے لئے تلفظ ضروری ہے............................	۲۰۸
نذر معین غیر معلق کسی زمان ومکان کے ساتھ خاص نہیں ہوتی............................	۲۰۸
گناہ کی نذر کا حکم......اور معصیت لذاتہ اور معصیت لغیرہ............................	۲۰۸
نذر کے جانور کی عمر............................	۲۰۹
بکرے کی نذر مانی تھی لیکن غلطی سے بکری خریدی گئی............................	۲۱۰
بکرا صدقہ کرنے کی منت مانی تو بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ جائز ہے......	۲۱۰
منت کا جانور غریب ہی کھا سکتا ہے............................	۲۱۱
صدقۂ نافلہ کا جانور خود بھی کھا سکتا ہے اور دوستوں کو بھی کھلا سکتا ہے............	۲۱۱
بیماری سے صحت یاب ہونے پر بکرا ذبح کرنے کی منت درست ہے............	۲۱۲
مطلق صدقہ کی نذر مانی تو صدقۂ فطر کی مقدار واجب ہوگی............................	۲۱۲
منت کے ساتھ انشاء اللہ کہنے کا حکم............................	۲۱۲
نماز کی نذر کے مسائل............................	۲۱۲
روزہ کی نذر کے مسائل............................	۲۱۴
اعتکاف کی نذر کے مسائل............................	۲۱۵
حج کی نذر کے مسائل............................	۲۱۷
طواف کی نذر کے مسائل............................	۲۱۸

فہرست رسالہ ’’تجوید وقراءت‘‘

پیش لفظ..	۲۲۰
قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنا..	۲۲۱
ترتیل کا حکم کہاں اور کب نازل ہوا..	۲۲۳
علم تجوید کی فضیلت..	۲۲۴
تجوید کا وجوب قرآن سے..	۲۲۴
تجوید کا وجوب احادیث سے..	۲۲۸
آپ ﷺ کا تجوید کے ساتھ تلاوت فرمانا..	۲۲۸
تجوید کے خلاف قرآن شریف پڑھنے پر وعید..	۲۳۱
تجوید کا وجوب اجماع سے..	۲۳۱
تجوید کا وجوب قیاس سے..	۲۳۳
تجوید کی اہمیت کے متعلق اکابر کی تصریحات..	۲۳۴
لعنت والی حدیث میں تجوید کی رعایت نہ کرنا بھی ہے..	۲۳۴
حسن صوت مطلوب ہے..	۲۳۷
حسن صوت تو ہو تغنی نہ ہو..	۲۳۹
علم تجوید کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اس کا حکم..	۲۴۲
لحن کے معنی واقسام..	۲۴۲
امور متفرقہ کا بیان..	۲۴۴
مراتب تجوید..	۲۴۴

محاسن تلاوت..	۲۴۴
معائب قراءت..	۲۴۵
علم قراءت کی تدوین..	۲۴۷
علم تجوید کی تاریخی حیثیت..	۲۴۸
علم تجوید پر تصانیف کا سلسلہ..	۲۴۸
چوتھی صدی سے چودھویں صدی تک کی تصانیف کا مختصر خاکہ................	۲۴۹
مبادی علم قراءات..	۲۵۲
''رب قارىء يقرء القرآن والقرآن يلعنه'' کی تحقیق................	۲۵۴
قراءت کے آخر میں ''صدق الله العظيم'' پڑھنا................	۲۵۶
ایک لطیفہ..	۲۵۸
کتب تجوید کے حوالجات..	۲۵۸
محافل حسن قراءت..	۲۶۰
''فتاوی محمودیہ'' کا فتوی..	۲۶۲
''احسن الفتاوی'' کا فتوی..	۲۶۲
''محمود الفتاوی'' کا فتوی..	۲۶۳
قرائت کے جلسے..	۲۶۳
قرائت مسابقوں میں غلو..	۲۶۵

فہرست رسالہ ''علم طب''

پیش لفظ..	۲۷۰
عریضہ بنام: قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ..	۲۷۲
مقدمہ..	۲۷۴
علم دو ہی ہیں: ایک فقہ، دوسرا طب..	۲۷۴
علم طب کی تعریف..	۲۷۴
محدثین کا آپ ﷺ کے طبی ارشادات کو جمع کرنا..	۲۷۵
علم طب کا شرعی حکم..	۲۷۵
آپ ﷺ کا بیمار کو ڈگری یافتہ ماہر طبیب سے علاج کا مشورہ دینا..	۲۷۶
نا اہل طبیب کے بارے میں احادیث..	۲۷۷
نا اہل طبیب کے بارے میں فقہاء کی رائے اور نا اہل طبیب کی تعریف..	۲۷۸
بلا اجازت آپریشن..	۲۸۲
حدیث میں علاج کا حکم..	۲۸۴
علم طب..	۲۸۵
سب سے پہلے بقراط نے شفاخانہ اور قیام گاہ کو قائم کیا..	۲۸۶
سب سے پہلے ہسپتال کی وسیع معنوں میں شکل دینے والا..	۲۸۶
آپ ﷺ کے علاج کے مختلف طریقے..	۲۸۷
آپ ﷺ کا صحابی کے دل پر ہاتھ رکھ کر فرمانا کہ: تم دل کے بیمار ہو..	۲۸۷
شمرول طبیب کی گواہی کہ: آپ ﷺ مجھ سے بڑے طبیب ہیں..	۲۸۷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طب میں مہارت رکھنا..................	۲۸۸
ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ حاذق طبیب تھے..................	۲۸۸
غیر مسلم اطباء اوران پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اعتماد..................	۲۹۰
خلیفہ ہارون الرشید کا یہودی طبیب اوراس کا دلچسپ قصہ..................	۲۹۰
زمانہ قدیم میں انجکشن سے علاج..................	۲۹۱
آپریشن کا ثبوت، اورآپریشن سے رگ کاٹنا..................	۲۹۱
مختلف بیماریوں کے ماہرین..................	۲۹۱
داغ سے علاج..................	۲۹۳
ادارۂ صحت کی طرف سے احتیاطی تدابیر اور نظریہ اسلام..................	۲۹۴
جذام سے احتیاط کی احادیث..................	۲۹۴
جذام کے ساتھ اختلاط کی احادیث..................	۲۹۶
روایات میں تعارض اوران کے حل کی توجیہات..................	۲۹۸
طاعون کی احادیث..................	۳۰۰
طاعون زدہ علاقے سے آدمی نکل سکتا ہے یا نہیں؟..................	۳۰۲
طاعون زدہ زمین سے نکلنے کی ممانعت کی حکمتیں..................	۳۰۴
خاتمہ......داغ سے علاج کی متضاد روایات اوران کی توجیہات..................	۳۰۵
داغ سے علاج کی ممانعت کی روایتیں..................	۳۰۵
داغ سے علاج کی اجازت کی روایتیں..................	۳۰۹
داغ سے علاج کی روایات، ان میں تعارض اوراس کا حل..................	۳۱۴

فہرست مقالہ ’’کرونا ویکسین کا شرعی‘‘

مشتبہات سے بچنے کا حکم......ایک حد تک تحقیق بھی ضروری ہے................	۳۱۸
آپ ﷺ نے شک وشبہ سے منع فرمایا....................................	۳۱۹
چند فقہی عبارات..	۳۲۰
حرام دوا سے علاج کی اجازت..	۳۲۲
تتمہ......اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے................................	۳۲۳
دین میں آسانی ہے تنگی نہیں...	۳۲۵

فہرست رسالہ ''دعوت وتبلیغ کی اہمیت''

دعوت وتبلیغ کی اہمیت	۳۲۶
ہمارے معاشرہ کی اصلاح کیسے ہو؟	۳۲۷
حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی تحریک ''دعوت وتبلیغ'' اصلاح معاشرہ میں اہم رول ادا کرسکتی ہے	۳۲۷
دعوت وارشاد کے متعلق چند قرآنی آیات	۳۳۰
چند احادیث	۳۳۲

فہرست رسالہ ''دعوت کی پانچ آیتیں''

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ﴾.....................................	۳۴۳
داعی معروف ومنکر کا عالم ہونا چاہئے.....................................	۳۴۳
﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس ﴾.....................................	۳۴۵
﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْآ اِلَى اللّٰهِ ﴾.....................................	۳۴۶
﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾..................	۳۴۸
﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ ﴾.....................................	۳۵۰

فہرست رسالہ ''دعوت کے پانچ طبقات''

دعوت الی اللہ کے پانچ طبقات........................	۳۵۲
پہلا طبقہ: حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا........................	۳۵۲
انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے تین طریقے ہیں: دلائل، معجزات اور جہاد.......	۳۵۲
پہلا طریقہ: دلائل، اس کی تفصیل........................	۳۵۲
آپ ﷺ کا ابوسفیان اور ہندہ رضی اللہ عنہما کو دعوت دینا اور دلیل سنانا......	۳۵۷
آپ ﷺ کا حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا اور دلیل سنانا...........	۳۵۸
آپ ﷺ کا ایک صاحب کے سوال پر دلیل سنانا........................	۳۵۹
آپ ﷺ کا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا اور دلیل سنانا...........	۳۵۹
دوسرا طریقہ: معجزات، اور ان کی تفصیل........................	۳۶۱
حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی اونٹنی کا معجزہ........................	۳۶۱
حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا........................	۳۶۲
حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پانچ (۵) معجزات........................	۳۶۲
پہلا: پانی کا طوفان........................	۳۶۳
دوسرا: ٹڈی کا........................	۳۶۴
تیسرا: قمل کا........................	۳۶۵
چوتھا: مینڈک کا........................	۳۶۶
پانچواں: خون کا........................	۳۶۷
حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پانچ (۵) معجزات........................	۳۶۸

مجنون کو شفا دینے والی دعا.....................	۳۷۰
آپ ﷺ کے معجزات.....................	۳۷۴
دوسرا طبقہ: علماء کا ہے.....................	۳۷۶
تیسرا طبقہ: حکام کا ہے.....................	۳۷۷
چوتھا طبقہ: مؤذنین کا ہے.....................	۳۷۹
پانچواں طبقہ: عام مسلمانوں کا ہے.....................	۳۸۱

فہرست رسالہ ”ایک عظیم الشان تبلیغی اجتماع“

ایک عظیم الشان تبلیغی اجتماع.....................	۳۸۴

اِحْیَاءُ الْمَیْتِ بِفَضَائِلِ اَھْلِ الْبَیْتِ

اس رسالہ میں آپ ﷺ کے اہل بیت کرام اور سادات عظام رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ کے فضائل میں ساٹھ (۶۰) احادیث مع ترجمہ وتخریج کے نقل کی گئی ہیں۔

تصنیف......علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

ترجمہ......مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری

تخریج وحواشی......مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

عرض محشی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده ، والصلوة والسلام على من لا نبی بعده ،

قرآن کریم اور احادیث میں اہل بیت کے فضائل وخصائص بیشمار ذکر کئے گئے ہیں، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ''اِحْيَاءُ الْمَيْتِ بِفَضَائِلِ اَهْلِ الْبَيْتِ '' کے نام سے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا، جس میں ساٹھ احادیث اہل بیت کے مناقب وفضائل میں ذکر کی گئی ہیں۔

اس رسالہ کو راقم الحروف کے جد بزرگوار بر ما کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف '' سفينة النجات فی ذکر مناقب السادات '' کی دوسری فصل میں مع ترجمہ نقل فرمایا۔

راقم الحروف نے اس رسالہ کو علیحدہ ایک مستقل رسالہ میں مرتب کیا، اور اس کی تخریج و حوالہ کا اہتمام کیا، اور بعض مواقع میں حاشیہ میں چند باتوں کا اضافہ کیا۔ اللہ تعالی اس رسالہ کو بے انتہاء قبول فرمائے۔

سادات کے فضال ومناقب اور خصائص کی تفصیل کے لئے حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کی تصنیف '' سفينة النجات فی ذکر مناقب السادات '' کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۲ / ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷ / نومبر ۲۰۲۱ء

بروز سنیچر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ، وسلام على عباده الذين اصطفى ، هذه ستون حديثا سميتها " اِحۡيَاءُ الۡمَيۡتِ بِفَضَائِلِ اَهۡلِ الۡبَيۡتِ"۔

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتا ہوں' جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، یہ کتاب ساٹھ حدیثوں کا مجموعہ ہے، جس کو"احیاء المیت بفضائل اهل البیت" کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔

میرے رشتہ داروں اور اہل بیت سے محبت رکھو

(۱)......اخرج سعيد بن منصور في سننه ' عن سعيد بن جبير في قوله تعالى : ﴿ قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة في القربى ﴾ ☆ قال : قربى رسول الله صلى الله عليه وسلم۔[۱]

ترجمہ:......سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فرمان باری تعالیٰ: ﴿ قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة في القربى ﴾ کی تفسیر میں یہ معنی روایت کئے ہیں کہ: آپ ان سے اے محمد (ﷺ)! یہ فرما دیجئے کہ! میں تم سے تبلیغ اسلام پر کچھ اجرت نہیں چاہتا، ہاں اتنا چاہتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں اور اہل بیت سے محبت رکھو۔

آپ ﷺ کے وہ رشتہ دار کون ہیں؟

(۲)......اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردويه في تفاسيرهم ، والطبرانی

☆......پارہ:۲۵۔سورۂ شوریٰ،آیت نمبر:۲۳۔

[۱]......بخاری، باب المناقب ، كتاب المناقب ، رقم الحديث:۳۴۹۷۔

فی المعجم الکبیر : عن ابن عباس قال : لما نزلت ھٰذہ الأیة ﴿ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی ﴾ قالوا : یا رسول اللّٰه ! من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم ؟ قال : علی و فاطمة وولداھما۔ [۲]

ترجمہ:......ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفاسیر میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ قل لا اسئلکم علیه اجرا ﴾ الآیة کے باب میں روایت کی ہے کہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! آپ ﷺ کے وہ کون رشتہ دار ہیں کہ جن کی محبت ہم مسلمانوں پر اللہ پاک نے فرض کردی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: وہ لوگ حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت حسن اور حضرت حسین، رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

اہل بیت نبوت سے محبت اور دوستی رکھے

(۳)......اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله تعالی :﴿ ومن یقترف حسنة ﴾ قال : المودة لأل محمد۔[۳]

ترجمہ:......ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان باری تعالیٰ: ’’اور جو شخص نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کریں گے‘‘ روایت کی ہے کہ نیکی کرنے کا مطلب اس آیت میں یہ ہے کہ: حضور ﷺ کی آل اور اہل بیت نبوت سے محبت اور دوستی رکھے۔

[۲]...... معجم طبرانی کبیر ص ۳۹ ج ۳، باب الحاء ، بقیة اخبار الحسن بن علی رضی الله عنهما ، رقم الحدیث:۲۶۴۱۔

[۳]......الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور ص ۱۵۰ ج ۱۳، سورۂ شوریٰ، آیت نمبر:۲۳۔

اہل بیت کی محبت کے بغیر ایمان نہیں

(۴)......اخرج احمد والترمذی وصححه ' والنسائی والحاکم : عن المطلب بن ربیعة قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : واللّٰه لایدخل قلب امرأ مسلم ایمان حتی یحبکم للّٰه ولقرابتی۔[۴]

ترجمہ:......امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور حاکم نے حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ سے یہ حدیث صحیح بیان کی ہے کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''قسم خدا پاک کی! کسی مرد مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا، جب تک کہ وہ اے اہل بیت! تم کو اللہ کے لئے میری رشتہ داری کے خیال سے دوست نہ رکھیں۔

میرے اہل بیت کی خبر گیری کرنا، اور ان سے بدسلوکی نہ کرنا

(۵)......اخرج مسلم والترمذی والنسائی ' عن زید بن ارقم : ان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم قال : اذکرکم اللّٰه فی اهل بیتی۔[۵]

ترجمہ:......مسلم، ترمذی ونسائی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اے مسلمانوں! میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر نصیحت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کی خبر گیری کرنا، اور ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا، اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنا یعنی خدا سے ڈرو اور میرے اہل بیت سے بدسلوکی نہ کرو۔

---

[۴]......ترمذی، باب مناقب ابی الفضل عم النبی صلی الله علیه وسلم وهو العباس بن عبد المطلب رضی الله عنه ، ابواب المناقب ، رقم الحدیث:۳۷۵۸۔

[۵]......مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی الله عنه ، کتاب فضائل الصحابة رضی الله عنهم ، رقم الحدیث:۲۴۰۸۔

میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں: ایک قرآن، اور دوسرا میرے اہل بیت

(٦)...... اخرج الترمذی وحسنه ، والحاکم عن زید بن ارقم قال: قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی : کتاب اللّٰه وعترتی اهل بیتی ، ولن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض، فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔[٦]

ترجمہ:......ترمذی اورحاکم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اے مسلمانوں! میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم لوگ ان چیزوں کے ساتھ لگے لپٹے رہے، اوران کے ہدایات کے موافق عمل کرتے رہے، تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوں گے، ان میں سے ایک: قرآن پاک ہے، اور دوسری: میری عترت یعنی اہل بیت ہیں۔ اورقرآن پاک میں اورمیرے اہل بیت میں کسی قسم کا اختلاف اور جدائی نہ ہوگی، یہاں تک کہ یہ دونوں ساتھ ساتھ حوض کوثر پر مجھے ملیں گے، اس لئے تم دیکھو، غور کرو کہ میرے بعد تم لوگوں نے قرآن اوراہل بیت کے حقوق کیسے ادا کئے؟ اوران کے حقوق ادا کرنے میں کیا کیا کوتاہیاں کیں؟ ان باتوں کی جواب دہی کے لئے حوض کوثر پر تیار رہو۔

(۷)......اخرج عبد بن حمید فی مسنده ، عن زید بن ثابت قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به بعدی لن تضلوا : کتاب اللّٰه وعترتی اهل بیتی ، وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔[۷]

---

[٦]......ترمذی، باب فی مناقب اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم ، ابواب المناقب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۷۸۸۔

[۷]......مسند احمد ص۴۵٦ ج۳۵، حدیث زید بن ثابت رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۲۱۵۷۸۔

ترجمہ:......عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم لوگ ان سے تمسک پکڑتے رہو تو ہرگز ہرگز راہ حق سے نہ بھٹکو گے، ایک: قرآن پاک ہے اور دوسری: میری عترت یعنی اہل بیت ہیں، اوران دونوں میں کبھی جدائی نہ ہوگی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

(۸)......اخرج ابو احمد وابو یعلی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : انی اوشک ان ادعی فاجیب ' وانی تارک فیکم الثقلین : کتاب اللّٰہ وعترتی اهل بیتی ، وان اللطیف الخبیر خبرنی انهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ' فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔[8]

ترجمہ:......ابواحمد اور ابویعلی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قریب زمانہ میں خدا کا بلاوا مجھے پہنچے گا اور میں چلا جاؤں گا، اور میں تم میں دووزن دار چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: قرآن پاک اور میرے اہل بیت۔ اور اللہ لطیف الخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوں گے' یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے، لہذا سوچ سمجھ کر میری قائم مقامی کا حق ان دونوں کے بارے میں ادا کرو۔

میری محبت کی بناء پر میرے اہل بیت سے محبت رکھو

(۹)......اخرج الترمذی وحسنه ' والطبرانی عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : احبوا اللّٰہ لما یغذوکم به من نِعَمِهٖ ' وأحبونی بِحُبِّ اللّٰہ

۸......مسند احمد ص ۱۷ ج ۱۷۰، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ، رقم الحدیث:۱۱۱۰۴۔

وأحبوا اهل بيتی بحُبّی۔[۹]

ترجمہ:......ترمذی اورطبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ: اللہ تعالی سے محبت رکھو اس بناء پر کہ وہ قسم قسم کی نعمتیں تمہیں کھلاتے ہیں، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور مجھ سے محبت کی بناء پر میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

اہل بیت کی خبر گیری اور محبت ادا کرنے کا خیال رکھو

(۱۰)......اخرج البخاری عن ابی بکر الصدیق قال : ارقبوا محمدا صلی الله علیه وسلم فی اهل بیته۔[۱۰]

ترجمہ:......بخاری شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں صدیق اکبر کہ: اے مسلمانوں! رسول اللہ ﷺ کے احترام اور ادب کے حقوق کو اہل بیت کی خبر گیری اور محبت میں ادا کرنے کا خیال رکھو۔

حرم میں عبادت گذار بھی اہل بیت سے بغض رکھے تو وہ جہنمی ہے

(۱۱)...... اخرج الطبرانی والحاکم عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : یا بنی عبد المطلب ! انی سألت اللّٰه لکم ثلا ثا ، سئلته ان یثبت قلبکم، ویعلم جاهلکم ، ویهدی ضالکم ، وسألته ان یجعلکم جوداء نجداء رحماء ، فلو ان

---

[۹]......ترمذی، باب فی مناقب اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم ، ابواب المناقب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۷۸۹۔

[۱۰]......بخاری، باب مناقب قرابة رسول الله صلی الله علیه وسلم ، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۷۱۳۔

رجلا صفن بين الركن والمقام فصلى وصام ثم مات وهومبغض لاهل بيت محمد صلى الله عليه وسلم دخل النار۔[۱۱]

ترجمہ:......طبرانی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: حضور رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد میں نے خداوند کریم سے تمہارے لئے تین باتوں کی دعا کی کہ: اللہ تمہارے دلوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں میں ثابت اور مضبوط اور مستقیم رکھے، اور تمہارے ان پڑھوں کو خدا علم نصیب فرمائے، اور تم میں سے بے راہوں کو ہدایت نصیب فرمائے، اور تم کو سخی بہادر اور رحم دل بنادے، تو اگر کوئی شخص اتنا بڑا عبادت گزار ہو جائے کہ ہر وقت حرم کعبہ میں چمٹا ہوا رکن یمانی اور مقام ابراہیم میں روزہ رکھے اور نماز پڑھا کرے، پھر ایسی حالت میں وہ مرجاوے کہ اہل بیت سے بغض و عناد رکھتا ہو تو وہ دوزخی ہوگا۔

بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے

(۱۲)......اخرج الطبرانی عن ابن عباس ان النبی صلى الله عليه وسلم قال : بغض بنی هاشم والانصار کفر ، وبغض العرب نفاق۔[۱۲]

ترجمہ:......طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے: بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے، اور عرب سے بغض رکھنا نفاق ہے۔

---

[۱۱]......معجم طبرانی کبیر ص ۱۷۷ ج۱۱، عطاء عن ابن عباس رضی الله عنهما ، رقم الحديث:۱۱۴۱۲۔
[۱۲]......معجم طبرانی کبیر ص ۱۴۶ ج۱۱، عطاء عن ابن عباس رضی الله عنهما ، رقم الحديث:۱۱۳۱۲۔

جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے

(۱۳)......اخرج ابن عدی فی الکامل عن ابی سعید الخدری قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : من ابغضنا اھل البیت فھو منافق۔۱۳؎

ترجمہ:......کامل ابن عدی میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

جو میرے اہل بیت سے بغض رکھے خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا

(۱۴)......اخرج ابن حبان فی صحیحه والحاکم : عن ابی سعید الخدری قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت رجل الا ادخله اللّٰہ النار۔۱۴؎

ترجمہ:......ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: قسم اس پاک ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جس نے میرے اہل بیت سے بغض رکھا خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔

اہل بیت سے بغض پر حوض کوثر سے آگ کے کوڑوں سے مار کر ہٹایا جانا

(۱۵)......اخرج الطبرانی عن الحسن بن علیّ انه قال لمعاویة بن خدیج : یامعاویة بن خدیج ! ایاک وبغضنا ، فان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : لایبغضنا احد

۱۳؎......الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور ص۱۵۲ ج۱۳، سورۂ شوریٰ، آیت نمبر:۲۳۔

۱۴؎......الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ص۱۸۶۳، ذکر ایجاب الخلود فی النار لمبغض اھل بیت المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اخبارہ عن مناقب الصحابة ، رقم الحدیث:۶۹۷۸۔

ولا يحسد نا احد الا زيد يوم القيامة عن الحوض بسياط من نار۔۱۵؎

ترجمہ:......طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: انہوں نے معاویہ بن خدیج سے فرمایا: اے معاویہ بن خدیج ہم اہل بیت نبوت سے بغض ودشمنی رکھنے سے بچتے رہو، اس لئے کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے میرے اہل بیت سے بغض کینہ، حسد، دشمنی رکھی وہ قیامت کے دن حوض کوثر سے آگ کے کوڑوں سے مار مار کر ہٹا دیا جائے گا۔

اہل بیت کے حقوق ادا نہ کرنے والا منافق ہوگا، یا ولد الزنا ہوگا

(۱۶)......اخرج ابن عدی و البیھقی فی شعب الایمان عن علی قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من لم یعرف حق عترتی والانصار فھو لاحدی ثلاث ، اما منافق اولزنیة ، واما لغیر طھور ، یعنی حملته امه علی غیر طھر۔۱۶؎

ترجمہ:......کامل ابن عدی اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری عترت یعنی اہل بیت اورانصار کے حقوق کو نہ پہچانے اوران کے حقوق ادا نہ کرے، تو اس میں ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بات ہوگی: یا تو وہ منافق ہوگا، یا وہ زنا کی اولاد ہوگا، یا وہ حیض ناپاکی کی حالت میں اس کی ماں کے پیٹ میں رہا ہوگا۔

۱۵؎......معجم طبرانی کبیر ص۸۲ ج۳، معاویة بن حدیج عن الحسن بن علی رضی الله عنهما ، رقم الحدیث:۲۷۲۶۔

۱۶؎......شعب الایمان بیہقی ص۲۳۲ ج۲، باب فی تعظیم النبی صلی الله علیه وسلم کتاب ، رقم الحدیث:۱۶۱۴۔

آپ ﷺ کی آخری وصیت: میرے اہل بیت کی نگرانی رکھنا

(۱۷)......اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر قال : اٰخرما تکلم به رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : اخلفونی فی اهل بیتی۔۱۷

ترجمہ:......طبرانی کی اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: آخری کلام اورآخری وصیت حضور ﷺ کی یہ تھی کہ میں اب دنیا سے رحلت کرتا ہوں، میرے اہل بیت کی نگرانی' ان کی ضروریات زندگی اور مایحتاج الیہ کی فکروتدبیر میں اے مسلمانوں تم میرے نائب اورقائم مقام ہوجاؤ،ان کی فکرجیسی میں رکھتا تھا ویسی فکراب تم رکھو۔

اہل بیت سے محبت کے بغیر نیک عمل فائدہ مند نہ ہوگا

(۱۸)......اخرج الطبرانی فی الاوسط عن الحسن بن علی ان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم قال : الزموا مودتنا اهل البیت ، فانه من لقی اللّٰه تعالی وهویودّنا دخل الجنة بشفاعتنا ، والذی نفسی بیده لاینفع عبدا عمله الا بمعرفة حقنا۔۱۸

ترجمہ:......طبرانی کی اوسط میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ہم اہل بیت سے ضروری اورلازمی محبت رکھو،اس واسطے کہ جوایسی حالت میں اللہ سے ملے گا کہ ہم سے محبت رکھتا ہوگا ،تواللہ اس کو ہماری شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا،قسم خدائے پاک کی کسی بندے کواس کا نیک عمل کچھ بھی فائدہ

۱۷......مجمع الزوائدص۱۸۳ج۹، باب فی فضل اهل البیت رضی الله عنهم ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۱۴۹۶۱۔

۱۸......معجم طبرانی اوسط ص۳۶۰ج۲، احمد بن محمد المُرِّی ، رقم الحدیث:۲۲۳۰۔

نہیں دے گا، جب تک کہ وہ ہمارے حقوق کو نہ پہچانے اور پہچان کرادا نہ کرے۔

اہل بیت سے بغض رکھنے والا یہودی بنا کر اٹھایا جائے گا

(۱۹)......اخرج الطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد اللّٰہ قال : خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ وھو یقول : أیھا الناس ! من ابغضنا اھل البیت حشرہ اللّٰہ تعالی یوم القیامۃ یھودیا۔۱۹

ترجمہ:......طبرانی کی اوسط میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ: میں نے رسول مقبول ﷺ سے خطبہ میں سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: اے لوگو! جو شخص کہ ہم اہل بیت نبوت یعنی سیّدوں سے بغض وعداوت رکھے گا، قیامت کے دن خداتعالی اس کو یہودی بنا کر اٹھائے گا۔

اہل بیت کے لئے آپ ﷺ کی چند دعائیں

(۲۰)......اخرج الطبرانی فی الاوسط عن عبد اللّٰہ بن جعفر قال : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : یا بنی ھاشم ! انی قد سألت اللّٰہ لکم ان یجعلکم نجداء رحماء ، وسألتہ ان یھدی ضالکم ویؤمن خائفکم ویشبع جائعکم ، والذی نفسی بیدہ لایؤمن احدھم حتی یحبکم بحبی ' أترجون أن تدخلوا الجنۃ بشفاعتی ولا یرجوھا بنوعبد المطلب۔۲۰

ترجمہ:......طبرانی کی اوسط میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے حضور ﷺ فرماتے تھے: اے گروہ بنی ہاشم! میں

۱۹......معجم طبرانی اوسط ص۲۱۲ ج۴، من اسمہ علی ، رقم الحدیث:۴۰۰۲۔
۲۰......معجم طبرانی اوسط ص۳۷۲ ج۷، من اسمہ محمد ، رقم الحدیث:۷۷۱۶۔

نے تمہارے لئے بارگاہ رب العزت سے درخواست کی کہ خدا تمہیں شجاع، بہادر اور رحم دل بنادے ،اور یہ بھی تمہارے لئے میں نے چاہا کہ خدا تمہارے بے راہ اور بھٹکے ہوؤں کو ہدایت اور راہ راست نصیب کرے، اورتم میں ڈرنے والے کو بے خوف اور نڈر بنادے، اورتمہارے بھوکے کو سیر کردے، قسم رب العزت کی کوئی مسلمان کامل مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک وہ میری محبت کی خاطر تم سے محبت نہ رکھے۔ اے امت محمد! عبدالمطلب کی اولاد جنت میں میری شفاعت سے جانے کے امیدوار ہونے کے پیشتر ہی تم لوگ میری شفاعت سے جنت میں جانے کے امیدوار ہوگئے؟ حالانکہ وہ تم سے زیادہ میری شفاعت کی امیدواری کے حق دار ہیں۔

میرے اہل بیت امت کی پناہ اور محافظ ہیں

(۲۱)......اخرج ابن ابی شیبة ومسدد فی مسندیهما ، والحکیم الترمذی فی نوادرالاصول ، وابو یعلی والطبرانی عن سلمة بن الاکوع قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم : النجوم أمان لاهل السماء وأهل بیتی أمان لامتی۔[۲۱]

ترجمہ:......ابن ابی شیبہ اور مسدد نے اپنی مسندوں میں ،اورحکیم ترمذی نے ''نوادرالاصول'' میں اور ابویعلی اور طبرانی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ستارے محافظ اور پناہ ہیں آسمان والوں کے لئے ،اورمیرے اہل بیت میری امت کے پناہ اور محافظ ہیں۔

تشریح:......یعنی جب تارے مٹ جائیں گے تو آسمان کے لئے بھی جو پھٹنے اور خراب

[۲۱]......معجم طبرانی کبیر ص۲۵ ج۷، موسی بن عبیدة الربدی عن ایاس بن سلمة ، من اسمه سلمة ، رقم الحدیث:٦٢٦٠۔

ہونے کا وعدہ ہے وہ آ پہنچے گا، اور جب میرے اہل بیت دنیا سے اٹھالئے جائیں گے تو میری امت میں طرح طرح کے فتنے وفساد پیدا ہونے کا وقت آ پہنچے گا۔☆

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: قرآن مجید اور اہل بیت

(۲۲)......اخرج البزار عن ابی هريرة قال : قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم :

☆......احادیث میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ستارے قرار دینے کا ذکر آیا ہے:

(۱)......حضرت ابو بردہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے کہا: ہم یہاں بیٹھے ہیں تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز بھی پڑھ لیں، ہم بیٹھے رہے حتیٰ کہ آپ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم جب سے یہیں ہو؟ ہم نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے کہا: ہم یہاں ٹھہر جاتے ہیں حتیٰ کہ ہم آپ کے ساتھ عشاء کی نماز بھی پڑھ لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا، پھر آپ ﷺ نے اپنا سر (مبارک) آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ستارے آسمان کی امان ہیں اور جب ستارے نہیں ہوں گے تو پھر آسمان بھی پھٹ جائے گا، اور میں اپنے اصحاب کے لئے امان ہوں، اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے، اور میرے اصحاب میری امت کے لئے امان ہیں، جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت فتنوں اور بدعات میں مبتلا ہو جائے گی۔

(مسلم، باب بیان ان بقاء النبی صلی الله علیه وسلم أمان لاصحابه ، کتاب الفضائل ، رقم الحدیث:۲۵۳۱)

(۲)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں میرے اصحاب کی مثال اس طرح ہے جیسے ستاروں کی مثال ہے، لوگ ان سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور جب وہ غائب ہو جاتے ہیں تو لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔

(المطالب العالیة، رقم الحدیث:۴۱۹۳)

(۳)......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، تم نے ان میں سے جس کی بھی اقتداء کی تم ہدایت پا جاؤ گے۔

(تفسیر کبیر ص۵۹۶ ج۹۔غرائب القرآن ص۴۷ ج۶۔روح المعانی ص۵۰/جز:۲۵۔تبیان القرآن ص۵۸۹ ج۱۰)

انی قد خلفت فیکم اثنین لن تضلوا بعدهما : کتاب اللّٰہ و نسبتی ، ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ۔۲۲؎

ترجمہ:...... بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان دونوں کے ہدایات وارشادات کے موافق تم عمل کرتے رہے، تو میرے بعد تم راہ راست سے نہ بھٹکو گے: قرآن مجید اور میرے رشتہ دار اہل بیت، اوران دونوں میں کبھی اختلاف اور جدائی نہ ہوگی، یہاں تک کہ یہ دونوں مجھ سے ساتھ ساتھ حوض کوثر پر ملاقات کریں گے۔

(۲۳)......اخرج البزار عن علی قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : انی مقبوض وانی قد ترکت فیکم الثقلین : کتاب اللّٰہ ، واهل بیتی ، وانکم لن تضلوا بعدهما ۔۲۳؎

ترجمہ:...... بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: حضور رسول مقبول ﷺ نے ارشادفرمایاہے: میری وفات ہوجائے گی، اور میں تم میں دومعتبر اور وزن دار چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: کتاب اللہ اورمیرے اہل بیت، تم ان دونوں کی ہدایتوں پر عمل کرتے رہےتو کبھی تم راہ حق سے نہ بھٹکو گے۔

اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے

(۲۴)......اخرج البزار عن عبد اللّٰہ بن الزبیر : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :

۲۲؎......مجمع الزوائدص۱۸۳ج۹، باب فی فضل اهل البیت رضی اللہ عنهم ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۱۴۹۵۸۔

۲۳؎......مجمع الزوائدص۱۸۳ج۹، باب فی فضل اهل البیت رضی اللہ عنهم ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۱۴۹۵۹۔

مثل اهل البیت مثل سفینة نوح ' من رکبها نجا ومن ترکها غرق۔۲۴؎

ترجمہ:...... بزار نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: حضور مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی کشتی جیسی ہے کہ جو اس میں سوار ہوگیا وہ تو بچ گیا' اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ ڈوب گیا، ایسے ہی جو آل رسول کے دامن سے چمٹا رہا وہ نجات پائے گا، اور جس نے ان کے دامن کو چھوڑ دیا وہ تباہ ہوا۔

(۲۵)......اخرج البزار عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح ' من رکب فیها نجا ' ومن تخلف عنها غرق۔۲۵؎

ترجمہ:...... بزار نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی کشتی جیسی ہے، جو اس میں سوار ہوگیا اس نے نجات پائی، اور جو اس سے علیحدہ رہا وہ ڈوبا۔

(۲۶)......اخرج الطبرانی عن ابی ذر قال : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح فی قوم نوح ' من رکبها نجا ' ومن تخلف عنها هلک ، ومثل باب حطة فی بنی اسرائیل۔۲۶؎

ترجمہ:......طبرانی میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میرے اہل بیت کی مثال تم لوگوں میں حضرت نوح علیہ

۲۴؎......مجمع الزوائد ص ۱۸۹ ج ۹، باب فی فضل اهل البیت رضی الله عنهم ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث: ۱۴۹۸۰۔

۲۵؎/۲۶؎......معجم طبرانی کبیر ص ۳۸ ج ۳، بقیة اخبار الحسن بن علی رضی الله عنهما ، رقم الحدیث ۲۶۳۸:۔

الصلوۃ والسلام کی کشتی اور بنی اسرائیل کے حطۃ دروازے جیسی ہے،حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم میں سے جو کشتی میں سوار ہوگیا' اور بنی اسرائیل میں جو باب توبہ میں توبہ توبہ کہتا ہوا داخل ہوا' ان کی تو نجات اور مغفرت ہوگئی، اور جو کشتی میں سوار نہ ہوا' اور بنی اسرائیل بجائے حطۃ (توبہ) حنطۃ (گیہوں) بدمعاشی اور شرارت سے کہنے لگے' وہ ہلاک اور عذاب طاعون میں برباد کردیئے گئے۔

(۲۷)......اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : انما مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح ، من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق ، وانما مثل اھل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ۔۲۷؎

ترجمہ:......اوسط طبرانی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں نے جناب رسول مقبول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے کہ جو اس میں سوار ہوگیا' اس کی تو نجات ہوگئی، اور جو کشتی سے الگ ہوگیا' اس میں سوار نہ ہوا' وہ ڈوب گیا، اور میرے اہل بیت کی مثال تم لوگوں میں بنی اسرائیل کے باب توبہ جیسی ہے کہ جو اس میں توبہ کرتا ہوا داخل ہوا وہ بخشا گیا۔

اسلام کی بنیاد اصحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت ہے

(۲۸)......اخرج البخاری فی تاریخہ عن الحسن بن علی قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : لکل شئی اساس ، واساس الاسلام حب اصحاب رسول اللّٰہ

۲۷؎......المستدرک علی الصحیحین ، تفسیر سورۃ ھود ، کتاب تفسیر القرآن ، رقم الحدیث : ۳۳۱۲۔

صلی اللہ علیہ وسلم وحب اھل بیتہ۔[۲۸]

ترجمہ:......امام بخاری رحمہ اللہ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اپنی تاریخ میں روایت بیان کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر چیز کے لئے جڑ ہوتی ہے، اور اسلام کی جڑ' بنیاد' اصحاب رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت کی محبت ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا میں عصبہ ہوں

(۲۹)......اخرج الطبرانی عن عمر قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : کل بنی انثی عصبتھم لابیھم ما خلا ولد فاطمۃ ' فانی انا عصبتھم وانا أبوھم۔[۲۹]

ترجمہ:......طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر عورت کی اولاد کا ولی اور عصبہ ان کا باپ اور باپ کے مرد رشتہ دار ہوتے ہیں، سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے کہ میں ان کا عصبہ ہوں، اور میں ان کا باپ ہوں۔

تشریح:......مطلب یہ ہے کہ ہر عورت کی اولاد نسبت کی جاتی ہے اپنے باپ کی طرف، مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے، گویا میں ان کا باپ ہوں اور وہ میری اولاد ہے، (خصوصیت بزرگی اور شرافت کی وجہ سے)۔

(۳۰)......اخرج الطبرانی عن فاطمۃ الزھراء قالت : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : کل بنی ام ینتمون الی عصبۃ الا ولد فاطمۃ فانا ولیھم وانا عصبتھم۔[۳۰]

---

[۲۸]......الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور ص۱۵۳ ج۱۳، سورۂ شوریٰ، آیت نمبر:۲۳۔

[۲۹/۳۰]......معجم طبرانی کبیر ص۳۶/۳۵ ج۳، بقیۃ اخبار الحسن بن علی رضی اللہ عنھما، رقم الحدیث:۲۶۳۱/۲۶۳۲۔

ترجمہ:......طبرانی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے مرد رشتہ داروں کی طرف منسوب کی جاتی ہے (یعنی باپ دادا پردادا کی طرف) سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے کہ میں ان کا ولی اور عصبہ ہوں' اس لئے وہ میری طرف منسوب ہوں گے۔

(۳۱)......اخرج الحاكم عن جابر قال : قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم : لكل بنى ام عصبة ينتمون اليهم الا ابنى فاطمة فانا وليهما وعصبتهما۔[۳۱]

ترجمہ:......حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر ماں کی اولاد کے لئے ولی اور عصبات ہوتے ہیں' جن کی طرف یہ اولاد منسوب کی جاتی ہے' سوائے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے کہ ان کا ولی اور عصبہ میں ہوں۔

قیامت کے دن میرے نسب کا سلسلہ باقی رہے گا

(۳۲)......اخرج الطبرانى فى الاوسط عن جابر : انه سمع عمربن الخطاب يقول للناس حين تزوج بنت على يقول : ألا تهنؤونى ؟ سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقول : ينقطع يوم القيامة كل سبب الاسببى ونسبى۔[۳۲]

ترجمہ:......طبرانی کی اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس وقت کہ ان کا نکاح حضرت کلثوم بن علی رضی اللہ عنہما سے ہوا'

---

[۳۱]......المستدرك على الصحيحين ، ومن مناقب الحسن والحسين ابنى بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ،كتاب معرفة الصحابة ، رقم الحديث:۴۷۷۰۔

[۳۲]......معجم طبرانی کبیر ص۳۶ ج۳، بقية اخبار الحسن بن على رضى الله عنهما ، رقم الحديث : ۲۶۳۳۔

یہ فرماتے سنا کہ: اے لوگو! تم مجھے مبارک باد نہیں دیتے؟ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: قیامت کے دن ہر قسم کا ناتا' رشتہ' نسب' سب ٹوٹ جائے گا، مگر میری رشتہ داری باقی رہے گی، اور میرے نسب کا سلسلہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۳۳)......اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و سلم : کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی۔۳۳؎

ترجمہ:......طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر قسم کا رشتہ اور قرابت داری قیامت کے دن ٹوٹ کر موقوف ہو جائے گی، مگر میرا رشتہ اور میری قرابت داری باقی رہے گی۔

(۳۴)......اخرج ابن عساکر فی تاریخہ عن ابن عمر قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و سلم : کل نسب و صھر منقطع یوم القیامۃ الا نسبی و صھری۔۳۴؎

ترجمہ:......ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر قسم کا نسبی اور سسرالی رشتہ قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا سوائے میری رشتہ داری اور سسرالی علاقہ کے کہ یہ باقی رہیں گے۔

اہل بیت سے اختلاف کرنے والا گروہ شیطانی گروہ ہے

(۳۵)......اخرج الحاکم عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: النجوم امان لاھل الارض من الغرق ' واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف' فاذا

۳۳؎......معجم طبرانی کبیر ص۲۰ ج ۲۷، ام بکر بنت المسور عن ابیھا ، رقم الحدیث:۳۳۔

۳۴؎......معجم طبرانی کبیر ص۳۷ ج ۳، بقیۃ اخبار الحسن بن علی رضی اللہ عنھما ، رقم الحدیث : ۲۶۳۵۔

خالفها قبيلة اختلفوا فصاروا حزب ابليس۔۳۵

ترجمہ:......حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: آسمان کے تارے اہل زمین کے لئے سفر دریا میں ڈوبنے سے بچانے میں باعث پناہ وموجب امن ہیں، اور میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف اور تفرقہ میں پڑنے سے بچانے میں باعث امن ہیں، جب میرے اہل بیت سے کوئی گروہ اختلاف کر کے الگ ہوجائے گا تو وہ گروہ شیطانی گروہ سمجھا جائے گا۔

میرے اہل بیت کو عذاب نہیں دیا جائے گا

(۳۶)......اخرج الحاكم عن انس قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: وعدنى ربى فى اهل بيتى من اقرمنهم بالتوحيد ولى بالبلاغ ان لا يعذبهم۔۳۶

ترجمہ:......حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ: خداوند کریم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے جو لوگ کہ خدا کی توحید کا اور میری رسالت وتبلیغ کا اقرار کرتے ہوں گے انہیں خدا عذاب نہیں دے گا۔

آپ ﷺ کی رضامندی یہ ہے کہ اہل بیت کوئی دوزخ میں نہ جائے

(۳۷)......اخرج ابن جرير فى تفسيره عن ابن عباس فى قوله تعالى: ﴿ ولسوف يعطيك ربك فترضى ﴾ قال: من رضى محمد ان لايدخل احد من اهل بيته

۳۵......المستدرك على الصحيحين، ومن مناقب اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم، كتاب معرفة الصحابة، رقم الحديث:۴۷۱۵۔

۳۶......المستدرك على الصحيحين، ومن مناقب اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم، كتاب معرفة الصحابة، رقم الحديث:۴۷۱۸۔

النار ۔۳۷

ترجمہ:......ابن جریر نے اپنی تفسیر میں فرمان باری تعالیٰ:﴿ ولسوف یعطیک ربک فترضی ﴾ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ: ''اورعنقریب اللہ تعالیٰ آپ کوآخرت میں اتنی کثرت سے نعمتیں دیں گے کہ آپ خوش اور راضی ہوجائیں گے'' اورحضور ﷺ کی رضامندی اس میں ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہ جائے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر دوزخ حرام ہے

(۳۸)......اخرج البزار أو ابو یعلی والعقیلی والطبرانی وابن شاهین فی السنة عن ابن مسعود قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : ان فاطمة احصنت فرجها فحرم اللّٰه ذریتهاعلی النار ۔۳۸

ترجمہ:...... بزارابویعلی، عقیلی، طبرانی اورابن شاہین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ: فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی عزت، آبرواورناموس کوسنبھالا، اور بری باتوں سے محفوظ رکھا،اس لئے خداوندتعالی نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی ذریت اوراولادکونار دوزخ پرحرام کردیا۔

(۳۹)......اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم لفاطمة : ان اللّٰه غیر معذبک ولا ولدیک ۔۳۹

۳۷......الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور ص۱۵۳ ج۱۳، سورۂ شوری، آیت نمبر:۲۳۔

۳۸......معجم طبرانی کبیرص۳۲ ج۳، بقیة اخبار الحسن بن علی رضی الله عنهما ، رقم الحدیث : ۲۶۲۵۔

۳۹......معجم طبرانی کبیرص۲۶۳ ج۱۱، عکرمة عن ابن عباس رضی اللـه عنهما ، رقم الحدیث :

ترجمہ:......طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! خدا تم کو اور تمہارے دونوں بیٹوں کو عذاب نہیں دے گا۔

قرآن اور اہل بیت گمراہی سے نجات کا ذریعہ ہیں

(۴۰)......اخرج الترمذی وحسنه عن جابر قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه و سلم : یا أیها الناس! انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا : کتاب اللّٰه وعترتی اهل بیتی۔[۴۰]

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز راہ راست سے نہ بھٹکو گے، وہ قرآن پاک ہے' اور میرے اہل بیت ہیں۔

اہل بیت سے دوستی شفاعت کا سبب ہے

(۴۱)......اخرج الخطیب فی تاریخه عن علی قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : شفاعتی لامتی ومن احب اهل بیتی۔[۴۱]

ترجمہ:......خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ: میری شفاعت میری امت کے لئے ہے' اور خاص کر اس شخص

۱۱٦۸۵۔

[۴۰]......ترمذی، باب فی مناقب اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم ، ابواب المناقب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۷۸٦۔

[۴۱]......کنز العمال ص۱۰۰ ج۱۲، الباب الخامس فی فضل اهل البیت ، رقم الحدیث:۳۴۱۷۹۔

کے لئے جو میرے اہل بیت کو دوست رکھتا ہو۔

آپ ﷺ کی پہلی شفاعت اہل بیت کے لئے ہوگی

(۴۲)......اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : اول من اشفع له من امتی یوم القیامة اهل بیتی۔[۴۲]

ترجمہ:......طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ: میری امت میں سب سے پہلی شفاعت میں اپنے اہل بیت کے لئے کروں گا۔

اہل بیت کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا

(۴۳)......اخرج الطبرانی عن المطلب بن عبد اللّٰہ بن حنطب عن ابیه قال : خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه و سلم بالجحفة ، فقال : الست أولی بکم من انفسکم ؟ قالوا : بلی یا رسول اللّٰہ ! قال : فانی سائلکم عن اثنین عن القرآن وعن عترتی۔[۴۳]

ترجمہ:......طبرانی نے مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے اورانہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ: ہم کو جناب رسول اللہ ﷺ نے مقام جحفہ میں خطبہ میں فرمایا کہ: کیا میں تم پر تمہاری جانوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تو قیامت میں قرآن مجید اور اپنی اولاد اور اہل بیت کے

[۴۲]......معجم طبرانی کبیر ص۴۲۱ ج۱۳، مجاهد عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما ، رقم الحدیث : ۱۳۵۵۰۔

[۴۳]......مجمع الزوائد ص۲۵۴ ج۵، باب الخلافة فی قریش و الناس تبع لهم ، کتاب الخلافة ، رقم الحدیث:۸۹۹۳۔

بارے میں تم سے میں پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا، اوران کے حقوق کس طرح ادا کئے۔

(۴۴)......اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم :لا تزول قدما عبد حتی یسئال عن عمرہ فیما افناہ ؟ وعن جسدہ فیما ابلاہ ؟ وعن مالہ فیما انفقہ ؟ ومن این اکتسبہ ؟ وعن حبہ لاھل البیت؟۔۴۴

ترجمہ:......طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ: میدان حشر میں کسی بندے کے قدم نہ ہٹیں گے' یہاں تک کہ اس سے دریافت کرلیا جائے گا کہ اس نے اپنی قیمتی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا؟ اوراپنے بدن کو کن کاموں میں لگایا؟ اور پُرانا کیا؟ اور مال کن کن طریقوں سے کمایا؟ اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ اوراہل بیت سے دوستی اورمحبت رکھتا تھا یانہیں؟۔

حوضِ کوثر پر پہلے اہل بیت آئیں گے

(۴۵)......اخرج الدیلمی عن علی قال : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول :اول من یرد علی الحوض اھل بیتی۔۴۵

ترجمہ:......دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: میں نے حضرت رسول مقبول ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: جولوگ حوضِ کوثر پر پہلے آئیں گے وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔

۴۴......معجم طبرانی کبیر ص۱۰۲ ج۱۱، مجاھد عن ابن عمر رضی اللہ عنھما ، رقم الحدیث : ۱۱۱۷۷۔

۴۵......کنز العمال ص۱۰۰ ج۱۲، الباب الخامس فی فضل اھل البیت ، رقم الحدیث:۳۴۱۷۸۔

اپنی اولاد کو اہل بیت کی محبت سکھاؤ

(۴۶)......اخرج الدیلمی عن علی قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : اِدّبوا اولادکم علی ثلاث خصال : حب نبیکم ' وحب اهل بیته ' وعلی قراءة القرآن ' فان حملة القرآن فی ظل اللّٰہ یوم لا ظل الا ظله مع انبیائه واصفیائه۔[۴۶]

ترجمہ:......دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اپنی اولاد کو عمدہ عادتوں میں سے تین عادتیں' اور تین آداب کی تعلیم دیا کرو: تمہارے نبی کی محبت' اور اہل بیت کی محبت' اور قرآن شریف پڑھنے کے آداب سکھایا کرو، اس واسطے کہ حاملین قرآن اور کلام اللہ کے حفاظ اللہ کے سایہ میں امن اور چین سے خدا کے برگزیدہ بندوں اور پیغمبروں کے ساتھ ہوں گے' ایسے دن میں کہ اس دن کوئی سایہ خداوند کریم کے سایہ کے سوا نہ ہوگا۔

صحابہ اور اہل بیت سے محبت رکھنے والا پل صراط پر ثابت قدم رہے گا

(۴۷)......اخرج الدیلمی عن علی قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : اثبتکم علی الصراط اشدکم حبا لاهل بیتی واصحابی۔[۴۷]

ترجمہ:......دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: تم میں سے سب سے زیادہ پل صراط پر ثابت قدم رہنے والا وہ شخص ہوگا، جو میرے اہل بیت اور میرے اصحاب کی محبت میں زیادہ مضبوط' قوی اور سخت ہوگا۔

---

[۴۶]......کنز العمال ص۴۵۶۷ ج۱۶، احادیث متفرقة ، رقم الحدیث:۴۵۴۰۹۔

[۴۷]......کنز العمال ص۹۶ ج۱۲، الباب الخامس فی فضل اهل البیت ، رقم الحدیث:۳۴۱۵۷۔

اہل بیت کی تعظیم پر خصوصی شفاعت کا وعدہ

(۴۸)......اخرج الدیلمی عن علی قال : قال رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم : اربعة انا لهم شفیع یوم القیامة : المکرم لذریتی ' والقاضی لهم حوائجهم ' والساعی لهم فی امورهم عند ما اضطروا الیه ' والمحب لهم بقلبه ولسانه۔ ۴۸؎

ترجمہ:......دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: چار شخص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن خاص طور پر ان کی شفاعت کروں گا: اول وہ شخص جو میری اولاد کی تعظیم وتکریم کرنے والا ہو، دوسرا وہ جو ان کی حاجتیں پوری کرتا ہو، تیسرا وہ جوان کے کاموں میں سعی وکوشش کرتا ہوٗ ایسے وقت کہ وہ لوگ پریشان اور لاچار ہوکر اپنی حاجتیں ان کے پاس لے جاویں، چوتھا وہ جو دل اور زبان سے ان سے محبت رکھنے والا ہو۔

اہل بیت کی ایذا اللہ تعالی کے غضب کا سبب ہے

(۴۹)......اخرج الدیلمی عن ابی سعید قال : قال رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم: اشتد غضب اللّٰہ علی من اٰذانی فی عترتی۔ ۴۹؎

ترجمہ:......دیلمی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: اللہ کا غضب اس ظالم پر بہت سخت ہواٗ اور ہوگا جس نے میری اولاد اور اہل بیت کے بارے میں مجھے ستایا اور ایذا دیٗ یا جو ستاوے گا اور ایذا دے گا۔

۴۸؎......کنز العمال ص۱۰۰ ج ۱۲، الباب الخامس فی فضل اهل البیت ، رقم الحدیث: ۳۴۱۸۰۔

۴۹؎......کنز العمال ص۹۳ ج ۱۲، الباب الخامس فی فضل اهل البیت ، رقم الحدیث: ۳۴۱۴۳۔

اہل بیت سے بغض رکھنے والا اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے

(۵۰)......اخرج الدیلمی عن ابی ھریرۃ قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ان اللّٰہ یبغض الاکل فوق شبعہ ' والغافل عن طاعۃ ربہ ، والتارک لسنۃ نبیہ والمخضع ذمتہ ' والمبغض عترۃ نبیہ ' والموذی جیرانہ۔۵۰؎

ترجمہ:......دیلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: اللہ کو چند آدمی بہت ناپسند ہیں: ایک تو: پیٹو' بہت کھانے والا، دوسرا: اس کی عبادت سے غافل رہنے والا، تیسرا: اس کے نبی کی سنت کو چھوڑنے والا، چوتھا: اللہ کا عہد اور ذمہ توڑنے والا، پانچواں: اہل بیت اور اولاد نبی سے بغض وعداوت اور کینہ رکھنے والا، چھٹا: اپنے پڑوسیوں اور ہمسایوں کو ایذاء دینے والا۔

اہل بیت کے گنہگاروں سے درگزر کرو

(۵۱)......اخرج الدیلمی عن ابی سعید قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : اھل بیتی والانصار کرشی وعیبتی فاقبلوا من محسنھم وتجاوزوا عن مسیئھم۔۵۱؎

ترجمہ:......دیلمی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میرے اہل بیت اور انصار میرے پیٹ اور گٹھری ہیں، یعنی میرے محرم اسرار اور معتمد علیہ اور راز دار ہیں' پس ان کے نیک بختوں سے نیک کام اور عمدہ باتیں قبول کرو، اور ان میں جو گنہگار اور بدکار ہیں ان سے درگزر کرو اور ان کے قصور کو معاف کرو۔

۵۰؎......کنز العمال ص۸۷ج۱۶، الترھیب السداسی من الاکمال، رقم الحدیث:۴۴۰۲۹۔

۵۱؎......کنز العمال ص۱۰ج۱۲،الباب الرابع فی القبائل و ذکرھم ، الانصار:۳۳۷۲۸۔

اہل بیت سے احسان کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا

(۵۲)......اخرج ابو نعیم عن الحکیم عن عثمان بن عفان قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : من اولی رجلا من بنی عبد المطلب معروفا فی الدنیا فلم یقدر المطلبی علی مکافاتہ فانا اکافئہ عنہ یوم القیامۃ۔۵۲؎

ترجمہ:......ابونعیم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں اولاد عبدالمطلب بنی ہاشم یعنی اہل بیت سے کچھ نیک سلوک اور احسان کیا، پھر وہ اہل بیت اس کا بدلہ نہ دے سکا، تو قیامت کے روز اس سید کی طرف سے میں پورا بدلہ ادا کروں گا۔

(۵۳)......اخرج الخطیب عن عثمان بن عفان قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : من صنع صنیعۃ الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاتہ اذا لقینی۔۵۳؎

ترجمہ:......خطیب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص کہ اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی اور اچھا سلوک کرے تو میرے ذمہ اس کا بدلہ ہے، جب وہ مجھ سے ملے گا یعنی قیامت میں احسان کرنے والے کو میں پورا بدلہ دوں گا۔

(۵۴)......اخرج ابن عساکر عن علی قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم :

۵۲؎......کنز العمال ص۴۲ ج۱۲، الباب الرابع فی القبائل و ذکرھم ، بنو ھاشم :۳۳۹۱۳۔

۵۳؎......معجم طبرانی اوسط ص۱۲۰ ج۲، باب الالف ، احمد بن ابراھیم ، رقم الحدیث:۱۴۴۶۔

من صنع الی احد من اهل بیتی یدا کافیته یوم القیامة۔[۵۴]

ترجمہ:......ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: حضور رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے تو میں اس کو قیامت میں پورا بدلہ دوں گا۔

آپ ﷺ کا ارشاد کہ: میں دو چیز چھوڑتا ہوں

(۵۵)......اخرج الماوردی عن ابی سعید قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا : کتاب اللّٰہ ، سبب طرفہ بید اللّٰہ وطرفہ بایدیکم ، وعترتی اھل بیتی ، وانھما لن یتفرقا حتی یرداعلی الحوض۔

[۵۵]

ترجمہ:...... ماوردی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: حضور رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم تھامے رہے تو کبھی نہ بھٹکو گے‘ وہ چیز قرآن مجید ہے، جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور دوسری چیز میری اولاد اور اہل بیت ہیں۔ قرآن میں اور اہل بیت میں ہدایت اور رہنمائی کے اعتبار سے کبھی جدائی اور تفرقہ نہ ہوگا‘ یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

(۵۶)......اخرج احمد والطبرانی عن زید بن ثابت قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : انی ترکت فیکم خلیفتین : کتاب اللّٰہ حبل ممدود بین السماء

---

[۵۴]......کنز العمال ص۹۵۶ ج۱۰،الباب الخامس فی فضل اھل البیت ، رقم الحدیث:۳۴۱۵۲۔

[۵۵]......مسند احمد ص۱۷۰ ج۱۷، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ، رقم الحدیث:۱۱۱۰۴۔

والارض ، وعترتی اهل بیتی ، وانهما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض ۔۵٦

ترجمہ:......امام احمد اور طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: میں اپنے بعد تم میں دو خلیفے چھوڑے جا تا ہوں: ایک: قرآن پاک ہے، جس کے نور کی رسی آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ہے، دوسرے: میرے اہل بیت اور میری اولاد ہے۔ان دونوں خلیفوں میں کبھی تفرقہ اور جدائی نہ ہوگی یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔

اہل بیت کے خون کو ناحق حلال کرنے والا ملعون ہے

(۵۷)......اخرج الترمذی والحاکم والبیهقی فی شعب الایمان عن عائشة مرفوعا : ستة لعنتهم ولعنهم اللّٰه ، وکل نبی مجاب : الزائد فی کتاب اللّٰه ، والمکذب بقدر اللّٰه ، والمسلط بالجبروت فیعز بذالک من اذل اللّٰه ویذل من اعز اللّٰه ، والمستحل بحرم اللّٰه ، والمستحل من عترتی ماحرم اللّٰه ، والتارک لسنتی ۔۵۷

ترجمہ:......ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو مرفوعا رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے، فرمایا: چھ شخص ایسے ہیں جن پر میں نے اور خدا نے اور ہر مقبول الدعا نبی نے لعنت کی ہے:

(۱)......قرآن میں اپنی طرف سے کوئی لفظ یا عبارت بڑھا دینے والا یا قرآن کی تفسیر خلاف لغت اور آیات محکمات کے خلاف کرنے والا۔

۵٦......معجم طبرانی کبیر۵ ج۱۵۴، القاسم بن حسان عن زید بن ثابت رضی الله عنه ، رقم الحدیث : ۴۹۲۳۔

۵۷......ترمذی، باب [اعظام أمر الایمان بالقدر] ، ابواب القدر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۲۱۵۴۔

(۲)......تقدیر کو جھٹلانے والا۔

(۳)......زبردستی سے عزت حاصل کر کے حاکم بن بیٹھنے والا اور حاکم بن کر معزز لوگوں کو ذلیل اور ذلیل وخوار لوگوں کو عزت دینے والا۔

(۴)......اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال کرنے والا۔

(۵)......میرے اہل بیت کے خون اور آبرو کو ناحق حلال کرنے والا۔

(۶)......میری سنت کو چھوڑنے والا۔

(۵۸)......اخرج الدار قطنی فی الافراد فی المتفق والمتفرق عن علی قال : قال صلی اللہ علیہ وسلم : ستة لعنهم اللّٰہ ولعنتهم وکل نبی مجاب الدعوة : الزائد فی کتاب اللّٰہ ، والمکذب بقدر اللّٰہ ، والراغب عن سنتی الی بدعة ، والمستحل من عترتی ماحرم اللّٰہ ، والمتسلط علی امتی بالجبروت لیعز من اذله اللّٰہ ویذل من اعز اللّٰہ ، والمرتد اعرابیا بعد هجرته۔[۵۸]

ترجمہ:......دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ شخص ہیں جن پر اللہ نے، میں نے اور ہر مقبول الدعا نبی نے لعنت کی ہے:

(۱)......قرآن شریف میں اپنی طرف سے کوئی لفظ بڑھانے والا۔

(۲)......تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا۔

(۳)......میری سنت سے منہ پھیرنے والا اور بدعت کا کرنے والا۔

(۴)......اور میرے اہل بیت کی خونریزی اور آبروریزی کو حلال کرنے والا۔

(۵)......اور میری امت پر زبردستی حاکم بن جانے والا تاکہ ذلیل لوگوں کو عزت دے اور

---

[۵۸]......کنز العمال ص۸۷ ج۱۶، الترهیب السباعی ، رقم الحدیث:۴۴۰۳۲۔

عزت داروں کوذلیل وخوار کرے۔

(۶)......مسلمان ہوکر مدینہ کی ہجرت کرنے کے بعد پھر مرتد ہوکر جنگل میں یعنی اپنے دار الکفر میں جارہنے والا۔

اہل بیت کی حفاظت دنیاوآخرت میں حفاظت کا سبب ہے

(۵۹)......اخرج الحاکم فی تاریخه والدیلمی عن ابی سعید قال : قال صلی الله علیه وسلم : ثلاث من حفظهن حفظ اللّٰه له دینه ودنیاه ومن ضیعهن لم یحفظ اللّٰه له شیئا ، حرمة الاسلام وحرمتی وحرمة رحمی۔۵۹

ترجمہ:......حاکم اور دیلمی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان چیزوں کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالی اس کی دنیا اور دین دونوں کی حفاظت فرمائیں گے، اور جو شخص ان باتوں کو ضائع کرے گا، اللہ تعالی اس کے کسی کام کی حفاظت نہیں کریں گے: ایک اسلام کی عزت، دوسرے میری عزت، تیسرے میرے قرابت داروں اور اہل بیت کی عزت۔

قریش میں سب سے عمدہ کنبہ بنی ہاشم کا ہے

(۶۰)......اخرج الدیلمی عن علی قال : قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : خیر الناس العرب ، وخیر العرب قریش ، وخیر قریش بنو هاشم۔۶۰

ترجمہ:......دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

۵۹......معجم طبرانی کبیر۳ ج ۱۳۵، الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهما ، یکنی ابا عبد الله ، رقم الحدیث:۲۸۸۱۔

۶۰......کنز العمال ص ۷۸ ج ۱۲، الفضائل المجتمعة ، رقم الحدیث:۳۴۱۰۹۔

فرمایا: لوگوں میں سب سے اچھے عرب لوگ ہیں، اور عرب میں سب سے اچھا قبیلہ قریش کا ہے، اور قریش میں سب سے عمدہ کنبہ بنی ہاشم کا ہے۔

تم الكتاب و الله تعالى اعلم و صلى الله على سيدنا محمد و آله و صحبه و سلم۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۸/ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۰/ربیع الاول ۱۳۴۵ھ

خاتمہ

اہل بیت کے فضائل میں دوموضوع روایتیں

(۱)......سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا وہ شہید ہے،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا وہ بخشا ہوا ہے،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا وہ تائب ہے،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا وہ کامل الایمان ہے،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا اس کو ملک الموت نے جنت کی بشارت دی، پھر منکر نکیر نے بشارت دی،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا اس کو جنت میں اس طرح بنا سنوار کر لے جایا جائے گا جس طرح دلہن کو خاوند کے گھر میں بنا سنوار کر لے جایا جاتا ہے،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا اس کی قبر میں جنت کی طرف دو کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا اس کی قبر کو اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کا مزار بنا دیتا ہے،سنو! جوآل محمد کی محبت پر مرا وہ اہل سنت والجماعت پر مرا،سنو! جوآل محمد سے بغض پر مرا وہ جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے،سنو! جوآل محمد سے بغض پر مرا وہ کفر پر مرا،سنو! جوآل محمد سے بغض پر مرا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔

(الکشف والبیان ص۳۱۴ ج ۸۔الکشاف ص۲۲۵ ج ۴۔تفسیر کبیر ص۵۹۵ ج ۹۔الجامع لاحکام القرآن ص۲۳ جز:۱۶۔روح البیان ص۴۱۶ ج ۸)

یہ روایت حدیث کی کسی معروف اور مستند کتاب میں مذکور نہیں ہے،اس روایت کو علامہ ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند سے روایت کیا ہے،وہ سند یہ ہے:

ابو محمد عبداللہ بن حامد اصبہانی از عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بلخی از یعقوب بن یوسف بن اسحاق از محمد بن اسلم طوسی از یعلی بن عبید از اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم از

جریر بن عبداللہ بجلی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو!....۔

(الکشف والبیان ص۳۱۴ ج ۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت:۱۴۲۲ھ)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی:۸۵۲ھ نے اس سند کو ذکر کر کے فرمایا ہے:

یہ سند موضوع ہے، اس روایت کے من گھڑت ہونے کے آثار بالکل واضح ہیں۔ محمد بن اسلم اور اس کے اوپر کے راوی ثابت ہیں، اور اس سند میں وجہ آفت ثعلبی اور محمد کے درمیان کے راوی ہیں اور اس میں علت بلخی ہے یا اس کا شیخ ہے، اور میں نے ان دونوں کا ذکر اسماء الرجال کی کسی کتاب میں نہیں پایا، سو یہ روایت موضوع ہے۔

(الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ص۲۲۰ ج ۴۔ وعلی ھامش الکشاف ص۲۲۵ ج ۴۔ داراحیاء التراث العربی، بیروت:۱۴۱۷ھ)

علامہ زمخشری نے اس روایت کو بغیر سند کے ذکر کیا ہے، اور باقی مفسرین نے اس روایت کو کشاف کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور یہ سب لوگ اس روایت کی سند کی تحقیق کے بغیر نقل در نقل کرتے چلے گئے۔

(۲)......حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم چار میں سے چوتھے ہو، سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوں گے، وہ میں ہوں اور تم ہو اور حسن اور حسین ہیں، اور ہماری بیویاں، ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گی، اور ہماری اولاد ہماری بیویوں کے پیچھے ہوگی۔

(الکشاف ص۲۲۴ ج ۴، داراحیاء التراث العربی، بیروت:۱۴۱۷ھ)

حافظ شمس الدین ذہبی متوفی: ۷۴۸ھ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

اس روایت کو کدیمی نے ابن عائشہ سے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہ سند ساقط الاعتبار ہے۔ کدیمی کا نام محمد بن یونس ہے۔ ابن عدی نے اس کو وضع سے متہم کیا ہے، ابن حبان نے کہا: اس نے ایک ہزار سے زائد احادیث وضع کی ہیں۔ ابوداؤد اور دارقطنی نے اس کو کذب سے متہم کیا ہے۔

(میزان الاعتدال ص ۵/۴۷ ج ۴)

یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑتے ہیں۔ اس حدیث میں دوسری علت محمد بن عبداللہ بن ابی رافع ہے۔ امام بخاری نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے۔ اسی طرح ابوحاتم نے کہا۔ (میزان الاعتدال، رقم الحدیث: ۷۹۰۴)

اور یہ روایت اس سند کے ساتھ باطل ہے، اس روایت کے موضوع ہونے کی علامات بالکل ظاہر ہیں۔

(الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ص ۲۲۰ ج ۴۔ وعلی ھامش الکشاف ص ۲۲۴ ج ۴۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت: ۱۴۱۷ھ۔ ماخوذ از: تبیان القرآن ص ۵۸۵ ج ۱۰۔ سورۂ شوری، آیت نمبر: ۲۳)

انا للہ: کی فضیلت واہمیت

اس مختصر رسالہ میں استرجاع یعنی مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھنے کا حکم، اس جملہ کی عمدہ تفسیر، استرجاع کا لغوی معنی، استرجاع کے چند مسائل، اس کا شرعی حکم، اس کلمے کے بے مثال فضائل پر آپ ﷺ کے ارشادات مع مکمل حوالوں کے جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

لغت میں استرجاع کے معنی، اور استرجاع کے چند مسائل

لغت میں استرجاع کا مادہ ''رجع'' یعنی لوٹ گیا۔ ''استرجع الرجل عند المصيبة'' یعنی اس نے مصیبت کے وقت: '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' پڑھا۔

مسئلہ:...... ہر چھوٹی بڑی مصیبت میں ابتلاء کے وقت ''اترجاع'' مشروع ہے۔

مسئلہ:......مصائب کے وقت استرجاع کی حکمت اللہ تعالی کی بندگی اور وحدانیت کا اقرار' آخرت کی تصدیق' اللہ تعالی کی طرف رجوع' اس کے فیصلہ سے رضامندی اور اس کے ثواب کی امید رکھنا ہے۔

مسئلہ:......جنبی اور حائضہ اور نفاس والی عورت کا تلاوت کی نیت سے '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:......جنبی اور حائضہ اور نفاس والی عورت کا دعا اور ذکر کی نیت سے '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' پڑھنا جائز ہے۔

استرجاع کا شرعی حکم......فقہاء لکھتے ہیں کہ استرجاع دو امور پر مشتمل ہے:

(الف)......زبان سے کہنا یعنی مصیبت کے وقت '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' کہے، یہ مستحب ہے۔

(ب)......دل کا عمل، یعنی اللہ تعالی کے حوالے کرنا، نیز صبر اور توکل وغیرہ، اور یہ واجب ہے۔ (موسوعہ فقہیہ اردو ص ۳۸۱ ج ۳، مادہ: استرجاع)

مرغوب احمد لاجپوری

٦ رجمادی الآخر ۱۴۴۳ھ، مطابق: ۹ رجنوری ۲۰۲۲ء، اتوار

مصیبت کے وقت اناللہ کہنے والوں پر اللہ تعالی کی عنایتیں اور ہدایت کا وعدہ

(۱)......﴿ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ، اُوْلٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ قف وَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾۔

(پ:۲،سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۱۵۷/۱۵۶)

ترجمہ:...... یہ وہ لوگ ہیں جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ:''ہم سب اللہ تعالی ہی کے ہیں،اور ہم کو اللہ تعالی ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں، اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

صابرین کی طرف نسبت کر کے جو یہ فرمایا ہے کہ: وہ مصیبت کے وقت'' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' کہا کرتے ہیں،حقیقت میں مقصود اس کی تعلیم سے یہ ہے کہ مصیبت والوں کو ایسا کہنا چاہئے، کیونکہ ایسا کہنے میں ثواب بھی بڑا ہے،اور اگر دل سے سمجھ کر یہ الفاظ کہے جائیں تو غم و رنج کے دور کرنے اور قلب کو تسلی دینے کے معاملہ میں بھی اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔(معارف القرآن ص۳۹۹ ج۱)

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی عمدہ تفسیر

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''اِنَّا لِلّٰه ''ہم خود اپنی جان و مال کے مالک نہیں ہیں، بلکہ ہم بندے اور ملک اللہ تعالی کی ہیں کہ حفاظتِ ملک مالک کا ذمہ ہے، اور ہمارے خدا تعالی سب پر غالب ہیں،تو ہم

کسی سے نہ ڈریں نہ کسی ظالم سے اور نہ کافر سے اور نہ شریر سے اور نہ درندہ اور گزندہ جانوروں سے، اور ہم کہ ملک اپنے خدا تعالی کی ہیں اور رزق ملک کا ذمہ مالک کے ہوتا ہے ،اور ہمارا مالک' مالک سب خزانوں کا ہے تو ہم کو نہ چاہئے کہ بھوک سے خوف کریں، اور اگر ایک وقت ہم بھوکے رہیں اور رزق نہ ملے تو عین حکمت اور مصلحت ہوگی جیسا کہ طبیب مشفق بدہضمی والے کو ایک وقت کے کھانے سے روکتا ہے اور دوسرے وقت بالضرور دیتا ہے، اور ایسے ہی ہماری جان اور ہماری اولاد اور ہمارا مال خاص اس کی ملک ہے، ہم کو اس پر عاریۃً قبضہ دیا ہے، اگر مالک نے اپنی عاریت ہم سے لے لی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے، اور باوجود اس کے ہم کو مستحق ثواب بھی اس صبر پر کیا ہے،'' وَاِنَّـآ اِلَیْـهِ رٰجِعُوْن ''اور ہم اس کی طرف ضرور رجوع کریں گے کہ وہاں جو وعدے فرمائے ہیں سب ہم کو ملیں گے، اور وہاں کی بخشش ایسی ہے کہ نقصان یہاں کا کچھ حقیقت اس کے سامنے نہیں رکھتا ہے۔

(تفسیر عزیزی اردو ص۸۸۸ ج۲)

اناللہ اس امت کی خصوصیت ہے

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أُعْطِيَتْ امّتى شيئا لم يُعْطَه احدٌ من الاُمَم ، ان يقولوا عند المصيبة : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ (معجم طبرانی کبیر ص۴۰ ج۱۲، رقم الحديث:۱۲۴۱۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو پہلی امتوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی، وہ مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھنا ہے۔

(۲)......عن سعيد بن جبير رحمه الله قال : لم يُعْطَ أحدٌ من الامم الاسترجاعَ غيرَ هذه الامة ، أما سعمتَ قول يعقوب عليه الصلاة والسلام : ﴿ يا سفى على يوسف ﴾

(الدر المنثور بالماثور ص۲۷ ج۲، سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر:۱۵۷۔ شعب الایمان بیہقی ص۱۱۷ ج۷، باب فی الصبر علی المصائب ،الخ ، رقم الحديث:۹۶۹۱)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کسی امت کو استرجاع نہیں دیا گیا، کیا حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد نہیں سنا: ہائے افسوس یوسف پر۔

استرجاع کی فضیلت متقی اور فرائض ادا کرنے والوں کے لئے ہے

(۳)......كتب رجل الى الضحاك يسأله عن هذه الاية ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْن ﴾ أخاصةٌ هى أم عامةٌ ؟ فقال : هى لمن أخذ بالتقوى ، وأدّى الفرائض۔

(الدر المنثور بالماثور ص۲۷ ج۲، سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر:۱۵۷۔ شعب الایمان بیہقی ص۱۱۶ ج۷، باب فی الصبر علی المصائب ،الخ ، رقم الحديث:۹۶۹۰)

ترجمہ:......ایک صاحب نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کو خط لکھ کر پوچھا کہ: اناللہ یہ کسی کے

لئے خاص ہے یا عام ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ فضیلت اس کے لئے ہے جو تقوی اختیار کرے اور فرائض کو ادا کرے۔

موت کی اطلاع ملنے پر: اناللہ پڑھنے کا حکم

(۴)......قال النبی صلی الله علیه وسلم : ان للموت فزَعًا فاذا أتی أحدَکم وفاةُ أخیه فلْیقُلْ : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ، واِنا الی ربّنا لمنقلبون ، اللهم اکتبه فی المحسنین واجعل کتابه فی عیلین ، واخلق عقبه فی الاخرین ، اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده۔ (طبرانی ص۶۰ ج۱۲، رقم الحدیث:۱۲۴۶۹)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موت ایک گھبراہٹ ہے، جب تمہارے پس اپنے بھائی کی موت کی اطلاع پہنچے تو پڑھو: ہم سب اللہ تعالی ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ تعالی ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس جائیں گے، اے اللہ ان کو اپنے نیک صالحین میں لکھ دیجئے، اور ان کی کتاب علیین میں رکھ دیجئے، اور اس کے بعد والوں کو اس کا نائب بنا دیجئے، اے اللہ اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرمائیے، اس کے بعد ہمیں آزمائش میں ڈالیئے۔

رسی ٹوٹ جائے تو: اناللہ پڑھے، اس لئے کہ یہ بھی مصیبت ہے

(۵)......عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا انقطع شسع أحدکم فلیسترجع فانه من المصائب۔

(مجمع الزوائد ص۵۸ ج۳، باب الاسترجاع وما یسترجع عنده ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۳۹۴۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کسی کی رسی ٹوٹ جائے تو وہ ''اِنَّـا لِـلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' پڑھے، اس لئے کہ یہ بھی مصائب میں سے ہے۔

آپ ﷺ کا چراغ بجھنے پر: اناللہ' پڑھنا

(۶)......عن عكرمة رضي الله عنه قال : طُفِئ سِراجُ النبی صلی الله عليه وسلم فقال : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْن ، فقيل : يا رسول الله ! أمُصيبةٌ هی ؟ قال : نعم ، و كلُّ ما يُؤذِی المؤمنَ فهو له مصيبةٌ و اجرٌ۔

(الدر المنثور بالماثور ص۹۷ج۲،سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر:۱۵۷)

ترجمہ:......حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپ نے پڑھا: '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ '' آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا یہ بھی کوئی مصیبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ہر وہ چیز جو مؤمن کو ایذا پہنچائے وہ اس کے لئے مصیبت ہے، اور اس میں اس کے لئے اجر ہے۔

آپ ﷺ کا کانٹا چبھنے پر: اناللہ' پڑھنا

(۷)......عن عائشة رضي الله عنها قالت : أقبل رسولُ الله صلی الله عليه وسلم يمشی هو وأصحابه وقد لَدَغَتْه شوكةٌ فی اِبهامِه ' فجعل يسترجع منها و يَمسَحُها ' فلما سمعتُ استرجاعَه دنوتُ منه ' فنظَرْتُ فاذا أثرٌ حقيرٌ ' فضَحِكْتُ ' فقلتُ : يا رسول الله ! بأبی أنت و اُمی ! أكلُّ هذا الاسترجاع من أجل هذه الشوكةِ ؟ فتبسّم ' ثم ضرب علی مَنكِبی ' فقال : يا عائشة ! ان الله عز و جل اذا أراد أن يجعلَ الصغيرَ كبيرا جعله ' واذا أراد الله أن يجعلَ الكبيرَ صغيرا جعله۔

(الدر المنثور فی التفسير بالماثور ص۸۰ج۲،سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر:۱۵۷)

ترجمہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پیدل چلتے ہوئے آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے مبارک میں کانٹا چبھ گیا، تو آپ ﷺ نے: انا للہ' پڑھی اور اس کو (ہٹانے کے لئے) چھویا، جب میں نے آپ سے: انا للہ' سنی تو میں آپ ﷺ کے پاس آئی، تو میں نے دیکھا کہ اس کانٹے کا بہت تھوڑا سا اثر ہے، تو میں ہنسی، اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اس معمولی کانٹا چبھنے پر بھی: انا للہ پڑھی؟ تو آپ ﷺ مسکرائے، پھر میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ جب کسی چھوٹی چیز کو بڑا بنانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو بڑا بنا دیتے ہیں، اور جب کسی بڑی چیز کو چھوٹی کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو چھوٹا کر دیتے ہیں۔

جماعت کی نماز فوت ہو جائے تو: انا للہ' پڑھو

(۸)......عن الحسن قال : اذا فاتتک صلوةٌ فی جماعة ' فَاسْتَرْجِعْ ' فانها مصيبةٌ ۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ص۸۰ ج۲، سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر: ۱۵۷)

ترجمہ:...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تیری جماعت کی نماز فوت ہو جائے تو انا للہ پڑھ، اس لئے کہ یہ بھی مصیبت ہے۔

(۹)......ان سعید بن المسیب جاء وقد فاتته الصلوة فی الجماعة ' فَاسْتَرْجَعَ حتی سمع صوتُه خارجا من المسجد۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ص۸۰ ج۲، سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر: ۱۵۷)

ترجمہ:...... حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نماز کے لئے مسجد آئے، مگر جماعت فوت ہوگئی، تو آپ نے اس قدر زور سے انا للہ پڑھا کہ مسجد کے باہر بھی اس کی آواز سنی گئی۔

اناللہ پڑھنے پر اللہ تعالی دنیا ہی میں بہتر بدل عطا فرماتے ہیں

(۱۰)......عن ام سلمة رضی الله عنها انها قالت : سمعتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : ما من مُسلم تُصِیبُه مُصیبة فیقول ما أمره الله : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ، اللهم أجرنی فی مُصیبتی واخلف لی خیرا منها ، الا اخلف الله له خیرا منها ، قالت : فلما مات ابو سلمة قلت : أیّ المسلمین خیرٌ من ابی سلمة ؟ اوّل بیتٍ هاجر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، ثم اِنّی قُلْتُها ، فاخلف الله لی رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(مسلم ص۳۰۰ ج۱، باب ما یقال عند المصیبة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۱۸)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا کہ: جب مسلمان پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھے اور یہ دعا کرے: اے اللہ! اس مصیبت پر اجر عطا فرمائیے اور مجھے اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائیے، تو اللہ تعالی اس کو اس سے بہتر بدل عطا فرمائیں گے، جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر) فوت ہوگئے تو میں نے سوچا: ابوسلمہ سے بہتر اور کون ہوگا، جن کے گھر نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی، بہرحال میں نے یہ دعا پڑھ لی تو اللہ تعالی نے ان کے بدلہ میں رسول اللہ ﷺ سے میرا عقد کردیا۔

مصیبت میں اناللہ پڑھنے جنت میں گھر کا وعدہ

(۱۱)......عن أبی موسی الاشعریِ رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : اذا مات ولد العبد قال الله تعالی لملا ئکته قَبَضْتم ولد عبدی ؟ فیقولون نعم،

فیقول قبضتم ثَمَرَةَ فؤادِه ؟ فیقولون : نعم ، فیقول : ما ذا قال عبدی ؟ فیقولون حَمِدَک الله وَاسْتَرْجَعَ ، فیقول الله : ابنُوا لعبدی بیتًا فی الجنة و سموه بیتَ الحمد۔(ترمذی، باب فضل المصیبة اذا احتسب ، ابواب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۰۲۱)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کا بیٹا فوت ہوجائے تو اللہ تعالی فرشتوں سے پوچھتے ہیں: کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کی جان لے لی؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں، اللہ تعالی فرماتے ہیں: تم نے اس کا دل کا ٹکڑا لے لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں، پھر اللہ تعالی پوچھتے ہیں: میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: آپ کی تعریف کی، اور: اناللہ' پڑھی، تو اللہ تعالی فرماتے ہیں: میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ، اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

اناللہ' کا بدلہ جنت ہے

(۱۲)......عن الزهری مرسلا ' قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما من امریء مسلم تصیبه مصیبة تحزنه فیرجّع الا قال الله عز وجل لملا ئکته : أوجعتُ قلب عبدی فصبر وأحتسب ' اجعلوا ثوابه منها الجنة ، الخ ۔

(کنز العمال ص۲۹۹ ج۳، الصبر علی المصائب مطلقا ، رقم الحدیث:۶۶۴۷)

ترجمہ:......حضرت زہری رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: جس مسلمان کو ایسی مصیبت پہنچی جس سے وہ غمگین ہوجائے، پھر اس نے: اناللہ' کہا، تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میں نے (کسی مصلحت سے) اپنے بندے کا دل غمگین کیا، (مگر پھر بھی) اس نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی، اس کے بدلہ اس کا ثواب جنت کردو۔

مصیبت کے وقت: اناللہ' پڑھنے سے جنت کی بشارت

(۱۳)......عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنه قال : أربعٌ من كُنّ فيه بنى الله له بيتا فى الجنة : من كان عِصْمَةُ أمره لا اله الا الله ، واذا أصابته مصيبة قال : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْن ، واذا أُعْطِى شيئا قال : الحمد لله ، واذا أَذْنب ذنبًا قال : أستغفر الله ـ

(شعب الایمان بیہقی ص ۱۱۷ ج ۷، باب فى الصبر على المصائب ،الخ ، رقم الحديث:۹۶۹۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جس شخص میں چار خصلتیں ہوں' اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا گھر بنادیتے ہیں: جو''لا اله الا الله'' سے اپنے جان ومال کی حفاظت کرے،اور جب اس کومصیبت پہنچے تو''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ''پڑھے،اور جب اس کوکوئی چیز دی جائے تو''الحمد لله''کہے،اور جب کوئی گناہ ہوجائے تو''استغفر الله''کہے۔

اناللہ' پڑھنے والا اہل مصیبت سے بھی زیادہ اجر کا مستحق ہوسکتا ہے

(۱۴)......انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ان أهل المصيبة لَتَنْزِلُ بهم فيَجْزَعون وتسوءُ رِعَتُهُم ' فيمُرُّ بها مَارٌّ من الناس فيقول : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ، فيكون فيها أعظم أجرا من أهلها ـ

(الدر المنثور بالماثور ص ۷۷ ج ۲،سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر:۱۵۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اہل مصیبت پر حالات آتے ہیں جن سے وہ خوف زدہ ہوجاتے ہیں اوران کی ہیئت بگڑ جاتی ہے،ایسی حالت میں ان کے پاس سے ایک شخص گذرتا ہے اور(ان کی اس طرح کی حالت کو دیکھ کر) اناللہ' پڑھتا ہے،تو وہ ان مصیبت زدوں بھی زیادہ اجر کا مستحق ہوجاتا ہے۔

اناللہ پڑھنا ہدایت اور رحمت ہے

(۱۵)......عن انس رضی اللہ عنہ ' انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا اِتّخذ قِبالًا من حدیدٍ ، فقال : أمَّا أنتَ فقد أطَلْتَ الأمَل ، ان أحدکم اذا انقطع شِسْعُہ ' فقال : اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن ، کان علیہ من ربہ الصلوۃ والھدی والرحمۃ ، وذلک خیرٌ لہ من الدنیا۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ص۷۹ ج۲، سورۂ بقرہ تحت آیت نمبر:۱۵۷)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے جوتے کا تسمے لوہے کے بنا رکھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے لمبی امید باندھ رکھی ہے، جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو: اناللہ پڑھے، یہ اس پر اللہ تعالی کی طرف صلوۃ اور ہدایت اور رحمت ہے، اور یہ اس کے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

استرجاع پر مصیبت کی تلافی، اور پسندیدہ بدل کا وعدہ

(۱۶)......عن ابن عباس قال : قال :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من استرجع عند المصیبۃ جبر اللہ مصیبتہ ، واحسن عقباہ ' وجعل لہ خلفا برضاہ۔

(مجمع الزوائد ص۵۷ ج۳، باب الاسترجاع وما یسترجع عندہ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۳۹۴۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مصیبت کے وقت استرجاع کیا، اللہ تعالی اس کی مصیبت کی تلافی کر دیں گے، اور اس کی عاقبت بنا دیں گے، اور اس کے لئے پسندیدہ بدل مقرر فرمائیں گے۔

استرجاع کی آیت میں دو برابر کے اور ایک مزید انعام

(۱۷)......عمر رضی اللہ عنہ قال : نِعْمَ العَدْلانِ ، ونِعْمَ العِلاوةُ : ﴿ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ، اُوْلٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ﴾ نعم العدلان ، ﴿ وَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ نعم العِلاوة۔

(مستدرک حاکم ص۲۷۰ ج۲، کتاب التفسیر ، رقم الحدیث:۳۰۶۸)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو برابر کے انعام ہیں، اور ایک مزید انعام ہے، ’’ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ، اُوْلٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ‘‘ اچھے گواہ ہیں، اور ’’ وَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْن ‘‘ مزید انعام ہے۔

طویل زمانہ کے بعد بھی: اناللہ' پڑھنے پر پہلی مرتبہ والا اجر ہوگا

(۱۸)......قال النبی صلی اللہ علیه وسلم : من اُصیب بمصیبةٍ ، فذکر مصینبته ، فأحدث استرْجاعا ، وان تقادم عهدها ، کتب الله له من الاجر مثله یوم اُصیب۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصبر علی المصیبة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۶۰۰)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس پر کوئی پریشانی آئے پھر وہ اس کو یاد کر کے ازسرنو :اناللہ' پڑھے تو خواہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد ہو، اللہ تعالی اس کے لئے اتنا ہی اجر لکھیں گے جتنا پریشانی کے دن لکھا تھا۔

تعوذ کی فضیلت واہمیت

اس مختصر رسالہ میں استعاذہ یعنی ''اعوذ بالله من الشيطان الرجيم'' استعاذہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف، استعاذہ کا شرعی حکم اوراس کی مشروعیت کی حکمت، تعوذ کے چند مسائل، تعوذ کی اہمیت پر قرآن کریم آیات اورآپ ﷺ ارشادات، تعوذ کے چند کلمات، شیطان سے پناہ مانگنے کی چند دعائیں وغیرہ امور مع مکمل حوالوں کے جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استعاذہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

استعاذہ کا لغوی معنی: پناہ لینا ہے۔علماء شافعیہ میں سے علامہ بیجوری رحمہ اللہ نے استعاذہ کی اصطلاحی تعریف یہ کی ہے: ناگوار چیز سے بچنے کے لئے صاحب قوت وشوکت کی پناہ طلب کرنا۔

مسئلہ:......لفظ استعاذہ جب مطلق بولا جائے، خاص طور پر تلاوت قرآن یا نماز کے موقع پر تو اس سے مراد ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' یا اس کے ہم معنی کوئی لفظ کہنا ہوتا ہے۔

استعاذہ کا شرعی حکم اور اس کی مشروعیت کی حکمت

اکثر فقہاء کے نزدیک استعاذہ سنت ہے، اور بعض فقہاء قراءت قرآن اور خوف کے وقت استعاذہ کو واجب کہتے ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہر اس چیز سے جس میں شر ہو اس کی پناہ طلب کریں، اور بعض کاموں کو انجام دیتے وقت اللہ تعالی نے استعاذہ کو مشروع کیا ہے۔

آپ ﷺ نے ہر شر سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی

رسول اللہ ﷺ نے ہر شر سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی۔

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم علّمها هذا الدعاء : اللهم انی أسالک من الخیر کلّه عاجله و آجله ' ما علِمتُ منه و ما لم أعلم

وأعوذبک من الشّر کلِّه ' عاجله و آجله ما علِمتُ منه وما لم أعلم ، الخ۔

ترجمہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ دعا سکھائی: اے اللہ! میں آپ سے ہر طرح کی خیر کا سوال کرتی ہوں، جلدی ملنے والی یا مقررہ وقت پر ملنے والی، جسے میں جانتی ہوں یا نہیں جانتی، اور اے اللہ! میں آپ سے ہر طرح کے شر اور برائی سے پناہ چاہتی ہوں جلدی آنے والی یا دیر سے آنے والی، اور جسے میں جانتی ہوں یا نہیں جانتی۔

(ابن ماجہ، باب الجوامع من الدّعاء ، کتاب الدعاء ، رقم الحدیث:۳۸۴۶)

آپ ﷺ نے اپنی عبدیت کے اظہار اور امت کی تعلیم کے لئے ان چیزوں سے بھی پناہ طلب کی ہے جن سے آپ ﷺ محفوظ و مامون کر دیئے گئے تھے۔

مسئلہ:...... علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ استعاذہ قرآن کریم کا جز نہیں، لیکن تلاوت قرآن کے لئے مطلوب ہے۔ (موسوعہ فقہیہ اردو ص ۳۹ ج ۴، مادہ: استعاذہ)

اذان یا اقامت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا ثابت نہیں

مسئلہ:...... اذان یا اقامت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ یا زور سے پڑھنا ثابت نہیں، اس لئے اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ بلند آواز سے پڑھے اور پست آواز سے پڑھے۔

(احسن الفتاوی ص ۲۷۸ ج ۲۔ آداب اذان واقامت ص ۱۴۰۔ فتاوی فریدیہ ص ۱۷۸ ج ۲)

نماز اور عیدین میں تعوذ کے چند مسائل

مسئلہ:...... نماز کی پہلی رکعت میں ثنا کے بعد تعوذ یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھنا سنت ہے۔

مسئلہ:...... اور سنت یہ ہے کہ تعوذ کو آہستہ پڑھے۔

مسئلہ:......طرفین یعنی امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک تعوذ قراءت کا تابع ہے، ثنا کا تابع نہیں۔امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک تعوذ ثنا کے تابع ہے، لیکن فتوی طرفین کے قول پر ہے۔

مسئلہ:......مسبوق جب اپنی باقی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتو تعوذ پڑھے، اس لئے کہ اس کو باقی نماز میں قراءت پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ:......مقتدی جو شروع سے امام کا شریک ہے وہ تعوذ نہ پڑھے، کیونکہ اس کو قراءت نہیں پڑھنی ہے۔

مسئلہ:......عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں عید کی تکبیروں کے بعد تعوذ پڑھے، اس لئے کہ تکبیروں کے بعد قراءت پڑھے گا۔

مسئلہ:......تعوذ نماز شروع کرتے وقت یعنی پہلی رکعت میں ہے، پھر نہیں ہے، پس اگر نماز شروع کردی اور تعوذ بھول گیا یہاں تک کہ الحمد پڑھ لی، پھر اس کے بعد یاد آیا تو تعوذ نہ پڑھے۔

(۱)......رجل افتتح الصلوة ' فنسی التعوذ حتی قرأ فاتحة الکتاب لا یتعوذ۔

(۲)......ان التعوذ تبع للثناء أو تبع للقراء ة ؟ فوقع عند ابی یوسف انه تبع للثناء ' والمقتدی یأتی بالثاء فیأتی بالتعوذ تبعا له ، ووقع عند محمد : ان التعوذ تبع للقراء ة والمقتدی لا یأتی بالقراء ة ' فلا یأتی بالتعوذ ، و ثمرة الخلاف تظهر فی ثلاثة مواضع ، احدها : هذه المسألة ، والثانی : فی العیدین : المصلی یأتی بالتعوذ بعد الثناء قبل تکبیرات العید عند ابی یوسف ، وعند محمد یأتی بالتعوذ بعد تکبیرات العید ، والثالث : ان المسبوق اذا قام الی قضاء ما سبق ' فعلی قول ابی یوسف لا

یـأتـی بـالتعوذ ، وعند محمد فی هذه الصور روایتان : فی روایة یتعوذ ‘ وفی روایة لا یتعـوذ ، قال صدر الاسلام : قول ابی یوسف اصح ، والتعوذ عند افتتاح القراء ة فی الرکعة الاولی لا غیر ، الا علی قول ابن سیرین۔

(الفتاوی التاتارخانیۃ ص۱۶۵ ج۲، الفصل الثالث ، کتاب الصلوۃ ، رقم المسئلة :۲۰۳۴)

خطبہ سے پہلے آہستہ سے تعوذ پڑھنا

مسئلہ:......خطبہ سے پہلے آہستہ سے تعوذ پڑھنا خطبہ کے سنن وآداب میں سے ہے۔

(کتاب المسائل ص ۴۱۶ ج ۱، خطبہ کے سنن وآداب۔ عمدۃ الفقہ ص ۴۴۷ ج ۲، خطبہ کی سنتیں ومستحبات)

واما سننها فخمسة عشر :... و رابعها : التعوذ فی نفسه قبل الخطبة ، ا لخ۔

(فتاوی عالمگیری ص ۱۴۶ ج ۱ (ص ۱۶۱ ج ۱، ط: بیروت)، باب صلوۃ الجمعة ، کتاب الصلوۃ)

مسئلہ:......خطبہ کے درمیان اگر پوری سورت پڑھنے کا ارادہ ہو تو اس سے پہلے تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھے: الا انه اذا أراد أن یقرأ سورة تامة یتعوذ فی أولها و یسمی۔

(الفتاوی التاتارخانیۃ ص ۵۶۷ ج ۲، الفصل:۲۵، شرائط الجمعة ، کتاب الصلوۃ ، رقم المسئلة : ۳۳۱۱)

مسئلہ:......خطبہ کے درمیان اگر قرآن کریم کی پوری سورت نہیں صرف ایک دو آیتیں پڑھنا ہو تو مشائخ کا اختلاف ہے کہ اس وقت تعوذ اور تسمیہ پڑھے یا نہیں؟ بعض مسائخ تو تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھنے کے قائل ہیں، مگر اکثر مشائخ کے نزدیک تعوذ پڑھے تسمیہ نہ پڑھے۔

وان قـرأ آیة مـن الـقـرآن اختـلف الـمشائخ فیه ، قال بعضهم : یتعوذ ویسمی ، واکثرهم قالوا : یتعوذ ولا یسمی۔

(الفتاوی التاتارخانیۃ ص ۵۶۷ ج ۲، الفصل:۲۵، شرائط الجمعة رقم المسئلة :۳۳۱۲)

تلاوت میں تعوذ کے چند مسائل

مسئلہ:......تلاوت کے شروع میں تعوذ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:......تلاوت کے درمیان میں کوئی دنیوی کام کرے تو تعوذ وتسمیہ یعنی اعوذ باللہ اور بسم اللہ پھر پڑھ لے۔

مسئلہ:......تلاوت کے درمیان میں کوئی دینی کام مثلا: سلام یا اذان کا جواب دیا، یا سبحان اللہ یا کلمہ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے تو تعوذ کا اعادہ اس کے ذمہ نہیں۔

مسئلہ:......اگر سورۂ براءۃ سے تلاوت شروع کرے تو تعوذ وتسمیہ کہہ لے، اگر اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی ہوئی ہو اور پڑھتے پڑھتے سورۂ براءۃ آ گئی تو اس کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ اگر ابتدا سے پڑھنا شروع کرے تب بھی بسم اللہ نہ پڑھے محض غلط ہے، اور اس کے شروع میں نیا تعوذ جو آجکل حافظوں نے نکالا ہے، بے اصل ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۰۷ ج ۲، نماز کی پوری ترکیب۔ وص ۱۲۱ ج ۲، بیرون نماز تلاوت قرآن کے مسائل)

مسئلہ:......تلاوت قرآن کے علاوہ کسی دوسرے کلام یا کتاب پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت نہیں، وہاں صرف بسم اللہ پڑھنا چاہئے۔ (معارف القرآن ص ۴۰۱ ج ۵)

مرغوب احمد لاجپوری

۶ر جمادی الآخر ۱۴۴۳ھ، مطابق: ۹ر جنوری ۲۰۲۲ء

اتوار

قرآن کریم اور شیطان سے پناہ مانگنے کی چند آیتیں

شیطان کی طرف تو اللہ تعالی کی پناہ مانگو

(۱)......﴿ وَاِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ﴾۔

(پ:۹،سورۂ اعراف،آیت نمبر:۲۰۰)

ترجمہ:......اور اگر کبھی شیطان تمہیں کوئی وسوسہ ڈالے تو اللہ تعالی کی پناہ مانگ لو۔

تفسیر:......حضرت عبدالرحمٰن بن زید فرماتے ہیں: اس سے پہلی آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی سے پوچھا: اے میرے رب! اگر مجھے ان کی باتوں پر غصہ آئے تو میں کیا کروں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ: اگر شیطان آپ کو غضب میں لائے تو آپ اللہ تعالی کی پناہ طلب کریں۔ (جامع البیان ص۲۰۸ ج۹)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

نزع شیطان کا معنی ہے: شیطان کا وسوسہ۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تھا، ان کے درمیان شیطان نے وسوسے ڈال دیئے تھے، ان میں ہر ایک دوسرے کو برا کہتا رہا، پھر وہ اس وقت تک مجلس سے نہیں اٹھے جب تک کہ ہر ایک نے دوسرے سے معافی نہیں مانگ لی۔

متقدمین میں سے ایک استاذ نے اپنے شاگرد سے کہا: اگر شیطان تمہیں گناہوں پر اکسائے تو تم کیا کروگے؟ اس نے کہا: میں اس کے خلاف کوشش کروں گا، استاذ نے کہا: اگر وہ پھر اکسائے؟ کہا: میں پھر کوشش کروں گا، کہا: اگر وہ پھر اکسائے؟ کہا: میں پھر کوشش کروں گا، استاد نے کہا: یہ بتاؤ! اگر تم بکریوں کے ریوڑ کے درمیان سے گزرو اور بکریوں کا محافظ کتا تم پر بھونکنے لگے تو تم کیا کروگے؟ اس نے کہا: میں اس کو دور بھگانے کی کوشش

کروں گا، استاذ نے کہا: یہ سلسلہ تو دراز ہو جائے گا، لیکن اگر تم بکریوں کے چرواہے سے مدد طلب کرو تو وہ کتے کو تم سے دور کر دے گا، اسی طرح جب شیطان تم کو کسی گناہ پر اکسائے تو تم اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو، وہ شیطان کو تم سے دور کر دیں گے۔

(الجامع لاحکام القرآن ص ۱۱۳ ج ۷۔تبیان القرآن ص ۵۰۷ ج ۴)

امام تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس جگہ ایک عجیب بات لکھی ہے کہ: پورے قرآن میں تین آیتیں اخلاق فاضلہ کی تعلیم وتلقین کے لئے جامع آئی ہیں، اور تینوں کے آخر میں شیطان سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔ایک تو یہی سورۂ اعراف کی آیت۔

دوسری سورۂ مومنون کی یہ آیت:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ، وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ، وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴾۔(مؤمنون:۹۶/۹۷/۹۸)

تیسری آیت سورۂ حم سجدہ کی ہے:

﴿ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ، وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ج وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴾۔(سورۂ حم سجدہ:۳۴/۳۵/۳۶)

یعنی نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، آپ نیک برتاؤ سے ٹال دیا کریں، پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاوے گا جیسا کہ کوئی دلی دوست ہوتا ہے، اور یہ بات انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں، اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے، اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو اللہ تعالی کی پناہ مانگ لیا کیجئے، بلا شبہ وہ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے

ہیں۔

ان تینوں آیتوں میں غصہ دلانے والوں سے عفو ودرگزر اور برائی کے بدلہ میں بھلائی کرنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ شیطان سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو انسانی جھگڑوں سے خاص دلچسپی ہے، جہاں جھگڑے کا کوئی موقعہ ہوتا ہے شیاطین اس کو اپنی شکارگاہ بنا لیتے ہیں، اور بڑے سے بڑے بردبار باوقار آدمی کو غصہ دلا کر حدود سے نکال دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ جب غصہ قابو میں نہ آتا دیکھیں تو سمجھ جائیں کہ شیطان مجھ پر غالب آرہا ہے، اور اللہ تعالی کی طرف رجوع ہوکر اس سے پناہ مانگیں تب مکارم اخلاق کی تکمیل ہو سکے گی، اسی لئے بعد کی تیسری اور چوتھی آیت میں شیطان سے پناہ مانگنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ (معارف القرآن ص۱۵۹ ج۴)

شیطان سے پناہ اور اس کے قریب بھی نہ آنے کی دعا

(۲)......﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ، وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴾۔ (پ:۱۸، سورۂ مؤمنون، آیت نمبر:۹۷/۹۸)

ترجمہ:......اور دعا کرو کہ: ''میرے پروردگار! میں شیطان کے لگائے ہوئے چرکوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور میرے پروردگار! میں ان کے اپنے قریب آنے سے بھی آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

سورۂ ناس اور شیطان سے پناہ

(۳)......﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، مَلِکِ النَّاسِ، اِلٰهِ النَّاسِ ، مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ، الَّذِی یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ، مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾۔

ترجمہ:……کہو کہ: میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی۔ سب لوگوں کے بادشاہ کی۔ سب لوگوں کے معبود کی۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ چاہے وہ جنات میں سے ہو، یا انسانوں میں سے۔ (پ:۳۰، سورۂ ناس، آیت نمبر:۱ تا:۶)

جب قرآن پڑھو تو شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو

(۴)……﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ﴾۔

(پ:۱۴، سورۂ نحل، آیت نمبر:۹۸)

ترجمہ:…… چنانچہ جب تم قرآن کریم پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ تعالی کی پناہ مانگ لیا کرو۔

تفسیر:…… حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: اور دشمن شیطانی نظر نہیں آتا، اس کا حملہ بھی انسان پر آمنے سامنے نہیں ہوتا، اس لئے اس کی مدافعت کے لئے ایک ایسی ذات کی پناہ لینا واجب کیا گیا جو نہ انسان کو نظر آتی ہے نہ شیطان کو، اور شیطان کی مدافعت کو حوالہ بخدا تعالی کرنے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ جو اس سے مغلوب ہو جائے وہ اللہ تعالی کے نزدیک راندۂ درگاہ اور مستحق عذاب ہے۔

(معارف القرآن ص ۴۰۰ ج ۵)

حضرت عطاء رحمہ اللہ تو اس آیت کی وجہ سے نماز یا خارج نماز ہر وقت قراءت قرآن کریم کے لئے اعوذ پڑھنے کو واجب فرماتے ہیں: ”عن عطاء قال : الاستعاذة واجبة لكل قراءة في الصلوة أو غيرها“۔

(الدّر المنثور فی التفسیر بالمأثور ص۱۱۲ ج ۹، سورۂ نحل، تحت آیت نمبر:۹۸)

غصہ کا علاج ''اعوذ باللہ'' پڑھنا ہے

(۱)......عن سليمان بن صُرَدٍ رضی الله عنه قال : كنت جالسا مع النبی صلی الله عليه وسلم ورجُلان يَسْتَبَّانِ ' فأحدُهما احمرَّ وجهُه وانْتفَخَتْ أوداجُه ، فقال النبی صلی الله عليه وسلم : اِنّی لأعلم كلمةً لو قالها ذهب عنه ما يَجِدُ ، لو قال : اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ' ذهب عنه ما يجد ، فقالوا له : ان النّبی صلی الله عليه وسلم قال : تعوَّذْ بالله من الشيطان ، فقال : و هل بی جُنُون ؟۔

(بخاری، باب صفة ابليس وجنوده ، كتاب بدء الخلق ، رقم الحديث:۳۲۸۲)

ترجمہ:......حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دو مرد ایک دوسرے کو برا کہہ رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک ایسے کلمہ کا علم ہے اگر یہ اس کو پڑھ لیتا تو اس کے دل میں جو غیظ وغضب ہے' وہ جاتا رہتا، اگر یہ پڑھتا: اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، تو اس کے دل میں جو غیظ وغضب ہے وہ نکل جاتا، پس لوگوں نے اس شخص سے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: تم: اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ' پڑھو، اس شخص نے کہا: کیا میں پاگل ہوں۔

تشریح:......علامہ عینی رحمہ اللہ: ''کیا میں پاگل ہوں'' کہنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ اس شخص کا کلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ نہیں تھی، اور جو شریعت مطہرہ کے انوار سے منور نہ تھا، اور اس کا گمان تھا کہ: '' اعوذ بالله من الشيطان الرجيم '' پڑھنا صرف پاگلوں کے ساتھ مخصوص ہے، اور اس کو یہ علم نہیں تھا کہ غضب شیطان کے آثار سے

ہوتا ہے۔اور یہ بھی ممکن کہ وہ شخص منافقین میں سے ہو، یا سخت دل بدوؤں میں سے ہو۔

(عمدۃ القاری ص۲۴۰ ج۱۵)

دن میں دس مرتبہ ''اعوذ باللہ'' پڑھنا شیطان سے حفاظت کا سبب ہے

(۲)......عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : منِ اسُتعاذ فی الیوم عشر مرّات من الشطان ، وَکَّل اللہ بہ ملَکا یَرُدُّ عنہ الشیاطین۔

(مسند ابویعلی الموصلی، یزید الرقاشی عن انس بن مالک ، رقم الحدیث:۴۱۰۰۔مجمع الزوائد ص۱۵۳ ج۱۰، باب الاستعاذہ من الشیطان ، کتاب الاذکار ، رقم الحدیث:۱۷۱۶۹)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جودن میں دس مرتبہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے (اور'' اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ''پڑھے)،اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرشتہ متعین فرمادیتے ہیں جو اس کو شیطان سے محفوظ رکھے گا۔

نماز میں وسوسہ آئے تو: اعوذ باللہ' پڑھو

(۳)......انّ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال : یا رسول اللہ ! انّ الشیطان قد حال بینی و بین صلوٰتی وقراء تی یُلَبِّسُھا علَیَّ ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ذاک الشیطان یقال لہ خِنُزَبٌ ، فاذا أحُسَسُتَہ فتعوذ باللہ منہ ، وَاتُفُلُ علی یسارک ثلا ثا قال : ففعلتُ ذلک فأذُھَبَہُ اللہ عنّی۔

(مسلم، باب التعوذ من شیطان الواسوسة فی الصلوۃ ، کتاب السلام ، رقم الحدیث:۲۲۰۳)

ترجمہ:......حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے

اورعرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اور میری نماز اور میری قراءت کے درمیان میں شیطان حائل ہوجاتا ہے، اوران اعمال میں مجھ پر شبہ ڈال دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے، جس کو ’’خنزب‘‘ کہا جاتا ہے، جب تم کو اس کا احساس ہوتو اس سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو (اور: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم ’پڑھو) اوراپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھتکاردو۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالی نے مجھ سے وسوسے کو دور کردیا۔

نماز میں جمائی آئے تو اعوذ باللہ پڑھو

(۴)......عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : التَّثاؤُب فی الصلوة والعُطاس من الشيطان ، فتعوّذوا بالله منه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۸ ج۵، فی الصلوة فی التثاوب ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۸۰۶۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نماز میں جمائی اور چھینک آنا شیطان کی طرف سے ہے، اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو (’’اعوذ بالله من الشيطان الرجيم‘‘ پڑھو)۔

واقعہ افک میں آپ ﷺ کا برائت کی خبر میں اللہ تعالی کی پناہ مانگنا

(۵)......عن عائشة رضی الله عنها و ذکر الافک قالت : جلس رسول الله صلی الله علیه وسلم و کشف عن جهه و قال : أعوذ بالسميع العليم من الشيطان الرجيم : ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ﴾ ، قال ابوداود : وهذا حديث منكر۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ افک کے بیان میں فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ

ﷺ تشریف فرما ہوئے اور چہرہ مبارک کھولا اور فرمایا: **أعوذ بالسميع العليم من الشيطان الرجيم :﴿ ان الذين جاء و بالافک عصبة منکم ﴾۔**

(ابوداؤد، باب من لم یر الجهر ب : بسم الله الرحمن الرحیم ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۷۸۳)

آپ ﷺ نماز کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھتے تھے

(۱)......عن جبير بن مطعم رضى الله عنه : ان النبى صلى الله عليه وسلم لما دخل فى الصلوه كبّر ثم قال : أعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔

(الدّرالمنثور فى التفسير بالمأثور ص۱۱۲ج۹،سورۂ نحل،تحت آیت نمبر:۹۸)

ترجمہ:......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی جب نماز شروع فرماتے تو ثنا کے بعد)'' أعوذ بالله من الشيطان الرجيم'' پڑھتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں ثنا کے بعد اعوذ باللہ پڑھتے تھے

(۲)......عن الاسود قال : افتتح عمر رضى الله عنه الصلوة ' ثم كبّر ثم قال : سبحانك اللهم بحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك ، اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، الحمد لله رب العالمين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۸ج۲، فى التعويذ كيف هو قبل القراء ة أو بعدها ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۴۷۰)

ترجمہ:......حضرت اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع فرماتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر ثنا پڑھتے، پھر اعوذ باللہ پڑھتے پھر سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرماتے،

نماز کے شروع میں ''اعوذ باللہ'' پڑھنا کافی ہے

(۳)......عن ابراهيم رحمه الله قال : يجزئك " بسم الله الرحمن الرحيم " فى اول شىء ' والتعوذ فى اول شىء۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ: نماز کے شروع میں ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم ‘‘ پڑھ لینا تیرے لئے کافی ہے، اسی طرح نماز کے شروع میں ’’ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ‘‘ پڑھ لینا بھی کافی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۸۹ ج۲، باب قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم ، رقم الحديث:۲۶۰۶)

نماز میں اعوذ باللہ آہستہ پڑھی جائے گی

(۴)......عن ابراهيم قال : قال عمر رضى الله عنه : اربع يخفين عن الامام : التعوذ وبسم الله الرحمن الرحيم ' و آمين ' و اللهم ربنا لک الحمد ۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام چار چیزوں کو آہستہ کہے: (۱): اعوذ بالله من الشيطان الرجيم، (۲): بسم الله ، (۳): آمین، (۴): اللهم ربنا لک الحمد۔

(کنز العمال ص۲۷۴ ج۸، آداب المأموم وما يتعلق بها ، رقم الحديث:۲۲۸۹۳)

(۵)......عن ابى وائل قال : كان عمر وعلى رضى الله عنهما لا يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ' ولا بالتعوذ ' ولا بالتامين۔

ترجمہ:......ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اوراعوذ باللہ اونچی آوز سے پڑھتے تھے، اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے تھے۔

(طحاوی ص۲۶۳ ج۱، باب قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم فى الصلاة ، رقم الحديث:۱۱۷۳)

(۶)......عن ابى وائل قال : كان على و ابن مسعود رضى الله عنهما لا يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ' ولا بالتعوذ ' ولا بالتامين۔

(معجم طبرانی کبیر ص۲۶۳ ج۹، رقم الحديث:۹۳۰۴)

ترجمہ:......حضرت ابو وائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ' اور اعوذ باللہ اونچی آوز سے پڑھتے تھے، اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے تھے۔

(۷)......عن علقمة والاسود کلیهما عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : یخفی الامام ثلا ثا : التعوذ ' وبسم الله الرحمن الرحیم ' و آمین۔(محلی ابن حزم ص۲۰٦ ج۲)

ترجمہ:......حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمہما اللہ دونوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: امام تین چیزوں کو آہستہ آواز سے کہے: (۱): اعوذ بالله ،(۲): بسم الله،(۳): آمین۔

نماز میں تعوذ کے چند اور کلمات

(۸)......عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال : سمعت النبی صلی الله علیه وسلم حین افتتح الصلوه قال :اللهم انی أعوذ بک من الشیطان الرجیم ، من همزه ' ونفخه ' و نفثه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۹ ج۲، فی التعویذ کیف هو قبل القراء ة أو بعدها ؟ کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۴۷۵)

ترجمہ:......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز کے شروع میں فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں شیطان مردود کی طرف سے متوجہ کی ہوئی بیماری' اس کی طرف سے مسلط کیا ہوا تکبر اور اس کی جانب سے الہام کردہ شعر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(۹)......کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اِذا قام من اللیل کبر ثم یقول :

سبحانک اللھم بحمدک ، وتبارک اسمک ، وتعالی جدک ، ولا الہ غیرک ، ثم یقول :" لا الہ الا اللہ " ثلاثا ، ثم یقول " اللہ اکبر کبیرا " ثلاثا ، اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ و نَفْثِه۔

(ابوداؤد، باب من رأی الاستفتاح ب : سبحانک ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۷۷۳)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ جب رات کونماز کے لئے قیام فرماتے تو تکبیر کہہ کر پڑھتے : ''سبحانک اللھم بحمدک ، وتبارک اسمک ، وتعالی جدک ولا الہ غیرک '' پھر تین مرتبہ:'' لا الہ الا اللہ '' پڑھتے ، پھر تین مرتبہ'' اللہ اکبر کبیرا '' پڑھتے ،اور (یہ تعوذ پڑھتے :) اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ و نفخہ و نفثہ۔

(۱۰)......عن محمد انہ کان یتعوّذ قبل القراءۃ فاتحۃ الکتاب و بعدھا ، ویقول فی تعوذہ :أعوذ باللہ السمیع العلیم من ھمزات الشیاطین ، أعوذ باللہ ان یحضرون۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۹ ج۲، فی التعویذ کیف ھو قبل القراءۃ أو بعدھا ؟ کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۴۷۴)

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ سورۂ فاتحہ سے پہلے اور اس کے بعد: اعوذ باللہ' پڑھتے ،اور اپنے تعوذ میں یہ کلمات کہتے :میں شیطانی وساوس سے اللہ تعالی سے- جو سننے والے اور جاننے والے ہیں- پناہ مانگتا ہوں ،اور میں اس بات سے بھی اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

شیطان سے پناہ مانگنے کی دعا کے چند مواقع

نیند میں خوف سے بیدار ہوجانے کے ازالہ کی دعا

(۱)......انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : اذا فزع احدکم فی النوم فَلْیَقُلْ : " اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ ، وَ شَرِّ عِبَادِهٖ ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ، وَاَنْ یَحْضُرُوْنَ " فانها لن تَضُرَّه ، قال : فکان عبد الله بن عمرو یُعلِّمها من بلغ من ولده ، ومن لم یَبْلُغْ منهم کتبها فی صَکٍّ ثم علّقها فی عنقه۔

(ترمذی، باب دعاء الفزع فی النوم ، کتاب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۵۲۸۔

ابوداؤد، باب کیف الرُّقی ، کتاب الطّب ، رقم الحدیث:۳۸۹۳)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے گھبرا کر اٹھ جائے تو یہ دعا پڑھے:" اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ ، وَ شَرِّ عِبَادِهٖ ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ، وَاَنْ یَحْضُرُوْن "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اس دعا کو اپنے بالغ بچوں کو سکھاتے ،اور نابالغ کے گلے میں تعویذ بنا کر ڈال دیتے۔

مسجد سے نکلنے کی دعائیں

(۲)......اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اِبْلِیْسَ وَ جُنُوْدِهٖ۔

(عمل الیوم واللیلة ص۱۰۱، باب ما یقول اذا قام علی باب المسجد ، رقم الحدیث:۱۵۵)

نوٹ:...... یہ دعا مسجد سے نکلنے کے بعد مسجد کے باہر دروازے پر پڑھے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعائیں

(۳)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الرِّجْسِ النِّجسِ [النَّجَسِ] ، اَلْخَبِیْثِ

الْمُخْبِثِ ، اَلشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

(ابن ماجہ، باب ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۲۹۹)

(۴)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

(بخاری، باب ما يقول عند الخلاء ، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۱۴۲)

عورت سے پہلی ملاقات کی دعا

(۵)......بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

(بخاری، باب التسمية على كل حال و عند الوقاع ، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۱۴۱۔ فی باب ما يقول الرجل اذا اتى اهله ، كتاب النكاح ، رقم الحديث:۵۱۶۵)

جب انزال ہوجائے تو پڑھے

(۶)......اَللّٰهُمَّ لا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْماَ رَزَقْتَنَا نَصِيْبًا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۵ ج۹، ما يؤمر به الرجل اذا دخل على اهله ، كتاب النكاح ، رقم الحديث:۱۷۴۳۹۔اور ص۳۵۱ ج۱۵، باب ما يدعو به الرجل اذا دخل على اهله ، كتاب النكاح ، رقم الحديث:۳۰۳۵۳)

ستر ہزار فرشتوں کی رحمت کی دعا اور شہادت کی موت والا عمل

(۷)......حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور اس سے پہلے تین مرتبہ یہ تعوذ کہے: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'':

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ،

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ، هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾

پڑھ لے تو اللہ تعالی ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں' جو شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں' اگر اس دن وہ مر گیا تو شہادت کی موت حاصل ہوگی، اور جس نے شام کو یہی کلمات پڑھ لئے تو اسے صبح تک (مذکورہ بالا) سعادت حاصل ہوگی۔

(ترمذی، باب [فی فضل قراء ة آخر سورة الحشر] ابواب فضائل القرآن ، رقم الحدیث: ۲۹۲۲)

ذی الحجہ کے دس دن

ذی الحجہ کے روزوں اور ذی الحجہ کی راتوں کی فضیلت، ذی الحجہ کے آٹھ اور عرفہ کے روزے کا حکم، آپ ﷺ کا ان روزوں کے رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے احادیث میں تعارض اور اس کی توجیہات، حاجی کے لئے عرفہ کے روزہ کی ممانعت، آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا ﴿اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ اور ﴿اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم کا کثرت سے تکبیر پڑھنا، منیٰ تکبیر سے گونج اٹھتا تھا، بال اور ناخن کاٹنے کا حکم وغیرہ امور اس مختصر رسالہ میں مع حوالہ جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ، اما بعد

لیال عشر ‘ سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں

(۱)......﴿ وَالْفَجْرِ ، وَ لَيَالٍ عَشْرٍ ، وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴾۔

(پ:۳۰/سورہ فجر،آیت نمبر:۱/۲/۳)

ترجمہ:......قسم ہے فجر کے وقت کی،اور دس راتوں کی،اور جفت کی اور طاق کی۔

(۲)......قال ابن عباس رضی اللہ عنہما : العشر التی أقسم اللہ بھنّ لیالی عشر ذی الحجة ، والشفع یوم الذبح والوتر یوم عرفة۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۵۳ ج۳، باب فی الصیام ، الصوم فی الاشھر الحرم ، رقم الحدیث: ۳۷۴۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جن دس راتوں کی اللہ تعالی نے قسم کھائی ہے اس سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں،اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے، اور طاق سے مراد عرفہ کا دن ہے۔

(۳)......عن جابر رضی اللہ عنه ' ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال :﴿ وَالْفَجْرِ ، وَ لَيَالٍ عَشْرٍ ، وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴾ قال : ان العشر عشر الأضحی ' والوتر یوم عرفة ' والشفع یوم النحر۔

(مسند احمد ص۳۸۹ ج۲۲، رقم الحدیث:۱۴۵۱۱۔الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ص۳۹۸ ج۱۵)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:عشر سے مراد قربانی (کے مہینہ کے) دس دن ہیں،اور وتر عرفہ کا دن ہے،اور شفع قربانی کا دن ہے۔

ذی الحجہ کے دس دنوں میں تکبیرات پڑھنے سے کوئی عمل افضل نہیں

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما ' عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال : ما العمل فی ایام العشر افضل من العمل فی هذه ، قالوا : ولا الجهاد ؟ قال : ولا الجهاد الا رجل خرج یخاطر بنفسه و ماله ' فلم یرجع بشیءٍ۔

(بخاری، باب فضل العمل فی ایام التشریق ، کتاب العیدین ، رقم الحدیث:۹۶۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں ان تکبیرات کے پڑھنے سے کوئی عمل افضل نہیں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور نہ جہاد، سوا اس کے کہ کسی شخص نے اپنی جان اور مال کو خطرہ میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہ لایا۔

ذی الحجہ کے روزوں کی اور ذی الحجہ کی راتوں کی فضیلت

(۲)......عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ما من ایّام احبُّ الی الله ان یُتَعَبَّدَ له فیها من عشر ذی الحجة ' یَعْدِلُ صیام کلِّ یوم منها بصیام سنة وقیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر۔

(ترمذی، باب ما جاء فی ایام العشر ، ابواب الصوم ، رقم الحدیث:۷۵۸۔ابن ماجہ، باب صیام العشر ، ابواب ما جاء فی الصیام ، رقم الحدیث:۱۷۲۸)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ذی الحجہ کے دس دنوں سے زیادہ کسی اور دن میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند نہیں ہے، ان میں سے ہر دن کا روزہ رکھنا ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، اور اس کی راتوں میں سے ہر رات کا قیام کرنا لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

ان دنوں میں کثرت سے تہلیل وتکبیر اورتحمید کا حکم

(۳)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما من ايام افضل ولا احب اليه العمل فيهن من ايام العشر ' فأكثروا فيها من التهليل والتكبير والتحميد۔

(مسند احمد ص۳۲۳/۳۲۴ ج۹/ص۲۹۶ ج۱۰، رقم الحديث:۵۴۴۶/۶۱۵۴۔

الدر المنثور فی التفسير بالماثور ص۴۱۰ ج۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دس دنوں کے علاوہ اللہ تعالی کے نزدیک کوئی دن زیادہ معظم اور زیادہ محبوب نہیں ہے، سوتم ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ:" لا اله الله ' الله اکبر "اور" الحمد لله " پڑھو۔

ذی الحجہ کے آٹھ روزے مستحب ہیں

مسئلہ:......ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے آٹھ روزے مستحب ہیں۔(عمدۃ الفقہ ص۱۸۶ج۳)

آپ ﷺ ذی الحجہ کے نو روزے رکھتے تھے

(۱)......عن بعض أزواج النبی صلی الله علیه وسلم قالت : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم تسع ذی الحجة ، الخ۔

(ابوداؤد، باب فی صوم العشر ،کتاب الصیام ، رقم الحدیث:۲۴۳۷۔نسائی، صوم النبی صلی الله علیه وسلم بابی هو وامی و ذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلک ، رقم الحدیث:۲۴۱۹)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو روزے رکھتے تھے۔

آپ ﷺ ذی الحجہ کے روزے نہیں رکھتے تھے

(۲)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم صائما فی العشر قطّ۔ و فی روایة : ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یَصُمِ العشر۔

(مسلم، باب صوم عشر ذی الحجة ،کتاب الاعتکاف ، رقم الحدیث:۱۱۷۶)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی روایت میں تعارض اور اس کا حل

تشریح:......ان دونوں احادیث میں تعارض ہے،علماء نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے:

(۱)......ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس راوی نے جیسا دیکھا ویسا ذکر کر دیا۔

''و الجمع بان کلا منهما روت مارأت و نقلت ما علمت فلا تنافی بینهما''

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۳۰۵ ج۴، باب صیام التطوع، کتاب الصوم، الفصل الثالث)

(۲)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفس صوم کی نفی نہیں فرما رہی ہیں کہ آپ ﷺ اس عشرہ میں روزہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ اپنی رویت کی نفی کر رہی ہیں۔ عقلاً تو یہ توجیہ صحیح ہے، لیکن عادۃً سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے علم میں کیوں نہ آسکا آپ ﷺ کا اس عشرہ میں روزہ رکھنا۔[۱]

(۳)......دوسری توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزہ کی نفی کامل عشرہ کے اعتبار سے فرما رہی ہیں، اور یہ صحیح ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ تو صرف نو دن کے روزے رکھتے تھے۔ لیکن یہ توجیہ بھی بس منطقی سی ہے، لہذا اس حدیث کا کوئی تشفی بخش جواب بظاہر ہے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بذل المجہود ص۶۵۴ ج۸۔ الدر المنضود ص۲۵۱ ج۴)

(۴)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں یہ عشرہ واقع نہ ہوا ہو، اور اگر واقع بھی ہوا ہو تو اس دفعہ نبی کریم ﷺ نے اس عشرہ میں روزے نہ رکھے ہوں۔

(درس ترمذی ص۵۹۹ ج۲)

(۵)......رسول اللہ ﷺ نے کسی عارضہ مثلاً سفر یا مرض کی بنا پر ان دنوں میں روزے نہیں رکھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ان دنوں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ مطلب نہیں کہ ان دنوں میں آپ ﷺ نے فی نفسہ روزے نہیں رکھے۔

(شرح صحیح مسلم ص۲۲۸ ج۳)

(۶)......نفی سے مراد حجۃ الوداع کا سال ہے کہ آپ ﷺ سفر حج میں تھے، اور سفر حج کے

---

[۱]......''مسلم'' کی روایت میں بلا رویت کے بھی نفی کی صراحت موجود ہے: ''لم یَصُمِ العشر''۔

موقع پر ارکان حج کی ادائیگی کی وجہ سے روزہ رکھنا منع ہے۔

(۷)......یا ایسا ہوا ہوگا کہ کسی سال آپ نے نہ رکھا ہوگا۔

(۸)......راقم کے ذہن میں ایک توجیہ آئی ہے'' ان کان صوابا فمن الله وان کان خطا فمنّی ومن الشیطان ''۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی تاکید اور لفظ قط سے نفی فرما رہی ہیں، ممکن ہے گرمی میں آپ ﷺ ان روزوں کو نہ رکھتے ہوں اور موسم سرما میں رکھتے ہوں، اس لئے نفی والی روایت کو موسم گرما پر محمول کیا جائے، اور سردی والی روایت کو موسم سرما پر، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس توجیہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ: آپ ﷺ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش ہوتا تو آپ آسان امر کو اختیار فرماتے۔

(۵)......عن عائشة رضی الله عنها انها قالت : ما خُيِّرَ رسول الله صلی الله علیه وسلم بین امرین الا اخذ ایسرهما ما لم یکن اثما ' فان کان اثما کان ابعد الناس منه ، الخ۔(بخاری، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۳۵۶۰)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو اختیار فرمایا جو ان دونوں میں آسان تھی، جب کہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ چیز گناہ ہوتی تو آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ: حدیث شریف میں موسم سرما کے روزے کو سرد مال غنیمت کہا گیا ہے، یعنی بلا مشقت جو مال ملے وہ ٹھنڈا مال غنیمت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱)......عن عامر بن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : الغنیمة الباردة

الصوم فی الشتاء۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الصوم فی الشتاء ، ابواب الصوم ، رقم الحدیث:۷۹۷)

ترجمہ:......حضرت عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھنڈی غنیمت سردیوں میں روزہ رکھنا ہے۔

نوٹ:......راقم نے یہ توجیہ اپنی سمجھ سے لکھی تھی، بعد میں حجاج کے لئے عرفہ کے روزے کے بارے میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کا یہ ارشاد پڑھا کہ:''میں موسم سرما میں روزہ رکھتا ہوں اور موسم گرما میں نہیں رکھتا''تو اس توجیہ کی من وجہ تائید نظر آئی، الحمدللہ:''و کان عطاء یقول : اصوم فی الشتاء ، ولا اصوم فی الصیف''۔

(الترغیب والترھیب ص۶۹ ج۲، الترغیب فی صیام یوم عرفة لمن لم یکن بھا وما جاء فی النھی عنھا لمن کان بھا حاجا)

عرفہ کے دن کا روزہ مسنون ہے

مسئلہ:......عرفہ کا روزہ مسنون ہے۔(اور کتب فقہ میں ہے کہ: مستحب ہے)

(مستفاد: عمدۃ الفقہ ص۱۸۶ ج۳)

عرفہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کی معافی کی امید

(۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :...صيام يوم عرفة احتسب على الله ان يُّكَفِّر السّنة التى قبله ' والسَّنة التى بعده ، الخ۔

(مسلم، باب استحباب صيام ثلا ثة ايام من كل شهر ' وصوم يوم عرفة ' و عاشوراء ' والاثنين والخميس ، كتاب الصيام ، رقم الحديث:۱۱۶۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں معاف فرمادیں گے۔

عرفہ کے دن کا روزہ ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے

(۲)......عن عائشة رضى الله عنها قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : صيام يوم عرفة كصيام الف يوم۔

(الترغیب والترھیب ص۶۹ ج۲، الترغيب فى صيام يوم عرفة لمن لم يكن بها وما جاء فى النهى عنها لمن كان بها حاجا)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: عرفہ کے دن کا روزہ ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔

حاجی کے لئے عرفہ کے روزہ کی ممانعت

(۱)......ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صوم يوم عرفة بعرفة۔

(ابوداؤد، باب فی صوم عرفة بعرفة ، کتاب الصیام ، رقم الحدیث:۲۴۴۰۔ابن ماجہ، باب صیام یوم عرفة ، کتاب الصیام ، رقم الحدیث:۱۷۳۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے عرفہ (کے میدان میں حجاج کے لئے) عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا

(۲)......عن ام الفضل بنت الحارث رضى الله عنها : ان ناسا تَمَارَوُا عندها يوم عرفة فى صوم النبى صلى الله عليه وسلم فقال بعضهم : هو صائم ، وقال بعضهم : ليس بصائم ، فَأَرْسَلَتْ اليه بِقَدَحِ لَبَنٍ وهو واقف على بعيره فشربه۔

(بخاری، باب صوم یوم عرفة ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۹۸۸)

ترجمہ:......حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے عرفہ کے روزے کے بارے میں شک کیا، بعض نے کہا کہ: آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہے، اور بعض دوسروں نے کہا: آپ ﷺ روزے سے نہیں ہیں، حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ دودھ کا آپ ﷺ کے پاس بھیجا، اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر قیام فرماتھے، تو آپ ﷺ نے (اسی حالت میں کھڑے کھڑے) اس کو نوش فرمایا۔

﴿ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمَاتٍ ﴾اور﴿ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدَاتٍ ﴾سے مراد

(۱)......﴿ وَاذۡكُرُوۡا اللّٰهَ فِيۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡدُوۡدَاتٍ ﴾۔(پ:۲/سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۲۰۳)

ترجمہ:......اور اللہ تعالی کو گنتی کے (ان چند) دنوں میں (جب تم منی میں مقیم ہو) یاد کرتے رہو۔

(۲)......﴿ وَيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِيۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ ﴾

ترجمہ:......اور متعین دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ تعالی کا نام لیں جو اللہ تعالی نے انہیں عطا کئے ہیں۔(پ:۱۷/سورہ حج،آیت نمبر:۲۸)

''اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمَات '' سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک قربانی کے تین دن یعنی ایام تشریق مراد ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم ذی الحجہ کے دس دنوں میں بازار میں تکبیر پڑھتے تھے

(۱)......**وكان ابن عمر و ابو هريرة رضى الله عنهم يخرُجان الى السوق فى ايام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما۔**

(بخاری، **باب فضل العمل فى ايام التشريق ، كتاب العيدين ، قبل رقم الحديث:۹۶۹**)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ذی الحجہ کے دس دنوں میں بازار کی طرف نکلتے اور تکبیر پڑھتے تھے، اور ان کی تکبیر کے ساتھ لوگ تکبیر پڑھتے تھے۔

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر پڑھتے تھے

(۲)......**وكبر محمد بن على خلف النافلة۔**(حوالہ بالا)

ترجمہ:......اور حضرت محمد بن علی رحمہما اللہ نے نفل نماز کے بعد بھی تکبیر پڑھی۔

تشریح:......یعنی حضرت محمد باقر رحمہ اللہ جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پوتے ہیں وہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر کہا کرتے تھے۔

منی تکبیر سے گونج اٹھتا تھا

(۳)......وکان عمر رضی اللہ عنہ یکبّر فی قُبَّتِہٖ بمنی ، فیسمعہ اھل المسجد فیکبرون و یکبر اھل الاسواق ، حتّی تَرُتَجَّ منًی تکبیرا۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ منی میں اپنے خیمہ کے اندر تکبیر پڑھتے تھے، اس تکبیر کو مسجد والے سن کر تکبیر پڑھتے تھے اور بازار والے بھی تکبیر پڑھتے تھے یہاں تک کہ منی تکبیر سے گونج اٹھتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں ہر وقت تکبیر پڑھتے تھے

(۴)......وکان ابن عمر رضی اللہ عنھما یکبر بمنیً تلک الایام ، وخلف الصلوات ، وعلی فراشہ وفی فسطاطہ ومجلسہ وممشاہُ ، تلک الایام جمیعا۔

(بخاری، باب التکبیر ایّام منی واذا غدا الی عرفۃ ، کتاب العیدین ، قبل رقم الحدیث:۹۷۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں منی میں نمازوں کے بعد اور اپنے بستر پر، اپنے خیمے میں، اپنی مجلس میں اور چلتے ہوئے بھی تکبیر کہتے تھے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا یوم نحر میں تکبیر پڑھتی تھیں

(۵)......وکانت میمونۃ رضی اللہ عنھا تکبر یوم النحر۔(حوالہ بالا)

ترجمہ:......اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا یوم نحر (قربانی کے دن) میں تکبیر پڑھتی تھیں۔

بال اور ناخن کاٹنے کا حکم

(۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من كان له ذِبْحٌ يذبحُه ، فاذا اُهِلَّ هلال ذى الحِجة ، فلا يأخذنَّ من شَعْره ولا من أظفاره شيئا حتّى يُضَحِّيَ۔

(مسلم، باب نهى من دخل عليه عشر ذى الحجة ، و هو يريد التضحية ان يأخذ من شعره واظفاره شيئا ، كتاب الاضاحى ، رقم الحديث:۱۹۷۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی کے لئے کوئی جانور ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے۔

نوٹ:...... یہ روایت مختلف الفاظ سے ابوداؤد، حدیث نمبر:۲۷۹۱/ترمذی، حدیث نمبر: ۱۵۲۳/نسائی، حدیث نمبر:۴۳۶۶/۴۳۶۷/۴۳۶۸۔ ابن ماجہ، حدیث نمبر::۳۱۴۹/ وغیرہ کتب احادیث میں مروی ہے۔

تشریح:......اس حدیث کی وجہ سے سعید بن المسیب ، ربیعہ، امام احمد، اسحاق اور داؤد اور بعض شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک قربانی کرنے تک بال و ناخن کاٹنا حرام ہے۔ اور امام شافعی اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ایک روایت میں عدم کراہت اور ایک روایت میں کراہت ہے، اور ایک روایت میں نفل قربانی کرنے والے کے لئے حرام ہے اور واجب قربانی کرنے والے کے لئے حرام نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کراہت نہیں۔

(بذل المجہود ص۵۳۶ ج۹)

ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ذوالحجہ میں قربانی کرنے والے کے لئے قربانی سے پہلے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے کی رخصت ہے، اور یہ ممانعت تنزیہی ہے، یعنی قربانی کے ایام میں بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولی ہے۔

(مرقاۃ ص ۳۰۷ ج ۳۔ شرح صحیح مسلم ص ۱۷۵ ج ۶)

بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت

بظاہر یہ عجیب حکم ہے کہ چاند دیکھ کر بال و ناخن نہ کاٹے جائیں، لیکن اللہ تعالی اس حکم سے حجاج سے مشابہت اختیار کروانا چاہتے ہیں، میرے در پر آنے والے میرے مہمانوں کے لئے میں نے چند چیزیں ممنوع قرار دی ہیں، ان میں سے چند چیزوں کے ساتھ تم بھی مشابہت اختیار کرلو۔ اور بقول ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کے: جب ہمیں یہ حکم دیا کہ ان کی مشابہت اختیار کرلو۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جو رحمتیں نازل فرمانا منظور ہے، اس کا کچھ حصہ تمہیں بھی عطا فرمانا چاہتے ہیں۔ (مستفاد: اصلاحی خطبات ص ۱۲۵ ج ۲)

جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم

اس مختصر رسالہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ: جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی (۸۰) مرتبہ منقول درود شریف پڑھنا مستحب ہے، اور اس کے فضائل مختلف احادیث سے ثابت ہیں، اس پر نکیر اور اس درود شریف کے پڑھنے والوں کی مخالفت مناسب نہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ کے دن عصر کے بعد اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت بعض احادیث میں وارد ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے ''فضائل درود شریف'' میں اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔

(فضائل درود شریف ص ۷۰، دوسری فصل، حدیث نمبر:۴، ط: بیروت)

بظاہر اس کے بعد اس درود شریف کے عمومی طور پر پڑھنے کا معمول امت میں آیا، اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کا سالہا سال اس کے پڑھنے کا معمول رہا۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی حیات طیبہ میں تو اس کے خلاف کوئی مضمون نظر سے نہیں گذرا یا کوئی تنقید نہیں سنی گئی، البتہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یہ مسئلہ شروع ہوا کہ یہ حدیث ثابت نہیں، اور اس کی کوئی سند نہیں، بعض اہل علم نے اس حدیث کو موضوع بھی کہہ دیا۔

درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں، ضعیف ہے، مگر فضائل میں ضعف شدید نہ ہو تو قابل عمل ہے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیثمی، شیخ یوسف نبہانی، علامہ ابن بشکوال، صاحب القاموس علامہ مجد الدین فیروز آبادی، علامہ سخاوی رحمہم اللہ جیسے اساطین نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے، اس لئے یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہ حدیث صرف علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے، کسی اور محدث سے یہ منقول نہیں ہے۔

اس مختصر رسالہ میں یہ حدیث مختلف کتابوں کے حوالوں سے نقل کی گئی ہے، اسی طرح

جمعہ کے دن (عصر کے بعد کی قید کے بغیر) اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضلیت کی احادیث بھی لکھی گئی ہیں۔

اسی طرح مختلف روایات میں جو معمولی فرق وارد ہے اس کو بھی واضح کیا گیا ہے۔
اور علامہ ابن بشکوال وعلامہ سخاوی رحمہما اللہ کے بارے میں چند باتیں نقل کی گئی ہیں۔

اس لئے جمعہ کے دن عصر کے بعد اس درود شریف کے معمول پر تنقید کرنا مناسب نہیں، یہ ایک مستحب عمل ہے، اس پر نکیر قطعا درست نہیں۔ ہاں اس پر عمل کرنے والوں کو بھی غلو نہیں کرنا چاہئے، اپنے طور پر عمل کرنے اور اس پر استقامت بھی معیوب نہیں۔ اس کی ترغیب بھی دی جاسکتی ہے، اور اس کے پڑھنے کے فضائل بھی بیان کئے جاسکتے ہیں، اس لئے کہ حدیث سے اس کا ثبوت ہے۔ بعض اکابر کا اس پر نکیر کرنا قابل تعجب ہے۔

آخر میں خاتمہ کے عنوان سے جمعہ کے دن درود شریف کے فضائل پر مشتمل چند روایات بھی ذکر کی گئی ہیں۔

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے، اور جس مقصد کے لئے لکھا گیا ہے اس میں کامیابی عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۱۷/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ، مطابق: ۱۷/جولائی ۲۰۲۲ء

اتوار

جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

(۱)......عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : من صلّی صلوة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه :" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا " ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما ، و كتبت له عبادة ثمانين سنة۔

(القول البدیع ص۳۸۱، الباب الخامس فی الصلوة عليه الصلوة والسلام فی اوقات مخصوصة ، الصلوة عليه فی يوم الجمعة وليلتها۔الدر المنضود فی الصلوة والسلام علی صاحب المقام المحمود (لابن حجرمكی الهيثمی) ص۱۶۰۔افضل الصلوات علی سيد السادات (شيخ يوسف النبهانی) ص۲۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے، اور اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا:"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ سَلِّمْ تسليما "۔

(۲)......عن سهل بن عبد الله رضی الله عنه : من قال فی يوم الجمعة بعد العصر : " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ سَلِّمْ " ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين سنة۔

ترجمہ:......حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ

معاف ہوں گے:’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ سَلِّمْ‘‘۔

(القربة الی رب العالمین بالصلوة علی محمد سید المرسلین (علامه ابن بشکوال) ص۱۱۴۔طبع : دارالکتب العلمیہ :۱۹۹۹ء۔ الصِّلات والبِشر علی خیر البشر (صاحب القاموس مجد الدین فیروزآبادی) ص۱۳۰)

جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود پڑھنے کی فضیلت

(۳)......عن أبی هریرة رضی الله عنه : قال النبی صلی الله علیه وسلم : الصّلوةُ عَلَیّ نورٌعلی الصِّراطِ ، فمن صلّی علَیَّ یومَ الجُمعة ثمانین مرّةً غُفِرَتْ له ذنوب ثمانین عاما۔

(فیض القدیر ص۳۲۸ ج۴، حرف الصاد ، فصل فی المحلی بأل من هذا الحرف ، رقم الحدیث: ۵۱۹۱۔ کنز العمال ، الاذکار، الصلوة علیه و علی آله علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث: ۲۱۴۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود (پڑھنا) پل صراط پر نور کا باعث ہے، جو شخص جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ درود پڑھے گا اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

(۴)......عن انس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال : من صلی علَیَّ یوم الجمعة ثمانین مرة غفر الله له ذنوب ثمانین عاما ، فقیل له یا رسول الله ! کیف الصلوة علیک ؟ قال : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

ترجمہ:......آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی (۸۰) مرتبہ درود

شریف پڑھے گا اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا درود پڑھا جائے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ''۔

(القول البدیع ص۳۸۱، الباب الخامس فی الصلوۃ علیه الصلوۃ والسلام فی اوقات مخصوصة، الصلوۃ علیه فی یوم الجمعة ولیلتها)

تشریح:...... ''سنن دارقطنی'' کی روایت میں ہے کہ: یہ درود شریف پڑھ کر ایک انگلی بند کرلے۔ انگلی بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: انگلیوں پر شمار کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ سے انگلیوں پر گننے کی ترغیب وارد ہوئی ہے، اور ارشاد ہوا کہ انگلیوں پر گنا کرو، اس لئے کہ قیامت میں ان کو گویائی دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا.....۔

ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے سینکڑوں گناہ کرتے ہیں، جب قیامت کے دن پیشی کے وقت میں ہاتھ اور انگلیاں وہ ہزاروں گناہ گنوائیں جو ان سے زندگی میں کئے گئے ہیں تو ان کے ساتھ کچھ نیکیاں بھی گنوائیں جو ان سے کی گئی ہیں، یا ان سے گنی گئی ہیں۔ ''دارقطنی'' کی اس روایت کو حافظ عراقی رحمہ اللہ نے حسن بتلایا ہے۔

ان چار احادیث میں پہلی دو حدیثوں میں جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی (۸۰) مرتبہ درود شریف کی فضیلت آئی ہے، اور آخری دو حدیثوں میں مطلق جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ درود شریف کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان چاروں روایات سے جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ درود شریف پڑھنا اور اس کے فضائل کا ثابت ہونا معلوم ہوا۔

(فضائل درود شریف ص۷۱، دوسری فصل، حدیث نمبر:۴، ط: بیروت)

جن روایات میں مطلق جمعہ کے دن کا ارشاد ہے، اور عصر کے بعد کی تعیین نہیں ہے، تو

اگر کوئی دوسری احادیث کی بنا پر عصر کے بعد درود شریف پڑھنے کا معمول بنائے تو بھی وہ فضیلت انشاء اللہ اس کو حاصل ہو جائے گی، اس لئے کہ دونوں طرح کی روایات میں اسی کی تعداد کا ذکر تو بہرحال موجود ہے۔

ان روایات میں تین طرح سے کچھ فرق ہے:

(۱)......پہلی روایت میں: ’’ قبل أن يقوم من مكانه ‘‘ کے الفاظ ہیں، دوسری روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

(۲)......پہلی روایت میں: ’’ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا ‘‘ ہے، دوسری روایت میں ’’ تَسْلِيْمًا ‘‘ کا لفظ نہیں ہے۔

(۳)......پہلی روایت میں ’’ كتبت له عبادة ثمانين سنة ‘‘ کے الفاظ ہیں، دوسری روایت میں صرف ’’ غفرت له ذنوب ثمانين عاما ‘‘ کے الفاظ آئے ہیں۔

احادیث میں اس طرح الفاظ کا فرق کوئی مضر نہیں، ایک موضوع کی بکثرت احادیث میں اس طرح الفاظ کا اختلاف عام ہے، جیسا کہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔ اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ دونوں روایتوں کا مضمون ایک دوسرے کی تائید کرتا ہے۔

ان احادیث کا مدار حافظ بشکوال رحمہ اللہ کی کتاب پر ہے، اور مصنف نے اس کی کوئی سند بیان نہیں کی، اس بناء پر کسی محدث یا مخرج نے اس پر صحت، حسن یا ضعف کا حکم نہیں لگایا، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ کسی محدث نے اسے موضوع بھی نہیں کہا۔ موقوفاً یہ روایت اسی طرح بیان کی جاتی ہے۔

حافظ ابن بشکوال رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند میں ’’ شيخنا ابو القاسم ‘‘ کہنے پر اکتفاء کیا ہے، اس سے ان کی مراد کون ہیں؟ چنانچہ حافظ ابن بشکوال رحمہ اللہ خود ہی اپنے

تاریخ کی کتاب ’’ الصلة ‘‘میں ان کا تذکرۂ خیر فرماتے ہیں:

’’ أحمد بن محمد بن أحمد بن مخلد بن عبد الرحمن بن أحمد بن بقی بن مخلد بن یزید من أهل قرطبة یکنی : أبا القاسم ... وکان من بیئة علم و نباهة و فضل و صیانة ، وکان ذاکرا للمسائل والنوازل ' درباً بالفتوی ' بصیرا بعقد الشروط و عللها ' مقدما فی معرفتها ' أخذ الناس عنه واختلفت الیه وأخذت عنه بعض ما عنده ' وأجاز لی بخطه غیر مرة ‘‘۔

موصوف کا تعلق انتہائی شریف ' علمی اور پاکیزہ خاندان سے تھا، نت نئے مسائل کا خوب استحضار اور فتوی نویسی میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ شرائط اور علل حدیث میں بصیرت انتہاء کو تھی، لوگوں نے ان سے خوب علم حاصل کیا، میں نے بھی ان سے استفادہ کیا اورانہوں نے کئی مرتبہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے اجازت دی۔

موصوف کی ولادت: ۴۴۶ھ میں اور وفات ۵۳۲ھ میں ہوئی۔

(کتاب الصلة ص ۱۳۴ ج ۱۔ ط: دار الکتاب المصری)

شیخ ابوالقاسم بقیۃ الشیوخ' محدث اندلس' فقیہ وقت ابوعبداللہ بن محمد بن الفرج قرطبی مالکی طلاعی (۴۰۴ھ ۴۹۷ھ) کے شاگردوں میں سے تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں رقم طراز ہیں:

’’وکان شدیدا علی أهل البدع ' مجانبا لمن یخوض فی غیر الحدیت ‘‘۔

بدعتیوں کے سخت خلاف تھے، حدیث کے علاوہ دوسری ابحاث میں نہیں پڑتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ص ۱۹۹ ج ۱۹۔ کتاب الصلة ص ۸۲۳ ج ۳)

ابوبکر محمد بن خیر اموی اشبیلی رحمہ اللہ (۵۰۲ھ ۵۷۵ھ) اپنی کتاب جو’’ فہرست ابن

خیر'' کے نام سے مشہور ہے، میں موصوف کی ''کتاب الاحکام'' کی سند ذکر کرتے ہیں، جو اس بات کی شاہد ہے کہ شیخ ابوالقاسم اپنے استاذ ابوعبداللہ محمد بن الفرج رحمہ اللہ کے علوم کے حامل تھے، ملاحظہ ہو:

''كتاب أحكام رسول الله صلى الله عليه وسلم ' تأليف الفقيه أبى عبد الله بن محمد بن فرج رحمه الله ، وكتاب الوثائق المختصرة من تاليفه أيضا ، حدثنى بهما الشيخ أبو القاسم أحمد بن محمد بن بقى رحمه الله قراء ة منى عليه فى منزله ' قال : حدثنى بهما أبو عبد الله محمد بن فرج مؤلفهما رحمه الله قراءةً عليه ''۔

(فہرست ابن خیر ص ۲۴۶، ط: مؤسسۃ الخانجی، القاہرۃ)

اس کے بعد سند کا یہ سلسلہ کدھر جاتا ہے؟ چنانچہ فہرست ابن خیر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فقیہ ابوعبداللہ محمد بن الفرج روایت کرتے ہیں: ابوالولید یوسف بن عبداللہ بن المغیث (۳۳۸ھ ۴۲۹ھ) سے، جن کا تذکرہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

'' الامام الفقيه ' المحدث شيخ الاندلس ' قاضى القضاة ' بقيه الاعيان ''۔

(سیر اعلام النبلاء ص ۵۶۹ ج ۱۷)

اور یہ روایت کرتے ہیں مسند الاندلس ابوعیسی یحی بن عبداللہ اللیثی رحمہ اللہ (متوفی: ۳۶۷ھ) سے اور یہ اپنے والد کے چچا ابومروان عبیداللہ بن یحی لیثی رحمہ اللہ (۲۹۸ھ) سے جن کی قبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ: بقول حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے ''اندلس میں ان کے جنازے سے بڑا کوئی جنازہ نہیں ہوا، حتی کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی ان کے جنازے میں شرکت کی۔ (تاریخ الاسلام ص ۹۷۹ ج ۶، ط: دار الغرب)

اور یہ اپنے والد' راوی مؤطا' فقیہ کبیر یحی بن یحی بن کثیر المصمودی الاندلسی القرطبی

رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۹۸ھ) سے روایت کرتے ہیں، جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، اس سے آگے امام مالک رحمہ اللہ کی سند واضح ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ ابن بشکوال رحمہ اللہ نے اس درود کو اگر چہ تعلیقا ذکر کیا ہے، لیکن سند کا جو ذکر کیا گیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان تک جو حدیث پہنچتی رہی وہ اسی سلسلے کی مرہون منت ہے، جس میں وقت کے بڑے بڑے علماء و محدثین شامل ہیں۔ شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اور آشکارا ہو جاتی ہے، لہذا اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر یہ روایت موضوع و من گھڑت ہوتی تو اس قسم کا سلسلہ اس کو کیسے روایت کرتا؟۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''القول البدیع'' میں ان روایات کی تخریج فرمائی ہے، موصوف اپنے وقت کے محدث، محقق اور حافظ تھے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲) کے شاگردوں میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''هو أمثل جماعتي ''یعنی وہ میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ علل حدیث کے ماہر تھے، علم جرح و تعدیل کی ان پر انتہاء ہو گئی تھی، یہاں تک کہا گیا ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے بعد کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جو ان کی راہ پر چلا ہو۔

قابل غور بات یہ ہے کہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ جیسے بلند پایہ عالم جنہوں نے معتبر و غیر معتبر میں فرق اور ''فتاوی حدیثیہ'' کے بارے میں دو کتابیں لکھیں: ''المقاصد الحسنة'' اور ''الأجوبة المرضية'' وہ کس طرح اپنی کتاب میں ایسی حدیث ذکر کر سکتے ہیں جو

موضوع ہو،اور اسے ذکر کرنا تحقیق کے خلاف ہو۔اس قسم کے محقق سے یہ بات بعید ہے۔

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس حدیث کو موضوع کس نے قرار دیا؟ اب تک ایسی کتاب یا کسی محدث کی عبارت نظروں سے نہیں گذری جس نے اسے موضوع قرار دیا ہو۔

نوٹ:...... ماہنامہ بینات ، رجب المرجب ۱۴۳۷ھ میں مضمون مولانا عبد اللہ گل احمد دیوان صاحب مدظلہ میں مزید تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ہم نے اس مضمون میں اس سے خوب استفادہ کیا ہے۔

جمعہ کے دن بعد عصر درود پڑھنا درست ہے ”فتاوی قاسمیہ“ کا فتوی

سوال:...... جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جو درود شریف: ”اللھم صل علی محمد النبی ، الخ “ ۸۰/مرتبہ پڑھنے کا حکم ہے،ہم اپنی مسجد میں یہ نظام بنانا چاہ رہے ہیں کہ مسجد میں پہلے اعلان کر دیں کہ بھائی عصر کے بعد تسبیح فاطمہ پڑھ لیں، پھر اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لیں، پھر دعا کر کے سب اٹھ جائیں،اگر کسی کو تقاضہ ہو تو وہ صرف تسبیح فاطمہ پڑھ کر اپنی دعا مانگ کر بھی جا سکتا ہے،ہم ایسا کرنا چاہ رہے ہیں،تا کہ اس درود شریف کے ثواب میں سب ہی شریک ہو جائیں،تو کیا ہمارا یہ نظام بنانا صحیح ہے، بدعت وغیرہ تو نہیں ہوگا؟۔

الجواب:......صورت مسئولہ میں ”أحب الاعمال الی اللہ أدومها“۔

(صحیح مسلم ، باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ ، النسخة الهندیة ، ۱/۲۶۶، بیت الافکار ، رقم : ۷۸۳ ، صحیح بخاری ، باب القصد والمداومة علی العمل ، النسخة الهندیة ، ۲/۹۵۷، رقم : ۶۴۶۴، ف:۶۴۶۵)

کے مطابق سابقہ معمول ہی بہتر ہے۔اور مذکورہ نظام بنا کر ایک امر مستحب پر اصرار کرنا

درست نہیں ہے، البتہ لوگوں کے لئے حصول ثواب کا جذبہ قابل قدر ہے، لہذا اپنے وعظ و تقریر میں اس کے فضائل بیان کریں، نظام بنانا درست نہیں ہے۔

''من أصر على أمر مندوب ' وجعله عزما ' ولم يعمل بالرخصة ' فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال ''۔

(مرقاة المفاتيح ، كتاب الصلوة ، باب الدعاء فى التشهد۔مکتبہ امدادیہ، ملتان۔ص۳۵۳ج۲)

(فتاوی قاسمیہ ص۶۵۲ ج۴، بقیہ کتاب العلم، سوال نمبر:۱۴۰۰)

ایک اور سوال کے جواب میں ہے:

الجواب:......ذخیرۂ احادیث میں کوئی درود شریف ('' صلى الله على النبى الامى واله وصلى الله عليه وسلم صلوة وسلاما عليك يا رسول الله '') ایسی نہیں ہے، اور نہ ہی حضور پاک ﷺ سے ثابت ہے، اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، البتہ جمعہ کے دن ایک درود شریف بعد نماز عصر اسی (۸۰) مرتبہ پڑھنا حدیث میں آتا ہے۔

(فتاوی قاسمیہ ص۶۶۴ ج۴، بقیہ کتاب العلم، سوال نمبر:۱۴۱۰)

مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی کا اس حدیث کو نقل کرنا

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد احمد صاحب قاسمی رحمہ اللہ نے بھی اس درود شریف کے پڑھنے کی احادیث کو اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے۔

(الدعاالمسنون ص۵۴۰۔شمائل کبری ص۵۰۵ ج۸)

خاتمہ...... جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے چند فضائل

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت مطلوب ہے

(۱)......عن اوس بن اوس رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ...فأكثروا علَيَّ من الصلوة فيه (أى فی یوم الجمعة)۔

(ابوداؤد، باب تفریع ابواب الجمعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۰۴۶۔نسائی، اکثار الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۱۳۷۵۔

ابن ماجہ، باب فی فضل الجمعة ، ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها ، رقم الحدیث:۱۰۸۵)

ترجمہ:......حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جمعہ کے دن) مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔

جمعہ کے دن مجھ پر امتی کا درود پیش کیا جاتا ہے

(۲)......عن أبی امامة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه و سلم : أكثروا علَيَّ من الصلوة فی كلِّ یوم الجمعة ' فان صلوة اُمّتی تُعرض علَيَّ فی كل یوم الجمعة ، فمن كان أكثرهم علیَّ صلوةً كان أقربهُم مِنّی منزِلةً۔

(الترغیب والترهیب ص۳۲۸ج۲، الترغیب فی اکثار الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم ۔

(شعب الایمان ص۱۱۰ج۳، فضل الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم لیلة الجمعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۰۳۲)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جمعہ کو مجھ پر درود شریف کی کثرت کرو، اس لئے کہ ہر جمعہ کو مجھ پر میری امت کا درود پیش کیا

جاتا ہے، پس جس کا درود مجھ پر زیادہ ہوگا وہ مجھ سے (قیامت کے دن یا ہر وقت) منزل کے اعتبار سے بہت قریب ہوگا۔

دنیا میں جنت دکھانے والا درود

(۳)......عن انس رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلّى عَلَيَّ فى يوم الجمعة ألف مرّةٍ لَمْ يَمُتْ حتّى يرى مقعده من الجنة۔

(خصائص يوم الجمعة ص۷۲، الخصوصية السادسة والستون : الاكثار من الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم يومها و ليلها ، رقم الحديث:۱۸۸)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جوشخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے' وہ جب تک اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے گا، اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی۔

جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کو نہ چھوڑنا

(۴)......عن زيد بن وهب قال : قال لى ابن مسعود رضى الله عنه : لا تدع اذا كان يومُ الجمعة أن تصلِّيَ على النبى صلى الله عليه وسلم الفَ مرةٍ تقول : اللهم صل على محمد و على آل محمد النبى الامىّ۔

(اخرجه ابو نعيم فى الحلية ص۲۳۷ ج۸۔خصائص يوم الجمعة ص۷۲، الخصوصية السادسة والستون : الاكثار من الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم يومها و ليلها ، رقم الحديث:۱۸۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے فرمایا: جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کو نہ چھوڑنا، یہ درود پڑھا کرو: ''اللهم صل على محمد و على آل محمد النبى الامىّ''۔

دنیامیں آزادی جہنم کا پروانہ

خلاد بن کثیر رحمہ اللہ پر جب نزع کا وقت آیا تو ان کے سرہانے ایک پرچہ ملا جس میں لکھا تھا کہ: یہ خلاد بن کثیر کا جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے،لوگوں نے ان کے اہل خانہ سے پوچھا اس کا کیا عمل تھا؟ اہل خانہ نے کہا: ہر جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔(الدعاء المسنون ص ۵۴۱)

جمعہ کے دن درود شریف شفاعت کا سبب ہے

(۵)......عن انس رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : أکثروا علَیَّ الصلوۃ فی یوم الجمعة ولیلة (الجمعة) ' فمن فعل ذلک کنت له شهیدا و شافعا یوم القیامة۔

(شعب الایمان ص ۱۱۱ ج ۳، فضل الصلوۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم لیلة الجمعة ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۰۳۳)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن اور (جمعہ کی) رات مجھ پر درود شریف کی کثرت کرو، جس نے ایسا کیا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ اور شفاعت کرنے والا بنوں گا۔

قیامت کے دن چہرہ پر عجیب نور لانے والا درود

(۶)......عن علی رضی الله عنه قال : من صلّی علی النبی صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة مائة مرّة جاء یوم القیامة وعلی وجهه من النور نور یقول الناس أی شیءٍ کان یعمل هذا۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص آپ ﷺ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف بھیجے گا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ایسا نور چمکتا ہوگا کہ تمام لوگ کہیں گے کہ اس نے ایسا کیا عمل کیا ہے جس سے اس کو یہ مقام ملا ہے۔

(شعب الایمان ص۱۱۲ ج۳، فضل الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۰۳۶)

جمعہ کے دن درود شریف کا نور ساری مخلوق کو کافی ہو جائے

(۷)......عن على رضى الله عنه قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : من صلّى علَيَّ يوم الجمعة مائة مرّة جاء يوم القيامة ومعه نور ' لو قسم النور بين الخلق كلهم لوسعهم۔

(كنز العمال ، الاذكار ، الصلوة عليه وعلى آله عليه الصلوة والسلام ، رقم الحديث:۲۲۴۰)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو وہ قیامت کے دن (اس قدر) نور کے ساتھ آئے گا کہ اگر اس کا نور تمام مخلوق کو تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان کو کافی ہو جائے۔

جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھنے پر سو حاجتوں کا پورا ہونا

(۸)......عن انس بن مالك رضى الله عنه خادم النبى صلى الله عليه وسلم قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : ان أقربكم منِّي يوم القيامة فى كل موطن أكثرهم علىّ صلوة فى الدنيا ، من صلّى على فى يوم الجمعة وليلة الجمعة مائة مرة قضى الله له مائة حاجة ' سبعين من حوائج الآخرة ' و ثلا ثين من حوائج الدنيا ' ثم يو كل

اللـه بذلک ملکا یدخله فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا یخبرنی من صلّی علیّ باسمه و نسبه الی (عشیرته) فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء۔

(شعب الایمان ص۱۱۱ ج۳، فضل الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم لیلة الجمعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۰۳۵۔ کنز العمال ، الاذکار ، الصلوة علیه وعلی آله علیه الصلوة و السلام ، رقم الحدیث:۲۲۳۷/۲۲۴۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا، اللہ تعالی اس کی سو حاجتیں پوری فرمائیں گے، ستر آخرت کی حاجتیں اور تیس دنیا کی حاجتیں پوری فرمائیں گے، پھر اللہ تعالی ایک فرشتہ کو متعین کر دیں گے، جو میری قبر میں (اس درود شریف کو لے کر) اس طرح داخل ہوگا جس طرح تمہارے پاس کوئی ہدایا لے کر حاضر ہوتا ہے، اور وہ مجھے بتلاتے ہیں کہ: کس نے یہ درود شریف بھیجا ہے (بھیجنے والے کا) نام اور اس کے باپ دادا اور خاندان کا نام لے کر پیش کرتا ہے، اور مجھ پر وہ درود شریف سفید صحیفہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

جمعہ کے دن درود پڑھنا شفاعت کا سبب ہے

(۹)......عن عائشة رضی الله عنها قالت :قال النبی صلی الله علیه وسلم : من صلی علَیَّ یوم الجمعة کانت شفاعة له عندی یوم القیامة۔

(کنز العمال ، الاذکار ، الصلوة علیه و علی آله علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث:۲۲۳۹)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر جمعہ کے دن درود شریف پڑھا، یہ اس کے لئے قیامت کے دن میرے پاس

شفاعت بنے گا۔

دوسوسال کے گناہوں کے معاف کرنے والا درود

(۱۰)......عن أبی ذر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من صلّی علیَّ یوم الجمعة مائتی مرّة غفر له ذنب مائتی عام۔

(کنز العمال ، الاذکار، الصلوة علیه و علی آله علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث:۲۲۴۱)

ترجمہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن دوسو مرتبہ درود شریف پڑھے گا، تو اس کے دوسو سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

۷/جمعہ پڑھنے پر شفاعت واجب کرنے والا درود

(۱۱)......من قال :" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ، صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاءً ، وَ لِحَقِّہٖ اَدَاءً ، وَ اَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ، وَ اجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ ، وَاجْزِہٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ ، وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ " من قالها فی سبع جُمَع ، فی کل جمعة سبع مرات ، وجبت له شفاعتی۔(القول البدیع ص۱۲۵، الباب الاول)

جو اس درود شریف کو سات جمعوں تک ہر جمعہ کو سات مرتبہ پڑھے، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں

اس مختصر رسالہ میں چند مثالوں، مثلا: مسح' موزوں کے اوپر کیوں؟ صلوۃ خوف میں عمل کثیر کے باوجود نماز کا درست ہونا، رکوع وسجدہ میں تلاوت قرآن کی ممانعت، حالت طواف میں تلاوت کے بجائے ذکر ودعا کو زیادہ پسند کیا جانا، رمل میں اکڑ دکھلانا، مسجد حرام کو چھوڑ کر منی عرفات اور مزدلفہ میں نماز پڑھنا، سعی میں دوڑ نا مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں' مطاف میں طواف علی القبور، طواف میں کندھا کھولنا، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک دلچسپ واقعہ وغیرہ سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحیم

دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالی کے احکام اور حضرت نبی کریم ﷺ کی اتباع کا نام ہے۔اس وقت ہمارے معاشرہ میں بہت سی باتیں ایسی رائج ہوگئی ہیں جو شکل کے اعتبار سے تو دین ہیں مگر حقیقت میں ان کے پیچھے دل کی چاہت اور اپنا شوق پورا کرنا مقصود ہے، مثلا:

(۱)......قاری امام (جو عامۃً عالم نہیں ہوتا) لمبی لمبی (مسنون قراءت کے خلاف) نمازیں پڑھاتا ہے، اور اسے سنت قراءت کا نام دیتا ہے، حالانکہ امام کو تخفیف کا حکم ہے۔

(۲)......آجکل بعض ائمہ جمعہ وعیدین میں لمبا لمبا خطبہ پڑھتے ہیں، حالانکہ احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

(۳)......عیدگاہ میں نماز کا شوق ہے، مگر عیدگاہ کی سنیت کی ادائیگی مفقود۔مسئلہ یہ ہے کہ: قصبات اور بڑے گاؤں میں عیدگاہ بستی کے حدود سے باہر ہونی چاہئے، اگر عیدگاہ بستی کی حدود میں ہو تو عیدگاہ کی سنیت ادا نہیں ہوتی، عیدگاہ کا بستی کی حد سے باہر ہونا ضروری ہے، البتہ بڑے شہروں میں اس کی اجازت ہے کہ عید کی نماز شہر کے درمیان کسی میدان میں ادا کی جائے، اور اس سے عیدگاہ کی سنیت ادا ہو جائے گی۔

(۴)...... جنازہ اور تعزیت میں شرکت کا شوق ہے، اس کے لئے دور دور تک اسفار ہو رہے ہیں، دیر دیر تک بیٹھے رہتے ہیں، مگر اہل خانہ کی تکلیف کا خیال نہیں ہوتا۔

(۵)......نماز جنازہ میں شرکت کے لئے تاخیر گوارہ ہے، مگر میت اور اہل خانہ کی تکلیف اور شریعت کے حکم کی پامالی کا خیال نہیں ہوتا۔

(۶)......قبروں کو پختہ بنانے،ان پر شاخیں لگانا،ان پر کتبے لگانے کا شوق ہے،مگر شریعت کی تعمیل کا خیال نہیں۔

(۷)...... بزرگوں کو مدرسہ یا خانقاہ میں دفن کرنے کا شوق ہے،مگر شریعت کی منشاء کا پاس نہیں۔

(۸)......زکوۃ وصدقات کی ادائیگی میں شوق پورا کیا جاتا ہے،اور نہ دینے کی جگہوں پر مال خرچ کیا جاتا ہے،اوراعزہ واقارب اورضرورت کی جگہوں کومحروم رکھا جاتا ہے۔

(۹)......بعض لوگوں کوشوق میں پیدل حج کرتے دیکھا گیا،مگراس کے نتیجہ میں جوتھکاوٹ ہوئی توبقیہ ایام بیماری میں گذرے،یاضعف میں اوراعمال سے محروم رہے۔

(۱۰)......ایک شخص نکاح کے بعد ولیمہ کرتا ہے،اور کہتا ہے کہ یہ سنت ہے،مگراس میں اسراف کرتا ہے،اوردین کے کئی احکام سے اعراض کرتا ہے۔

(۱۱)......امت کا ایک طبقہ جلسے وجلوس کا شوق پورا کررہا ہے،اوراسے دین سمجھتا ہے،مگر اس کے نتیجے میں جواوروں کوتکلیف پہنچ رہی ہے،(راستہ بند کردینا،غلط جگہوں پرسواریاں پارک کرنا،راتوں کو دیرتک مائک کی آواز سے سونے والوں اورمریضوں کوتکلیف پہنچانا وغیرہ)اس کی طرف نظرنہیں جاتی۔

(۱۲)...... دینی شعبوں میں وقت لگانے کا شوق ہے،مگراس شوق کو پورا کرنے میں بیوی (اوربعض مرتبہ والدین) کےحقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی جاتی ہے۔

(۱۳)......شیخ اور پیرومرشد کی اتباع اوران کی خدمت کا شوق ہے،مگراس کی ادائیگی میں بعض مرتبہ والدین اوربیوی بچوں کےحقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی جاتی ہے۔

(۱۴)...... بزرگوں اوراپنے بڑوں سے مشورہ کا شوق ہے،مگر والدین سے اعراض کرکے

ان کو تکلیف پہنچائی جارہی ہے۔

یہ چند مثالیں بلا کسی خاص غور وفکر کے قلم پر آ گئیں، ورنہ تتبع سے اس میں مزید اضافوں کی گنجائش ہے۔اس لئے خیال آیا کہ چند اوراق میں اس موضوع پر کچھ لکھوں، اللہ تعالی اس تحریر کو نافع ومفید بنائے، اور ہمیں ہر کام میں دین اور دین کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۷/ذی قعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۷/جولائی ۲۰۲۲ء

بروز جمعرات

مسح، موزوں کے اوپر کیوں؟

(ایک)......عن علی رضی الله عنه قال : لو كان الدِّينُ بالرّأيِ لكان اسفلُ الخُفِّ أولى بالمسح مِن أعلاه ، وقد رأيتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يَمسَح على ظاهر خُفَّيه۔(ابوداؤد، باب كيف المسح ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۶۲)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر دین میں (صرف رائے اور) عقل کو دخل ہوتا تو موزے کے نچلے حصے کو اوپر کے حصہ پر مسح میں ترجیح دی جاتی، مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرماتے تھے۔

تشریح:......معلوم ہوا شریعت کا دارومدار صرف ہماری عقل پر نہیں، لیکن ہماری شریعت خلاف عقل بھی نہیں، بہت سی باتیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں وہ خلاف عقل نہیں بلکہ ہماری عقل کا قصور ہے۔ لہذا عاقل اور مؤمن کو چاہئے کہ صرف عقل کا تابع نہ بنے، بلکہ شریعت کا تابع بنے۔

مسح میں نیچے حصے کے انتخاب کی ایک وجہ ''اسرار شریعت'' میں یہ لکھی ہے:

اگر مسح موزہ کے نیچے کی جانب مشروع ہوتا تو بڑا حرج تھا، کیونکہ نیچے کی جانب مسح کرنے میں زمین پر چلتے وقت موزوں کے گرد وغبار سے آلودہ ہونے کا گمان غالب ہے۔

(اسرار شریعت ص۸۰ ج۱)

صلوۃ الخوف شریعت میں مشروع ہے، چاہے سمجھ میں نہ آئے

(دو)......نماز میں خشوع وخضوع مطلوب ہے، اور نماز میں عمل کثیر مفسد نماز ہے، مگر صلوۃ الخوف میں عمل کثیر کیا جاتا ہے، اور اس سے نماز میں کوئی نقص نہیں آتا، عقل کا تقاضہ ہے کہ نماز خوف کے اعمال (نماز میں چلنا' آنا جانا وغیرہ) عمل کثیر میں شمار ہو کر نماز کے فساد کا حکم لگایا جائے، مگر یہ اپنی سمجھ ہے، شریعت کا حکم ایسا نہیں۔

صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ

صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ: فوج کے دو حصے کئے جائیں، ایک حصہ دشمن کے مقابل کھڑا ہو اور دوسرے حصہ کو امام اگر مسافر ہے تو ایک رکعت اور مقیم ہے تو دو رکعتیں پڑھائے، پھر یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے مقابل تھی وہ آکر صف بنائے اور نماز شروع کرے۔ پھر امام اس جماعت کو مسافر ہو تو ایک اور اگر مقیم ہو تو دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے، امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ جماعت سلام پھیرے بغیر دشمن کی طرف چلی جائے، اور پہلی جماعت واپس آئے اور صف بنا کر لاحق کی طرح یعنی قراءت کے بغیر مسافر ہو تو ایک رکعت اور اگر مقیم ہو تو دو رکعت پڑھ کر نماز پوری کرے، پھر وہ دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت آئے اور وہ صف بنا کر مسبوق کی طرح یعنی قراءت کے ساتھ بقیہ نماز پوری کرے۔ (تحفۃ القاری ص ۲۶۵ ج ۳)

(۱)......انّ عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : غزوتُ مع رسول الله صلی الله علیه وسلم قِبَلَ نَجْدٍ فوازَیْنا العدوَّ فصافَفْنا لهم ' فقام رسول الله صلی الله علیه و سلم یُصلّی لنا ' فقامت طائفة معه تصلی و أقبلتْ طائفة علی العدو ' ورکع رسول الله صلی الله علیه وسلم بمن معه و سجد سجدتین ' ثم انصرفوا مکان الطائفة الّتی

لم تُصلِّ فجاؤا فركع رسول الله صلى الله عليه وسلم بهم ركعة و سجد سجدتين ثم سلّم ، فقام كل واحد منهم فركع لنفسه ركعةً و سجد سجدتين۔

(بخاری، باب صلوة الخوف ، كتاب الخوف ، رقم الحديث:۹۴۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کے غزوہ (ذات الرقاع) میں شرکت کی، پس ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا، پھر ہم نے ان کے لئے صفیں بنائیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر ہمیں نماز پڑھائی، پس ایک جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے رہی، جو جماعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی اس کے ساتھ آپ ﷺ نے رکوع کیا اور دوسجدے کئے، پھر وہ لوگ اس جماعت کی جگہ چلے گئے جو دشمن کے سامنے تھی اوراس نے نماز نہیں پڑھی تھی، پھر وہ لوگ آ گئے، پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ رکوع کیا اور دوسجدے کئے، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا، پھر ان میں سے ہر جماعت کھڑی ہوئی اوراس نے اپنا اپنا رکوع کیا اور دوسجدے کئے۔

عید کے دن روزہ

(تین)......عید کے دن کوئی چاہے کہ آج تو بابرکت اور عید کا دن ہے میں تو اس خوشی کے شکریہ میں روزہ رکھوں گا، تو یہ اس کا شوق ہے، دین نہیں، اس دن رزوہ رکھنا منع ہے۔

(ا)......نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن صوم يوم الفطر والنحر، الخ۔

(بخاری، باب صوم یوم الفطر ،كتاب الصوم ، رقم الحديث:۱۹۹۰)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا:

رکوع وسجدہ میں تلاوت قرآن کی ممانعت

(چار)......قرآن کریم کو تو دیکھنا بھی کار ثواب ہے، اس کو پڑھنا اور اس کو سننا تو اعظم عبادات میں سے ہے، مگر بعض اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کو پسند نہیں کیا گیا، مثلا: حالت رکوع میں کوئی یہ سوچ کر کہ سب سے اعلی ذکر تو تلاوت ہے میں بجائے تسبیح رکوع کے چند آیات پڑھوں گا، اسی طرح حالت سجدہ میں بجائے سجدہ کی تسبیح کے چند آیات پڑھوں گا تو یہ اس کا اپنا قیاس ہے، اس وقت میں بجائے قرآن کریم کی آیات کے تسبیح پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت آئی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''انی نُهيت ان اقرأ القرآن راكعا أوساجدا''۔

(مسلم، باب النهی عن قراءة القرآن فی الركوع والسجود، كتاب الصلوة، رقم الحديث: ۴۷۹)

ترجمہ:......میں رکوع اور سجدہ میں قرآن کریم کی تلاوت سے روک دیا گیا ہوں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع یا سجدہ کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت سے منع فرمایا ہے۔

''نهانی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قراءة القرآن وانا راكع أوساجد''۔

(مسلم، باب النهی عن قراءة القرآن فی الركوع والسجود، كتاب الصلوة، رقم الحديث: ۴۸۰)

مطاف میں طواف علی القبور

(پانچ)......اسلام میں قبر کی توہین اور اس کو روندنا منع ہے، احادیث میں اس کی صراحت آئی ہے، مگر مطاف کے نیچے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا مدفون ہیں، مگر شریعت مطہرہ کا منشا یہی ہے کہ آدمی مطاف میں طواف کرے گا، اب کوئی کہے کہ میں تو مطاف میں طواف نہیں کرتا، اس لئے کہ یہاں تو قبریں ہیں، اور شریعت میں قبروں کو روندنے اور ان پر بیٹھنے اور ان پر ننگے پاؤں یا جوتوں سمیت چلنے کی ممانعت ہے، تو یہ اس کا اپنا شوق ہے، اس کی اپنی سمجھ ہے، دین نہیں۔ قبر کی تعظیم کے مطلوب اور توہین کی ممانعت پر احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)......عن أبی مرثد الغنوی رضی الله عنه ، قال : قال رسول الله صلی الله علیه و سلم : لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها۔

ترجمہ:......حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھو۔

(۲)......عن ابی هریرة رضی الله عنه ، قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لان یجلسَ احدُکم علی جمرةٍ فتحرق ثیابه ، فتخلُص الی جلده ، خیر له من ان یجلس علی قبر۔

(مسلم، فصل فی النهی عن الجلوس علی القبر والصلوة الیه ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۹۷۱/۹۷۲)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری پر بیٹھ جائے اور اس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور

آگ اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ اس کے حق میں قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

(۳)......عن جابر رضی الله عنه قال : نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبر، وان یقعد علیه ، وان یبنی علیه۔

(مسلم، باب النهی عن تجصیص القبر والبناء علیه ،کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۹۷۰)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبر پر چونہ لگانے اوراس پر بیٹھنے اوراس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔

(۴)......عن عمارة بن حزم رضی الله عنه قال : رآنی رسول الله صلی الله علیه و سلم جالسا علی قبر ، فقال: یا صاحب القبر انزل من علی القبر، لاتؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک۔

(مجمع الزوائد ص۱۴۶ ج۳، باب البناء علی القبور والجلوس علیها وغیر ذلک ، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۴۳۲۱)

ترجمہ:......حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: اے قبر والے! قبر سے اتر جاؤ اور قبر والے کو ایذا نہ دو، وہ تمہیں ایذاء نہیں دیتا۔

(۵)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال : لان اطأ علی جمرة ، احب الیّ من أن أطأ علی قبر مسلم۔

(مجمع الزوائد ص۱۴۷ ج۳، باب المشی علی القبور ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۴۳۲۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں کسی انگارے پر چلوں یہ میرے لئے زیادہ بہتر ہے اس سے کہ میں کسی مسلمان کی قبر کو روند ڈالوں۔

(۶)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : لان اطأ على جمرة ، احب الیّ من أن أطا على قبر۔

(كنز العمال ، زيارة القبور ، والموت واحوال تقع بعده ، رقم الحديث:۴۲۵۶۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں کسی انگارے پر چلوں یہ میرے لئے زیادہ بہتر ہے اس سے کہ میں کسی قبر کو روند ڈالوں۔

(۷)......عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان امشی علی جمرة او سيف ' أو اخصِفَ نعلی بِرِجْلی ، احب الیّ من أن امشی على قبر مسلم، وما ابالی اوسط القبور قضيتُ حاجتی ، أو وسط السّوق۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی النهی عن المشی على القبور والجلوس عليها ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۵۶۷)

ترجمہ:......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں کسی انگارے یا تلوار پر چلوں، یا اپنے جوتے کو اپنے پاؤں سے سی لوں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں، اور میں قبروں کے درمیان قضائے حاجت کروں، یا بازار کے درمیان مجھے کوئی پروانہیں ہے۔

تشریح:......یعنی جیسے بازار کے درمیان قضائے حاجت کرنا شریف لوگوں کا کام نہیں، اس لئے کہ اس میں بے حیائی اور کشف ستر ہے، اسی طرح قبروں کے درمیان یہ کام کرنا مناسب نہیں۔

(۸)......ثم حانت من رسول الله صلى الله عليه وسلم نظرة ، فاذا رجل يمشی فی القبور عليه نعلان ، فقال : يا صاحب السِّبْتِيَّتَيْنِ ! ويحک أَلْقِ سبتيتيک ، فنظر

الرجل، فلما عرف رسول الله صلى الله عليه وسلم خلعهما فرمى بهما۔

(ابوداؤد، باب المشي بين القبور في النعل ،كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۳۲۳۰۔نسائی، كراهية المشي بين القبور في النعال السبتية ،كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۲۰۵۰۔ابن ماجہ، باب ما جاء في خلع النعلين في المقابر ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۵۶۸)

ترجمہ:......آپ ﷺ کی نظر ایک شخص پر پڑی جو قبروں کے درمیان جوتوں سمیت گذر رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے! تجھ پر افسوس ہے، اپنے جوتے اتار لے، اس نے آپ ﷺ کی جانب دیکھا تو پہچان لیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک دیئے۔

(۹)......عن عصمة رضي الله عنه قال : نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى رجل يمشي في نعليه بين المقابر ، فقال : يا صاحب السبتية ! اخلع نعليك۔

(مجمع الزوائد ص۱۴۷ ج۳، باب المشي على القبور في النعال ،كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۴۳۲۳۔معجم طبرانی کبیر ص۱۸۵ ج۱۷، من اسمه عصمة ، عصمة بن مالك الخطمي ، رقم الحديث:۴۵۹)

ترجمہ:......حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ قبروں کے درمیان اپنے جوتوں کے ساتھ چل رہا ہے، تو فرمایا: اے جوتوں والے! اپنے جوتے اتار لے۔

نوٹ:......مطاف میں کئی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کی قبور کا تاریخی روایات میں ذکر ملتا ہے۔

(۱)......قال صلى الله عليه وسلم : انّ حول الكعبة لقبور ثلا ثمائة نبي ، وان ما بين

الرکنین الیمانیین لقبور سبعین نبیا۔

(التشویق الی البیت العتیق ص۳۲۹، الباب الثامن والعشرون فی فضیلة المقام بمکة، والحث علی ملازمتها، و بیان دلیل من نهی من العلماء عن المجاورة، وذهب الی القول بکراهتها)

ترجمہ:......آپ ﷺ نے فرمایا: کعبہ شریف کے ارد گرد تین سو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی قبور ہیں، اور رکنین یمانیین (حجر اسود اور رکن یمانی) کے درمیان ستر (۷۰) انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی قبور ہیں۔

(۲)......عن محمد بن سابط قال: مات هود و نوح و صالح و شعیب بمکة، فقبورهم بین زمزم والحِجر، وکان النبی اذا هلکت امّته لحق بمکة، فیتعبد فیها ومن معه حتی یموت۔

(القِری لقاصد امّ القُری ص۶۵۴، ذکر أعیان المدفونین فی المسجد الحرام)

ترجمہ:......حضرت محمد بن سابط رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ھود، حضرت نوح، حضرت صالح، اور حضرت شعیب علیہم الصلوۃ والسلام کی وفات مکہ معظّمہ میں ہوئی، اوران کی قبریں زمزم اور حجر (خانہ کعبہ کا شمالی گوشہ جو حطیم میں داخل ہے) کے درمیان میں ہیں۔ اور جب (کسی) نبی کی امت ہلاک ہوتی تھی تو وہ نبی مکہ مکرمہ تشریف لے آتے اور وہاں عبادت خداوندی میں مصروف رہتے، اوران کے متبعین بھی، یہاں تک کہ وہیں ان کا وصال ہوتا۔

(۳)......وعنه قال: ما بین المقام والرکن و زمزم قبر تسعة و تسعین نبیا، وان قبر هود و صالح و شعیب واسماعیل فی تلک البقعة۔

(القِری لقاصد امّ القُری ص۶۵۴، ذکر أعیان المدفونین فی المسجد الحرام)

ترجمہ:......اورانہیں سے روایت ہے کہ: مقام ابراہیم اور رکن (یمانی یا حجر اسود) اور زمزم

(کے کنویں) کے درمیان ننانوے (۹۹) انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی قبور ہیں۔ اورحضرت ھود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت اسماعیل علیہم الصلوۃ والسلام کی قبریں بھی اسی بقعہ (اورحصہ) میں ہیں۔

(۴)......وقال اسحاق : لما توفی اسماعیل دفن فی الحِجر مع امه یزعمون انها فیه دفنت۔(القِری لقاصد امّ القُری ص۶۵۴ ، ذکر أعیان المدفونین فی المسجد الحرام)

ترجمہ:......حضرت اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال ہوا تو وہ اپنی والدہ ماجدہ (حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا) کے ساتھ حجر (خانہ کعبہ کا شمالی گوشہ جو حطیم میں داخل ہے- کے قریب) دفن ہوئے، لوگوں کا گمان ہے کہ ان کی والدہ بھی وہیں مدفون ہیں۔

(۵)......وعن صفوان بن امیة الجمحی قال : حفر ابن الزبیر الحِجر ' فوجد سفَطا من حجارة خضر (أخضر) فسأل قریشا عنه ' فلم یجد عند احد منهم علما ، فأرسل الی أبی فساله ' فقال : هذا قبر اسماعیل علیه السلام ، فلا تحرکه ، فترکه۔

(القِری لقاصد امّ القُری ص۶۵۴ ، ذکر أعیان المدفونین فی المسجد الحرام)

ترجمہ:......حضرت صفوان بن امیہ جمحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجر کی کھودائی کی، تو وہاں سے ایک سبز پتھر کی ٹوکری ملی، قریش سے اس معاملہ میں تحقیق کی، تو ان میں سے کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں تھا، تو انہوں نے میرے والد (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) کے پاس کسی کو بھیج کر سوال کیا، انہوں نے فرمایا: یہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر (کی مٹی) ہے، اس کو نہ چھیڑو، چنانچہ اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔

(٦)......عن عمر بن عبد العزيز قال : شكى اسماعيل عليه السلام الى ربه حَرَّ مكة فأوحى الله تعالى اليه : انى أفتح لک بابا من الجنة فى الحِجر ' يجرى عليک منه الرَوْحُ الى يوم القيامة ' وفى ذلک الموضع توفى ،

قال خالد المخزومى : ان ذلک الموضع ما بين الميزاب الى باب الحِجر الغربى ، وفيه قبره۔

(القِرى لقاصد امّ القُرى ص۶۵۴، ذكر أعيان المدفونين فى المسجد الحرام)

ترجمہ:......حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ و السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے مکہ مکرمہ کی گرمی کی شکایت کی، تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ: میں حجر میں تیرے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دوں گا، وہاں سے قیامت تک ہوا چلتی رہے گی۔ اسی حجر جگہ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت خالد مخزومی فرماتے ہیں: یہ جگہ حجر غربی اور میزاب رحمت کے درمیان ہے، اور اسی میں ان کی قبر ہے۔

حالت طواف میں تلاوت کے بجائے تسبیح اور ذکر ودعا کو زیادہ پسند کیا گیا

(چھ)......اسی طرح حالت طواف میں تلاوت کے بجائے تسبیح اور ذکر ودعا کو زیادہ پسند کیا گیا۔کوئی اشکال کرے کہ:عقل کا تقاضہ ہے کہ طواف جیسے اہم عمل میں سب سے اعلی ذکر (یعنی) قرآن کریم کی تلاوت افضل ہے، یہ اپنا خیال اور شوق ہے،فقہاء کی صراحت یہ ہے:''فتح القدیر''میں ہے:

''عن ابی حنیفة رحمه الله : لا ینبغی للرجل ان یقرأ فی طوافه ، ولا بأس بذکر الله ، وصرح المصنف فی التجنیس : بانّ الذکر افضل من القراء ة فی الطواف..... والحاصل ان هدی النبی صلی الله علیه وسلم هو الافضل ، ولم یثبت عنه فی الطواف قراء ة ، بل الذکر، وهو المتوارث عن السلف والمجمع علیه فکان اولی''۔

(فتح القدیر ص۳۹۰ج۲، کتاب الحج ، وهذه فروع تتعلق بالطواف)

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ: آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ طواف میں قرآن کریم کی تلاوت کرے، ہاں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اور مصنف نے تجنیس میں صراحت کی ہے کہ:طواف کرتے ہوئے ذکر میں مشغول ہونا قرآن مجید کی تلاوت سے افضل ہے،(اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کے طواف میں ایسا ہی کیا تھا)اور آپ ﷺ کا طریقہ ہی افضل ہے،اور طواف میں تلاوت کرنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، بلکہ ذکر ہی ثابت ہے،اور یہی طریقہ سلف صالحین سے متوارث اور رائج ہے،اوراس پر اجماع ہے،پس یہی اولی ہے۔

امام رافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

غیر ماثور دعا کی نسبت تلاوت قرآن مجید افضل ہے،البتہ صحیح قول کے مطابق ماثورہ دعا

قراءت سے افضل ہے۔(شرح مہذب ص۶۰ ج۸۔عمدۃ المناسک ص۳۷۰)

''شامی''میں ہے:''وعن ابی حنیفة رحمه الله :لا ينبغى للرجل ان يقرأ فى طوافه ولا بأس بذكر الله تعالى، الخ ''۔

(شامی ص۵۱۰ ج۳، كتاب الحج ، مطلب : فى طواف القدوم ، ط: دار الباز ، مكة المكرمة)

''غنیۃ الناسک''میں ہے:''وعن ابى حنيفة رحمه الله : ما يدل على كراهة القراء ة فى الطواف ''۔

(غنیۃ الناسک ص۶۵، فصل: واما سنن الطواف ، مسئلة : الذكر افضل من القراء ة فى الطواف)

طواف میں کندھا کھولنا

(سات)......شریعت مطہرہ میں لباس کی بڑی اہمیت ہے، اور لباس بھی وہ جس میں ستر عورت ہی نہیں، بلکہ پورے بدن کو چھپایا جائے، حتی کہ سر کو ننگا رکھنے کو شریعت نے پسند نہیں فرمایا، اسلام میں ٹوپی یا عمامہ کی بڑی اہمیت ہے، مگر جس طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو مردوں کے لئے اس میں اضطباع کو مسنون قرار دیا۔ کوئی اپنی عقل دوڑائے اور کہے کہ میں تو اضطباع نہیں کرتا، اس لئے کہ مکہ مکرمہ جیسا عظیم شہر، مسجد حرام جیسی حرمت والی مسجد، مطاف جیسی مبارک جگہ، اور طواف جیسا عمل، پھر وہاں مستورات کا بھی اجتماع، میں ایسا عمل نہیں کرسکتا تو یہ اس کا اپنا شوق ہے، دین نہیں ہے۔

اضطباع:......کا معنی ہے: احرام کی چادر کو دائیں بغل سے نکال کر بایاں کندھا کھول لیں۔

''واعلم ان الاضطباع سنة فی جمیع اشواط الطواف''۔

(مناسک ملاعلی قاری ص۱۲۹)

''واذا أراد أن یبتدأ به ینبغی ان یضطبع قبله بقلیل بأن یجعل وسط ردائه تحت اِبطه الأیمن، ویلقی طرفیه علی کتفه الأیسر، ویکون منکبه الأیمن مکشوفا، وهو سنة فی کل طواف بعده سعی''۔

(غنیۃ الناسک ص۹۹، فصل فی صفة الابتداء بالحجر والأسود)

آپ ﷺ نے بھی طواف کے وقت اضطباع فرمایا، حدیث شریف میں ہے:

(۱)......عن یعلیٰ رضی الله عنه قال: طاف النبی صلی الله علیه وسلم مُضْطَبِعا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ۔

ترجمہ:......حضرت یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے سبز چادر میں

اضطباع کئے ہوئے طواف فرمایا۔

(ابوداؤد، باب الاضطباع فی الطواف ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۸۸۳۔ترمذی، باب ما

جاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاف مضطبعا ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۸۵۹)

(۲)......عن ابن عباس رضی اللہ عنهما : انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابُہ اعتمروا من الجِعِرَّانة فرملوا بالبیت ' وجعلوا أرْدِیَتَهم تحت ابَاطِهم ثم قذفوها علی عَواتِقِهم الیُسری۔

(ابوداؤد، باب الاضطباع فی الطواف ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۸۸۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (مقام) جعرانہ سے (احرام باندھ کر) عمرہ کیا، بیت اللہ (میں طواف کے وقت) رمل کیا، اورانہوں نے اپنی بغلوں کے نیچے سے چادروں کونکالا پھر چادروں کو بائیں کندھوں پرڈال دیا، (یعنی اضطباع کیا)۔

رمل میں تکبر

(آٹھ)......دین میں کبر اور تکبر کی بڑی مذمت آئی ہے، اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، مگر طواف کے دوران رمل کا حکم ہے، اس میں اپنے آپ کو قوی اور مضبوط دکھانا ہے، اور لوگوں کو دکھانا مقصود تھا کہ ہم کمزور نہیں، گویا یہاں بڑائی دکھانا عبادت ہے۔ کوئی اشکال کرے کہ: میں تو مطاف کی بابرکت جگہ پر اور طواف کے عظیم عمل میں ایسا کام نہیں کروں گا۔ یہ اپنا نظریہ اور خیال ہے، دین کی تعلیم ایسی نہیں۔

معلوم ہوا کہ دین اپنے شوق کے پورا کرنے کا نام نہیں، دین شریعت مطہرہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا نام ہے۔

رمل کی تعریف، اس کا حکم اور اس کی مشروعیت

مسئلہ:......رمل یہ ہے کہ: جھپٹ کر تیزی سے چلے، اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے، اور مونڈھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا اور سینہ تان کر چلے۔

(عمدۃ المناسک ص۳۶۰)

رمل کا مطلب قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیز رفتاری سے کندھوں کو ذرا ہلاتے ہوئے چلنا ہے، دوڑنا نہیں، چنانچہ ''شرح احیاء'' میں ہے: ''الاسراع فی المشی مع تقارب الخطا''۔ (شرح احیاء ص۵۱۶ ج۵)

''عمدۃ القاری'' میں ہے: ''ھو سرعة المشی مع تقارب الخطوة ...ان یحرک الماشی منکبیه لشدة الحرکة فی مشیه''۔ (عمدۃ القاری ص۲۴۸ ج۹)

''ہدایہ'' میں ہے: ''الرمل ان یهز فی مشیته الکتفین''۔

(ہدایہ ص۲۶۱ ج۱، باب الاحرام، کتاب الحج)

پس رمل کے مفہوم میں تین امور ہوئے: ہلکی تیز رفتاری، کندھوں کو ذرا حرکت دینا، قدم ذرا قریب قریب رکھنا۔ (شمائل کبری ص۱۶۶ ج۱۲)

مسئلہ:......جمہور امت کے نزدیک آفاقی اور مکی دونوں کے لئے رمل مسنون ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک مکی کے لئے رمل مسنون نہیں۔ (انوار مناسک ص۳۷۳)

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم وأصحابُه فقال المشركون : اِنّه يَقْدَمُ عليكم وَفْدٌ وَهَنَهُم حُمَّى يثرِبَ ، فأمرهم النبی صلی الله علیه وسلم ان يرمُلُوا الأشواطَ الثلاثة وان يمشوا ما بين الرُّكنين ' ولم يَمْنَعْه أن يأمُرَهم أن يَرْمُلوا الاشواط كلّها الا الاِبْقاءُ عليهم۔

(بخاری، باب : كيف كان بدء الرمل ؟ كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۶۰۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم (مکہ مکرمہ) آئے تو مشرکین نے کہا: تمہارے پاس ایسا وفد آیا ہے جس کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ: وہ طواف کے (پہلے) تین چکروں میں رمل کریں، اور دو رکنوں کے درمیان (عام رفتار سے) چلیں۔اور آپ ﷺ کو تمام چکروں میں رمل کا حکم دینے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا بجز اس کے کہ سہولت آپ ﷺ کے پیش نظر تھی۔

تشریح:......یعنی تمام چکروں میں رمل کا حکم دینے سے آپ ﷺ کو نہیں روکا مگر ان پر شفقت نے، اگر سارے چکروں میں رمل کی مشروعیت ہوتی تو مشکل ہو جاتا، اس لئے تین چکروں میں رمل کو مشروع کیا، اور باقی میں مسنون نہیں۔ (انعام الباری ص۲۵۰ ج۵)

سعی میں دوڑ نا مردوں کے لئے ہے

(نو)......صفا' مروہ کی سعی کے درمیان میلین اخضرین کے درمیان دوڑ نا سعی کی سنن میں سے ہے۔(عمدۃ المناسک ص ۴۱۰)

نبی کریم ﷺ نے بھی صفا و مروہ کی سعی کے وقت میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر یہ سنت ادا فرمائی ہے:

(۱)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا طاف الطواف الاوّلَ خَبَّ ثلاثا و مشی أربعا ، وکان یسعی بطن المَسِیْلِ اذا طاف بین الصّفا والمروۃ۔

(بخاری، باب : ما جاء فی السعی بین الصفا والمروۃ ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۶۴۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف فرماتے تو تین چکروں میں دوڑتے اور چار چکروں میں (معمول کی رفتار سے) چلتے، اور بطن المسیل (دو سبز ستونوں کے درمیان نالے کے نشیب) میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے تھے۔

صفا و مروہ کے درمیان اس طرح دوڑنے کا سبب حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کی اس دوڑ کی مشابہت اختیار کرنا ہے جب وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کے خورد نوش کے لئے اور پانی کی تلاش میں کبھی صفا پہاڑی پر اور کبھی مروہ پر چڑھتیں، جب نشیب میں گذرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام نظر سے اوجھل ہو جاتے تو دوڑ کر گذرتیں، اس طرح سات چکر لگائے، اللہ تعالی کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اسے حج اور عمرہ کا عمل قرار دیا۔

''ترمذی شریف'' کی روایت میں اور ایک وجہ بھی آئی ہے:

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اِنّما سعی رسولُ الله صلی الله علیه وسلم بالبیت و بین الصّفا والمروة لِیُرِیَ المشرکین قُوَّتَهُ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی السعی بین الصفا والمروة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۸۵۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اور صفا و مروہ کی سعی کرتے وقت اس لئے دوڑتے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھلائیں۔

تشریح:......جب نبی کریم ﷺ عمرة القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین مسلمانوں کا طواف اور سعی دیکھنے کے لئے جبل قیقعان پر جمع ہو گئے تھے، کیونکہ ان کو خبر پہنچی تھی کہ مدینہ کے بخار نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طواف میں رمل کرنے کا حکم دیا، جب مشرکین نے مسلمانوں کو اکڑ کر طواف کرتے دیکھا تو دنگ رہ گئے اور یہ کہہ کر وہاں سے ہٹ گئے کہ کون کہتا ہے: مسلمان کمزور ہو گئے ہیں؟ پھر جب آپ ﷺ سعی کے لئے صفا پر تشریف لے گئے تو کچھ اور مشرکین جنہوں نے طواف کا منظر نہیں دیکھا تھا اس پہاڑ پر آ بیٹھے، وہاں سے دو ہرے نشانوں کے درمیان کا حصہ نظر آتا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس حصہ میں دوڑیں، جب کفار نے مسلمانوں کو اس حصہ میں دوڑتے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ مسلمان صفا و مروہ کے درمیان پورا چکر دوڑتے ہوئے سعی کرتے ہیں، پس وہ حیران رہ گئے، کیونکہ صفا و مروہ کے درمیان کا فاصلہ کچھ کم نہیں ہے، یہ تھی دو ہرے نشانوں کے درمیان دوڑنے کی وجہ۔ (تحفۃ الالمعی ص۲۶۳ ج۳)

اور میلین اخضرین کے درمیان دوڑ نا سعی میں مسنون ہے۔اب عقل کا تقاضا ہے کہ یہ دوڑ نا چونکہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کی نقل ومشابہت ہے،تو اس کا حکم عورتوں کے لئے ہونا چاہئے ،مگر یہ دوڑ نا عورتوں کے لئے مسنون نہیں،صرف مردوں کے لئے مسنون ہے، اب کوئی عورت سوال کرے کہ: میں تو ضرور دوڑوں گی،اس لئے کہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا دوڑی تھیں،تو یہ اس کا اپنا خیال اور شوق ہے،شریعت کا حکم نہیں۔معلوم ہوا دین اپنی سمجھ اور شوق پورا کرنے کا نام نہیں،اتباع شریعت کا نام ہے۔

مسئلہ:......عورتیں میلین اخضرین پر بھی تیز رفتاری سے نہیں چلیں گی۔''شرح مناسک'' میں ہے:یہ دوڑنے کا عمل مردوں کے ساتھ مخصوص ہے:''المخصوص بالرجال هو الاسراع بين الميلين''۔(شرح مناسک ص۱۷۲)

عورتیں بھی دوسبز ستونوں کے درمیان مردوں کی طرح دوڑنے لگ جاتی ہیں، یہ خلاف شرع ایک ممنوع اور قبیح امر کا ارتکاب ہے۔(شمائل کبری ص۲۱۳/۲۱۸ ج۱۲)

منی، عرفات اورمزدلفہ میں نماز پڑھنا شریعت کا حکم ہے

(دس)......حج کے دوران اللہ تعالی کا حکم ہے کہ ہر حاجی: منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں جائے اور وہاں دن اور رات کا ایک حصہ گذارے، ۸/ذی الحجہ کی ظہر سے نویں کی فجر تک کی پانچ نمازیں میدان منی میں اور ظہر وعصر کی نمازیں میدان عرفات میں اور مغرب وعشاء کی نمازیں میدان مزدلفہ میں ادا کریں۔

’’ فکل من الخروج یوم التروية الى منى ‘ و أداء الصلوة الخمس بها ، الخ‘‘۔

(غنیۃ الناسک ص۱۴۶، فصل في الرواح من مكة الى منى و أداء الصلوة الخمس والمبيت بها)

آپ ﷺ نے منی میں پانچ نمازیں ادا فرمائیں:

(۱)......فلمّا كان يومُ التّروية توجّهوا الى منى ‘ فأهلّوا بالحجِّ و ركِب رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلّى بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر، الخ۔

(مسلم، باب حجة النبى صلى الله عليه وسلم ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۱۸)

اللہ تعالی نے حج کے اہم رکن کی ادائیگی کو میدان عرفات کے ساتھ جوڑا۔ حرم شریف کی نماز کا اجر ایک لاکھ کے برابر ہے، مگر یہاں اللہ تعالی اپنے بندے کو مکہ معظّمہ کی سرزمین سے دور بھیج کر یہ رکن ادا کروا رہے ہیں، یہ اللہ تعالی کا حکم ہے، اور اس میں اللہ تعالی کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔

اب کچھ لوگ کہیں: ہم تو عرفات نہیں جاتے، بیت اللہ کی نماز کیوں چھوڑیں، سرزمین حرم سے دور کیوں جائیں، جس کو جانا ہے وہ جائے ہم تو حرم شریف میں رہ کر عرفہ کا دن گذاریں گے، کیا ان کا حج ادا ہوگا؟ معلوم ہوا دین اپنی سمجھ اور اپنا شوق پورا کرنے کا نام نہیں، اللہ تعالی کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے طریقوں کی ادائیگی کا نام ہے۔

کوئی کہے: میں منی جاکر پانچ نمازیں کیوں پڑھوں؟ حرم شریف کی پانچ نمازیں کیوں ترک کروں؟

مزدلفہ کے میدان میں دو نمازیں کیوں ادا کروں؟ میں تو حرم شریف میں نماز ادا کروں گا، یہ اس کا شوق ہے، شریعت کا حکم یہ نہیں ہے۔

عرفات ومزدلفہ میں نمازوں کو جمع کرنا

نماز اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے، مگر شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ: میدان عرفات میں ظہر وعصر میں جمع تقدیم کی جائے گی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء میں جمع تاخیر ہوگی۔

عجیب بات ہے کہ اصل حکم یہ ہے کہ مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد فوراً ادا کی جائے گی، مگر مزدلفہ میں حکم یہ ہے کہ عرفات کے میدان میں غروب ہو جائے تب بھی نماز مغرب ادا نہیں کرنی، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے وقت میں نماز مغرب اور نماز عشاء ادا کی جائے گی، مزدلفہ پہنچنے سے پہلے نماز مغرب پڑھنا درست نہیں۔

اب کوئی کہے کہ: میں تو عرفات کے میدان میں غروب ہوتے ہی نماز مغرب ادا کروں گا، کیوں عمداً نماز مغرب کو قضا کروں؟ تو یہ اس کا اپنا شوق ہے، دین اور شریعت کی اتباع نہیں ہے۔

(۱)......عن اسامة بن زيد رضى الله عنهما انه سمعه يقول : دفع رسول الله صلى الله عليه وسلم من عرفة فنزل الشِّعْبَ فبال ثم توضأ ولم يُسبغ الوضوء فقلت له : الصلوة ، فقال الصلوة أمامك ، الخ ۔

(بخاری، باب الجمع بين الصلوتين بالمزدلفة ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۶۷۲)

ترجمہ:......حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ میدان

عرفات سے واپس تشریف لے جارہے تھے کہ آپ ﷺ نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں اتر کر پیشاب کیا، پھر ہلکا سا وضوفرمایا، میں نے عرض کیا: نماز (مغرب)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کی جگہ تمہارے آگے (مزدلفہ میں) ہے۔

(۲)......عن أبی أیوب الانصاری رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع فی حجة الوَداع المغرب والعشاء بالمُزدَلِفة۔

(بخاری، باب من جمع بینهما ولم یتطوّع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۶۷۴)

ترجمہ:......حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مغرب اورعشاء کی نمازوں کومزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا۔

(۳)......ثمّ اذّن ' ثم أقام فصلّی الظهر ' ثم أقام فصلی العصر' ولم یصل بینهما شیئا۔(مسلم، باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

ترجمہ:......(میدان عرفات میں ظہر کی) اذان دی، پھر اقامت کہی گئی اور (آپ ﷺ نے) ظہر پڑھائی، پھر اقامت کہی گئی اور (آپ ﷺ نے) عصر پڑھائی، اوران دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نوافل وسنن وغیرہ نہیں پڑھے گئے۔

جن کو اللہ تعالیٰ بھوکا رکھے ان کو ہم کیوں کھلائیں؟ یہ دین نہیں

(گیارہ)......اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کفار کا ایک مکالمہ نقل فرمایا ہے کہ: جب ان سے اہل اسلام کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے جو مال تمہیں عطا فرمایا ہے، ان میں غرباء اور فقراء ومساکین پر خرچ کرو، تو یہ جواب میں کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان غرباء کو رزق سے محروم رکھا تو ہم کیوں ان کو کھلائیں، یہ اپنی سمجھ ہے، اپنا الو سیدھا کرنے کا نام دین نہیں، دین یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے حکم کے مطابق غرباء وفقراء پر خرچ کیا جائے۔

کیا کوئی مالدار کافر یہ کہتا ہے کہ: میں بیمار ہوں تو علاج کیوں کروں؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کیا ہے، اللہ تعالیٰ چاہتے تو مجھے شفا دیتے، میں تو کوئی علاج نہیں کرتا اور نہ کوئی دوا پیتا ہوں۔

(۱)......﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ لا قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗ ﴾۔ (پ:۲۳، سورۂ یٰس، آیت نمبر:۴۷)

ترجمہ:......اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق دیا ہے، اس میں سے (غریبوں پر بھی) خرچ کرو'' تو یہ کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ: ''کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو خود کھلا دیتے۔

بیوی، بچے کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنا دین ہے

(بارہ)......حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے معصوم بچے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام اور محبوب بیوی حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کو غیر ذی زرع میدان میں چھوڑا، عقل کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، شوہر کی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچے کی پرورش اور دیکھ بھال کرے، مگر اللہ تعالیٰ کا حکم یہی تھا، اور حکم ربانی کا پورا کرنا دین ہے، عقل کی پیروی دین نہیں۔

(۱)......قال ابن عباس :...ثم جاء بها ابراهيم و بابُنِها اسماعيلَ وهي تُرضِعُهُ حتى وضعهما عند البيت عند دَوُحَةٍ فوق زمزم في أعلى المسجد وليس بمكّة يومئذٍ احدٌ ' وليس بها ماءٌ فوضعهما هُنالک ' ووضع عِندهما جِرَابا فيه تمرٌ وَّسِقاءً فيه ماءٌ ثُمَّ قَفَّى ابراهيمُ مُنطَلِقا ' فتبِعَتهُ اُمُّ اسماعيلَ فقالت : يا ابراهيم ! أين تذهبُ و تَترُكُنا في هذا الوادي الذي ليس فيه أنس ولا شيء ؟ فقالت له ذلک مِرارا ' وجعل لا يلتَفِت اليها فقالت له : الله الذي أمرک بهذا ؟ قال : نعم ، قالت : اِذن لا يُضَيِّعُنا ، الخ۔

(بخاری، باب قول الله تعالى ﴿ واتخذ الله ابراهيم خليلا ﴾ الخ ، کتاب احاديث الانبياء ، رقم الحديث:۳۳۶۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ان کو اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو لے کر آئے اور وہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو دودھ پلا رہی تھیں، حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان دونوں کو بیت اللہ کے پاس ایک گھنے درخت کے نیچے بٹھا دیا – وہ اس جگہ

تھا جہاں زمزم ہے، مسجد کی بلند جانب میں-اوران دنوں مکہ مکرمہ میں کوئی نہیں تھا، نہ وہاں پانی تھا، پس حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو وہاں بٹھا دیا اوران کے پاس ایک تھیلا رکھ دیا جس میں کھجوریں تھیں اورایک مشک رکھ دی جس میں پانی تھا' پھرحضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پیٹھ موڑ کرروانہ ہوئے، پس حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی ماں ان کے پیچھے گئیں، پس کہا: اے ابراہیم ! آپ کہاں جارہے ہیں؟ اورہم کوایسی وادی میں چھوڑ رہے ہیں' جس میں کوئی انسان ہے نہ کوئی اور چیز ہے، حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا نے یہ بات کئی مرتبہ کہی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ان کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے' تب حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا اللہ تعالی نے آپ کواس بات کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ہاں، حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا نے کہا: تب اللہ تعالی ہمیں ضائع ہونے نہیں دیں گے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک دلچسپ قصہ

(تیرہ)......رسالہ کے آخر میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک دلچسپ قصہ نقل کرنا بھی بہت مناسب ہے، اس واقعہ سے بھی رسالہ کا مضمون سمجھ میں آتا ہے کہ دین کا تعلق محض اپنی سمجھ سے نہیں بلکہ شریعت مطہرہ کی تعلیم سے ہے۔ یہ قصہ راقم الحروف نے حضرت مولانا قاضی رحمت اللہ صاحب لاجپوری ثم راندیری رحمہ اللہ کے رسالہ ''تلک عشرۃ کاملۃ'' کے حاشیہ میں ان الفاظ سے لکھا تھا:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر قیاس کا الزام بھی جاہلوں کی جہالت کا نتیجہ ہے۔ ایک دلچسپ واقعہ سے اس کی حقیقت بہت اچھی طرح واضح ہوجائے گی کہ امام صاحب رحمہ اللہ حدیث کو مقدم رکھتے ہیں یا قیاس کو۔ حضرت محمد بن باقر رحمہ اللہ کی ملاقات امام صاحب رحمہ اللہ سے ہوئی تو انہوں نے امام صاحب رحمہ اللہ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

آپ نے تو میرے نانا کے دین اور ان کی احادیث کو قیاس سے بدل ڈالا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:......معاذ اللہ۔

حضرت باقر رحمہ اللہ نے فرمایا:......آپ نے ایسا کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:......تشریف رکھئے تا کہ میں بھی مؤدبانہ طریق سے بیٹھ سکوں، کیونکہ میرے نزدیک آپ اسی طرح لائق احترام ہیں جیسے آپ کے نانا صحابہ کی نظر میں۔ حضرت باقر رحمہ اللہ تشریف فرما ہوئے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی زانوئے ادب تہہ کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:......میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں، ان کا جواب مرحمت فرمائیے! کیا مرد کمزور ہے یا عورت؟

حضرت باقر رحمہ اللہ:......عورت۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:......میراث میں عورت کو کیا حصہ ملتا ہے؟

حضرت باقر رحمہ اللہ:......مرد کو دو حصے عورت کو ایک۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:...... یہ آپ کے ناناﷺ کا فرمان ہے، اگر میں نے ان کے دین کو بدل دیا ہوتا تو قیاس کے مطابق آدمی کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو، کیونکہ عورت کمزور ہوتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:......اچھا فرمائیے! نماز بہتر ہے یا روزہ؟

حضرت باقر رحمہ اللہ:......نماز۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:...... یہ آپ کے ناناﷺ کا ارشاد ہے، اگر میں نے ان کا قول تبدیل کر دیا ہوتا تو میں عورت سے کہتا کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد روزہ کے بجائے وہ فوت شدہ نمازیں ادا کرے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:......اچھا یہ فرمائیے! کہ پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا نطفہ؟

حضرت باقر رحمہ اللہ:...... پیشاب زیادہ نجس ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:......اگر میں نے قیاس سے آپ کے ناناﷺ کے دین کو بدل دیا ہوتا تو میں فتوی دیتا کہ پیشاب سے غسل کرنا چاہئے اور نطفہ سے وضو۔ معاذ اللہ بھلا میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں؟

حضرت باقر رحمہ اللہ:......اٹھ کر بغل گیر ہوئے، چہرہ پر بوسہ دیا اور آپ کی تکریم بجالائے،

(حیات حضرت امام ابوحنیفہ ص ۱۲۸۔از: شیخ محمد ابوزہرہ۔تلک عشرۃ کاملۃ ص ۴۲/۴۱)

محدث عظیم ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''مرقاۃ'' میں اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

سہارنپوری رحمہ اللہ نے ''بذل المجہود'' میں بھی اس قصہ کو مختصراً نقل فرمایا ہے:

(۱)......وقد قال ابو حنيفة رحمه الله : لو قلت بالرأى لأوجبت الغسل بالبول ' لانه نـجـس متفق عليه ، والوضوء بالمنى ' لأنه نجس مختلف فيه ' ولأعطيت الذكر فى الارث نصف الانثى لكونها أضعف منه۔

(بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد ص ۲۸۸ ج ۱، باب كيف المسح ، كتاب الطهارة ، تحت رقم الحديث:۱۶۲۔ مرقاۃ المفاتیح ص ۸۵ ج ۲، باب المسح على الخفين ،قبيل باب التيمم)

بیر کے درخت کاٹنے کی ممانعت

قرآن کریم میں بیر کے درخت کا تذکرہ، بیر کے درخت کاٹنے پر وعید، غسل میت میں بیر کے درخت کے پتے کا استعمال، بیر کے فوائد اور خواص وغیرہ امور کو اس مختصر رسالہ میں جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

پیش لفظ

بیر کا درخت ایک عمدہ پھل دار درخت ہے، اسی لئے قوم سبا پر عذاب کے وقت جن نعمتوں کو قدرے باقی رکھا گیا ان میں بیر کا درخت بھی تھا۔اسی طرح جنت کی نعمتوں میں اصحاب یمین کو جو نعمتیں ملیں گی ان میں بھی اس پھل کا اللہ تعالی نے ذکر فرمایا ہے۔

اور احادیث میں اس کے کاٹنے پر سخت وعید آئی ہے، اس لئے بلا ضرورت اس درخت کو ہرگز نہ کاٹا جائے۔

میت کے غسل میں بیر کے درخت کے پتے استعمال کرنے کا حکم احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔آپ ﷺ نے محرم کے لئے بھی غسل میت میں بیری کے پتے کا حکم فرمایا، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم غسل میت میں بیری کے پتوں کا استعمال ضرور کرتے تھے۔اس لئے فقہاء بھی اس کے استعمال پر متفق ہیں۔علامہ شامی رحمہ اللہ نے چند سطروں میں اس کے فوائد اور خواص کو خوب لکھا ہے۔

ہمارے علاقہ میں آج سے کچھ سالوں پہلے تک بیری کے درخت بڑی کثیر مقدار میں ہوتے تھے، مگر اب ہماری جہالت کی وجہ سے بیشمار درخت کاٹ دیئے گئے ہیں۔

ناظرین کی نظر سے یہ احادیث گذریں تو ان کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ آئندہ اس درخت کے کاٹنے سے پرہیز کریں۔اہل علم اپنے مواعظ ومجالس میں اس کی طرف توجہ دلائیں، اور خصوصا جن کے باغ میں یا ان کے گھر کے صحن میں یہ درخت ہوں، ان کو بطور خاص ہدایت دیں کہ ان درختوں کو باقی رکھیں، انہیں قرآن کریم کی یہ آیات اور احادیث نبویہ سنائیں۔اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

قرآن کریم میں بیر کے درخت کا تذکرہ

قرآن کریم میں بھی بیر کے درخت کا تذکرہ کئی جگہوں پر آیا ہے:

(۱)...... ﴿ فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سَيۡلَ الۡعَرِمِ وَ بَدَّلۡنٰهُمۡ بِجَنَّتَيۡهِمۡ جَنَّتَيۡنِ ذَوَاتَىۡ اُكُلٍ خَمۡطٍ وَّ اَثۡلٍ وَّ شَىۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِيۡلٍ ﴾۔(پ:۲۲/سورۂ سبا،آیت نمبر:۱۶)

ترجمہ:......پھر بھی انہوں نے (ہدایت سے) منہ موڑ لیا، اس لئے ہم نے ان پر بند والا سیلاب چھوڑ دیا، اوران کے دونوں طرف کے باغوں کو ایسے دو باغوں سے تبدیل کر دیا جو پھلوں، جھاؤ کے درختوں اورتھوڑی سی بیریوں پر مشتمل تھے۔

(۲)......﴿ عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى ﴾۔(پ:۲۷/سورۂ نجم،آیت نمبر:۱۴)

ترجمہ:......اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہی ہے۔

(۳)......﴿ اِذۡ يَغۡشَى السِّدۡرَةَ مَا يَغۡشٰى ﴾۔(پ:۲۷/سورۂ نجم،آیت نمبر:۱۶)

ترجمہ:......اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

(۴)......﴿ فِىۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ﴾۔(پ:۲۷/سورۂ واقعہ،آیت نمبر:۲۸)

ترجمہ:......(وہ عیش کریں گے) کانٹوں سے پاک بیریوں میں۔

(۱)......عن ابی أمامة : كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون : انّ الله ينفعُنا بالاعراب و مسائِلهم ، أقبل اعرابی یوماً فقال : يا رسول الله ! لقد ذكر الله تعالى فى القرآن شجرة مؤذية ، وما كنتُ أرى انّ فى الجنة شجرة تؤذى صاحبها ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : وما هى ؟ قال : السدر ، فان لها شوكاً ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فى " سدر مخضود " يَخضِد الله

شوكـهُ فيجعل مكان كلِّ شوكةٍ ثمرةٌ ، فانّها تُنبت ثمرا تُفتَقُ الثمرة معها عن اثنين و سبعين لونا ، ما منها لون يشبه الآخرة۔

(مستدرک حاکم ص۴۷۶ ج ۲، تفسير سورة الواقعة ، كتاب التفسير ، رقم الحديث:۳۷۷۸)

ترجمہ......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب یہ کہتے تھے کہ: اللہ تعالیٰ ہمیں دیہاتیوں سے اوران کے سوالات سے نفع پہنچاتے ہیں، ایک دن ایک اعرابی نے آکر کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت کے ایسے درخت کا ذکر فرمایا ہے جو ایذاء پہنچانے والا ہے، اور میرا یہ گمان نہیں تھا کہ جنت کا کوئی درخت جنتی کو ایذاء پہنچائے گا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: وہ کون سا درخت ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بیری کا درخت ہے، اس میں اذیت دینے والے کانٹے ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ’’فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ‘‘ وہ بے کانٹوں کی بیریوں میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے کانٹوں کو کاٹ دیں گے، اور ہر کانٹے کی جگہ ایک پھل پیدا کردیں گے، ان کانٹوں میں پھل اُگیں گے، اور ہر پھل سے بہتر (۷۲) ذائقے نکلیں گے، اوران میں سے کسی کا رنگ دوسرے سے نہیں ملے گا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

جنت کے بیر کے درخت کانٹوں والے نہیں ہیں

(۲)......عن ابن عباس ، ان انفع بن الازرق سأله عن قوله : ﴿ فی سدر مخضود ﴾ قال : الذی ليس له شوک ، قال : وهل تعرف العرب ذلک ؟ قال : نعم ، أما سمعت قول امية بن ابی الصلت ؎

انّ الحدائق فی الجنان ظليلة فيها الكواعب سدرها مخضود

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ''فی سدر مخضود '' کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں کانٹا نہ ہو، سائل نے پوچھا: کیا عرب اس سے متعارف ہیں؟ فرمایا: کیا آپ نے امیہ بن صلت کا یہ شعر نہیں سنا:

جنت میں باغ سایہ دار ہیں، ان میں نوخیز عورتیں ہیں، جس کے بیر کے درخت کانٹوں والے نہیں۔(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ص۱۹۲ج۱۴، سورۃ الواقعۃ)

مکہ معظّمہ میں بھی بیری کے درخت تھے

مکہ معظّمہ بھی بیری کے درخت تھے، حدیث شریف میں اس کا ذکر آیا ہے:

(۳)......عن الزبیر قال : لمّا اَقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لِیَّۃَ حتّی اذا کنا عند السدرۃ ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم آپ ﷺ کے ساتھ مقام لیہ سے آئے، ہم لوگ جس وقت بیری کے درخت کے پاس پہنچے۔

(ابوداؤد، باب ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۲۰۳۲)

بیر کے درخت کاٹنے والے پر لعنت

(۱)......لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم من قطع السِّدر۔

(ابوداوٗد، باب فی قطع السِّدر ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۲۴۱)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے بیر کے درخت کاٹنے والوں پر لعنت فرمائی۔

(۲)...... قال النبی صلی الله علیه وسلم لعلی فی مرضه الذی مات فیه : اخرج یا علی ! فقل عن الله لا عن رسول الله : لعن الله من قطع السدر۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱ ج۱۱، باب قطع السدر ، رقم الحدیث:۱۹۷۵۷)

ترجمہ:......نبی کریم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مرض میں جس میں آپ کا وصال ہوا فرمایا: اے علی جائیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلا دیں- رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نہیں- اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو بیر کا درخت کاٹے۔

بیر کا درخت کاٹنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالیں گے

(۳)...... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :من قطع سدرةً صَوَّب اللّٰه رأسه فی النّار۔(ابوداوٗد، باب فی قطع السِّدر ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۲۳۹)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی بیر کا درخت کاٹے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر (یعنی اس کو) جہنم میں ڈالیں گے۔(جہنم میں اس کو الٹا لٹکائیں گے)

کھیتی کے علاوہ بیر کا درخت کاٹنے والے کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائیگا

(۴)...... عن عمرو بن اوس ' قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من قطع السِّدر الا مِنَ الزّرع بنی الله له بیتا فی النار۔

ترجمہ:......حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس نے کھیتی کے علاوہ کوئی بیر کا درخت کاٹا تو اللہ تعالی جہنم میں اس کے لئے ایک گھر بنائیں گے۔

(مجمع الزوائد ص۸۰ ج۴، باب فیمن قطع السّدر ، کتاب البیوع ، رقم الحدیث:۶۷۵ ۲۔

طبرانی کبیر ص۴۱ ج۱۷، عمرو بن اوس الثقفی ، رقم الحدیث:۸۶)

کھیتی کے علاوہ بیر کا درخت کاٹنے والے پر عذاب سختی سے بہایا جائے گا

(۵)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من قطع السِّدر الا مِنَ زرع صبّ علیه العذاب صبا۔

(کنز العمال ، الترهیب عن امامة الاحیاء ، احیاء الاموات ، رقم الحدیث:۹۱۲۱)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھیتی کے علاوہ جس نے بیری کا درخت کاٹا تو اس کے (سر) پر عذاب سختی سے بہایا جائے گا۔

تشریح:......امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس حدیث کا مطلب معلوم کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: اس سے مراد وہ بیری کا درخت ہے جو کسی جنگل میں کھڑا ہو جس کے سایہ سے مسافر اور جانور منتفع ہوتے ہوں، اور کوئی شخص اس کو بلا وجہ ناحق کاٹ ڈالے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ: اس سے حرم مکہ مکرمہ کی بیری مراد ہے۔ اور یہ بھی قول ہے کہ: حرم مدینہ منورہ کی بیری مراد ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بیری کے درخت کے کاٹنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: لا بأس به۔ (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں)

ایک شخص نے ہشام بن عروہ سے بیری کے درخت کاٹنے کے بارے میں پوچھا، اس

وقت ہشام اپنے والد عروہ کے بنائے ہوئے مکان سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے، تو انہوں نے سائل کے جواب میں کہا کہ: یہ جو تم اس مکان کے دروازوں اور چوکھٹوں کو دیکھ رہے ہو یہ بیری کے درخت ہی کے تو ہیں، عروہ نے اپنی زمین میں سے بیری کے درخت کٹوا کر یہ دروازے بنوائے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ: اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(الدر المنضود ص ۶۷۹/۶۸۰ ج ۶)

حرم مکہ مکرمہ اور حرم مدینہ منورہ والے قول کی تائید درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے:

(۶)...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قطع سدرةً صَوَّب اللّٰه رأسه فى النّار، يعنى من سدر الحرم۔

(مجمع الزوائد ص ۴۶۴ ج ۳، باب فى حرمة مكة والنهى عن غزوها و استحلالها ، كتاب الحج ، رقم الحديث: ۵۶۹۸۔ طبرانی اوسط اردو ص ۲۲۴ ج ۲، باب من اسمه ابراهيم ، رقم الحديث: ۲۴۴۱)

(۷)...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قطع سدرةً من سدر الحرم صَوَّب اللّٰه رأسه فى النّار۔

(مجمع الزوائد ص ۱۴۷ ج ۸، باب فيمن قطع السدر ، كتاب الادب ، رقم الحديث: ۱۳۲۷۹)

غسل میت میں بیر کے درخت کے پتوں کا استعمال

آپ ﷺ کو بیری کے پتوں کے ذریعہ غسل دیا گیا

(۱)......غُسِّل النبی صلی الله علیه وسلم فی قمیص ، وَ غُسِّل ثلا ثا کلّهن بماءٍ وَّ سِدرٍ ، الخ۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ کو قمیص مبارک کے ساتھ غسل دیا گیا، اور آپ ﷺ کو تین مرتبہ غسل دیا گیا، ہر مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعہ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۷ ج۳، باب غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۷۷)

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو بیری کے پتوں کے ذریعہ غسل دیا گیا

(۲)......عن ابی بن کعب عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : کان آدم رجلا اَشْعَرَ طُوالا ، آدم کانّه نَخْلة سَحُوقٌ ، وانّه لمّا حضره الوفاة نزلتِ الملا ئکة بحَنوطِه وکفنه من الجنة ، فلمّا مات غسَّلوه بالماء والسدر ثلا ثا ، وجعلوا فی الثالثة کافورا ، وکفَّنوه فی وِتر ثِیابٍ ، و حفَروا له لَحْدا ، و صلَّوْا علیه وقالوا : هذه سُنّة وَلَدِ آدم من بعده۔

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام گندمی رنگ کے تھے، ان کے بال زیادہ تھے اور قد بھی لمبا تھا، یوں جیسے کھجور کا لمبا درخت ہوتا ہے، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرشتے جنت سے ان کو لگانے والی خوشبو اور ان کا کفن لے کر نازل ہوئے، جب ان کا انتقال ہوا تو فرشتوں نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعہ تین مرتبہ غسل دیا اور تیسری مرتبہ میں کافور

شامل کرلیا، اور فرشتوں نے انہیں طاق تعداد میں کفن دیا اور ان کے لئے لحد تیار کی اور ان کی نماز جنازہ ادا کی، اور فرمایا: ان کے بعد ان کی اولاد میں یہی سنت ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۰۰ ج۳، باب غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۸۶)

(۳)......عن امّ عطِیَّة الانصاریّة رضی الله عنها قالت : دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم حین تُوُفِّیَتْ اِبْنتُه ، فقال : اغسِلنَها ثلا ثا ، أو خمسا ، أو اکثر من ذلک اِن رأیتُنَّ ذٰلک ، بماءٍ و سدرٍ ، واجعلن فی الآخرة کافورًا أو شیئا من کافور ، فاذا فرغُتُنَّ فآذِنَّنی ، فلمّا فرغْنا آذَنَّاه فأعْطانا حِقْوَهُ ، فقال : أشْعِرْنَها ایَّاه ، تعنی : ازاره۔

(بخاری، باب غسل المیت ووضوئه بالماء والسّدر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۵۳)

ترجمہ:......حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) فوت ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ غسل دو، اگر تم اس کو مناسب سمجھو، پانی اور بیری کے پتوں سے اور اس کے آخر میں کافور یا کچھ کافور رکھ دینا، پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا، پس جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے آپ ﷺ کو بتایا، پس آپ ﷺ نے ہم کو اپنا تہبند عنایت کیا اور فرمایا: اس تہبند کو اس کا ازار بنا دینا۔

محرم کے غسل میں بھی بیری کے پتوں کے استعمال کا حکم

(۴)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ رجلا وَقَصَهُ بعِیرُه و نحن مع النبی صلی الله علیه وسلم وهو مُحرِم فقال النبی صلی الله علیه وسلم : اغسلوه بماءٍ و

سدرٍ و كفِّنوه فى ثوبين ، ولا تَمَسُّوه طِيبا ولا تُخَمِّروا رأسه ، فان الله يبعثُه يوم القيامة مُلبِّيا۔ (بخاری، باب كيف يكفن المحرم ؟ كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۲۶۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک شخص کو اس کے اونٹ نے گرادیا اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اور وہ صاحب احرام کی حالت میں تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور ان کو دو کپڑوں میں کفن پہناؤ، اور ان کو خوشبو نہ لگانا، اور نہ ان کا سر ڈھانپنا، کیونکہ اللہ تعالی ان کو قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھائیں گے۔

(میت) کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھودو

(۵)......ان عمر بن الخطاب كتب الى ابى موسى الاشعرى : ان اغسل ذُنَيْك بالسِّدر و ماء الرَّيحان۔

ترجمہ:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری کو تحریر فرمایا کہ: (میت) کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھودو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۰ ج۷، ما قالوا فى الميت كم يُغسّل مرة وما يجعل فى الماء ممّا يُغسّل به ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۱۰۱۷)

(۶)......عن محمد قال : لا يغسلونه بخِطمِى وهم يقدرون على السدر۔

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بیری کے پتوں پر قدرت کے وقت خطمی سے غسل نہیں دیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۵ ج۷، فى الميت اذا لم يوجد له السدر يُغسَّل بغيره خطمى ' أو اشنان كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۱۰۲۸)

عطاء کے نزدیک بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دینا لازم ہے

حضرت عطاء رحمہ اللہ نے تو بیری کے پتوں والے پانی سے غسل کو لازم قرار دیا ہے (اگر چہ جمہور کا یہ مسلک نہیں ہے)

(۷)......عن ابن جُریج قال : قلتُ لعطاءٍ : ...أرأیت السِّدر لا بُدّ منه ؟ قال : انّک لتُوجِب ، امّا السدر فطهور ، قلتُ : فلم یُوجد سدر فیُؤخَذ خِطمِیٌّ ؟ قال : لا ، سیوجَد السدر۔

ترجمہ:......حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے دریافت کیا: کیا بیری کے پتوں کا استعمال لازمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ لازم ہے، اس لئے کہ بیری کے پتے طہارت کا ذریعہ ہیں، میں نے دریافت کیا: اگر بیری کے پتے نہیں ملتے تو کیا خطمی نامی بوٹی استعمال کی جاسکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی نہیں، بیری کے پتے مل ہی جائیں گے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۷ ج ۳، باب غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۷۸)

تشریح:......اگر بیر کے درخت کاٹے جائیں گے تو غسل میت کے وقت کیسے ملیں گے۔

''حجۃ اللہ البالغہ'' میں بیر کے درخت کے پتے غسل میت میں استعمال کرنے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

بیری کے پتوں کے ساتھ ابالے ہوئے پانی سے غسل دینے کی وجہ یہ ہے کہ بیماری کی وجہ سے احتمال ہے کہ میت کا بدن چرکیں (غلاظت زدہ) ہو گیا ہو، اور بدبو پیدا ہو گئی ہو.....اور بیری کے پتوں کے ساتھ ابالا ہوا پانی جسم سے میل کو خوب صاف کرتا ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ص ۶۶۷ ج ۳)

فقہاء نے بھی بیری کے استعمال کی صراحت فرمائی ہے، علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ’’یبدأ اولا بالماء القراح حتی یبتل ما علی البدن من الدرن والنجاسة ، ثم بماء السدر أو الحرض لیزول ما علی البدن من ذلک لانه ابلغ فی التنظیف ، ثم بماء الکافور ان وجد تطییبا لبدن المیت‘‘۔

(فتح القدیر ص۱۱۱ ج۲، فصل فی الغسل ، باب الجنائز ، کتاب الصلوة ، دار الکتب العلمية)

یعنی اولا میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے تاکہ میل ونجاست وغیرہ صاف ہوجائے ،اس کے بعد بیری کے پتوں کے ابالے ہوئے پانی سے غسل دیا جائے تاکہ بدن پر کوئی اس طرح کی چیز لگی ہوتو وہ زائل ہوجائے اور یہ نظافت کے حصول میں بھی مؤثر ہے، پھر ممکن ہوتو بدن کی مزید پاکیزگی کے خاطر کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔

بیری کے فوائد اور خواص

علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’السدر شجر معروف ، وثمره النبق ، وسحیق ورقه یلحم الجراح و یقلع الاوساخ وینقی البشرة و ینعهما ویشد الشعر ، ومن خواصه انه یطرد الهوامّ ویشد العصب ویمنع المیت من البلاء‘‘۔

(شامی ص۸۷ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب فی القراءة عند المیت ، کتاب الصلوة ، ط : دار الباز مکة المکرمة)

سدر ایک معروف درخت ہے،اس کا پھل بیر ہے،اس کے پتے سے زخم کو پر کیا جاتا ہے اور اس سے میل دور کیا جاتا ہے،اور چمڑی میں نکھار آتا ہے،اور بالوں کو باندھا جاتا ہے،اور اس کے خواص میں سے یہ ہے کہ: ھوام اور جنون کے لئے مفید ہے،اور اعصاب و

پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے، اور میت کو بلاء سے روک دیتا ہے۔

بیر کے پتوں سے ایک قسم کے سحر کا علاج

علماء نے بیر کے پتوں سے ایک قسم کے سحر کا علاج بھی لکھا ہے ''غایۃ الاوطار'' میں ہے: ایک قسم کا سحر وہ ہے جس سے مرد عورت کے قربت پر قادر نہیں ہوتا ''تفسیر ابن عادل'' میں وہب بن منبہ کی کتاب سے منقول ہے کہ: جو شخص بیر کے سات پتے سبز لے اور ان کو دو پتھروں کے درمیان کچلے، پھر ان کو پانی میں گھول کر آیت الکرسی اس پر پڑھے، پھر اس سے تین چلو لے کر غسل کرے تو اس کی بستگی انشاءاللہ تعالی دفع ہو جائے گی۔

(غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار ص۶۰۰ ج ۲، کتاب الجهاد ،باب المرتد)

حیض کے کپڑے کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھونے کا حکم

(۱)......عن اُمِّ قیس بنتِ مِحصَن قالت : سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن دم الحَیض یُصیبُ الثَّوب ، قال : اغسلیه بالماء والسِّدر وحُکِّیه ولو بضِلَع۔

ترجمہ:......حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ حیض کا خون کپڑے پر لگ جائے تو؟ فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے دھو ڈالو اور کھرچ ڈالو گو پسلی کی ہڈی کے ساتھ ہو۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی دم الحیض یصیب الثوب ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۶۲۸)

مرغوب احمد لاجپوری

۳؍ربیع الثانی ۱۴۴۲؍مطابق ۱۹؍نومبر ۲۰۲۰ء

بروز جمعرات

سیاہ لباس کا حکم

اس مختصر رسالہ میں: کالا لباس پہننے کا حکم، آپ ﷺ کے سیاہ کپڑوں کی روایات، کالا عمامہ: احادیث و آثار: فرعون کو ڈبوتے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ کالا تھا، آپ ﷺ کے سیاہ عمامے کی روایات، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کالے عمامے پہنتے تھے، آپ ﷺ کے موزے سیاہ رنگ کے چمڑے کے تھے، بیت اللہ شریف پر سیاہ غلاف، وغیرہ عنوانات سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے سیاہ اور کالا لباس پہننا درست ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کالا لباس پہننے کا حکم

بعض حضرات نے کالا لباس پہننے کے عدم جواز پر بہت سختی کی ، اور اسے مکروہ اور ناجائز تک کہا، اس لئے یہ چند صفحات اس موضوع پر لکھے گئے تا کہ مسئلہ کی صحیح نوعیت پر واقفیت حاصل ہو۔

کسی علاقے یا کسی قوم میں کالے لباس کو مذہبی رنگ دے دیا جائے ، اور کالا لباس پہننے سے ان کی مشابہت ہوتی ہو تو احترا کرنا چاہئے ، مگر بلا تشبہ کے کالا لباس پہننا جائز ، بلکہ مستحب ہے۔

(۱)...... نبی کریم ﷺ کو سفید رنگ کے کپڑے سب سے زیادہ پسند تھے، تاہم آنحضرت ﷺ سے سیاہ رنگ کی چادر استعمال کرنا بھی ثابت ہے، لہذا سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا جائز اور درست ہے، البتہ اگر کسی مخصوص وقت میں فساق و فجار کا شعار ہو تو اس وقت اس سے بچنا چاہئے ، جیسے محرم میں روافض کا شعار ہے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا ص ۸۳ ج ۷، لباس اور زینت سے متعلق احکام)

(۲)......و ندب لبس السوداء ، (کنز الدقائق) وفی الحاشیة : ذکر محمد رحمه الله فی السیر الکبیر فی باب العمائم حدیثا یدل علی ان لبس السواد مستحب۔

(کنز الدقائق ص ۴۹۷، مسائل شتی ، قبیل : کتاب الفرائض)

ترجمہ:...... کالا کپڑا پہننا مندوب ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے ''سیر کبیر'' کے ''باب عمائم'' میں ایسی حدیث نقل کی ہے جو سیاہ لباس کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۳)......(وندب لبس السواد) ، لان محمدا رحمه الله ذکر فی السیر الکبیر فی

باب الغنائم حديثا يدل على أن لبس السواد مستحب۔

(شامی ص۴۸۶ ج۱۰، مسائل شتى ، كتاب الخنثى ، قبيل : كتاب الفرائض ، ط : مكتبة الباز۔

المحیط البرہانی ص۴۷ ج۶ ، فصل في اللبس ، ما يكره من ذلک وما لا يكره)

ترجمہ:...... کالا کپڑا پہننا مندوب ہے۔اس لئے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے ''سیر کبیر'' کے ''باب غنائم'' میں ایسی حدیث نقل کی ہے جو سیاہ لباس کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۴)......وقص الشارب اِمارة اهل السنة والجماعة وتركه امارة الرفض وكذا لبس السواد۔(الفتاوی البزازیہ علی ھامش الفتاوی الہندیہ ص۳۱۱ ج۶ ، الثالث في الحظر والاباحة)

ترجمہ:......اور مونچھ کاٹنا اہل سنت و جماعت کی علامت ہے اور اس کا ترک اہل روافض کا اور اسی طرح سیاہ لباس پہننا (اہل روافض کی علامت ہے)۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر صدقۂ جاریہ، ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۲/ذی الحجہ/۱۴۴۳ھ، مطابق: ۲۲/جولائی ۲۰۲۲ء

جمعہ

آپ ﷺ کے سیاہ کپڑوں کی روایات

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : صَبَغْتُ للنبی صلی الله علیه وسلم بُرْدةً سوداء فلبِسها ' فلمّا عَرَق فیها وجد رِیح الصُّوف ' فقَذَفَها ، قال : وأحسبُه قال : و کان یُعْجِبُه الرِّیحَ الطَّیِّبُ۔(ابوداوٗد، باب فی السّواد ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۴۰۷۴)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے چادر سیاہ رنگ میں رنگی، آپ ﷺ نے اسے پہنا، جب آپ ﷺ کو اس میں پسینہ آیا تو اس صوف (اون) کی بو محسوس ہوئی، تو آپ ﷺ نے اسے (بو کی ناگواری کی وجہ سے اتار کر) پھینک دیا۔راوی فرماتے ہیں: میرا گمان ہے کہ راوی نے یہ بھی فرمایا: آپ ﷺ کو اچھی خوشبو پسند تھی۔

تشریح:......" وفی نسخة : صُنِعَتْ "یعنی ایک نسخہ میں ہے آپ ﷺ کے لئے کالی چادر تیار کی گئی۔(بذل المجہود ص۱۰۱ج ۱۲، ط: دار البشائر الاسلامیہ)

"بذل" میں ہے کہ: اس حدیث سے سیاہ لباس کا جواز ثابت ہوا جو متفق علیہ ہے۔

" وفی الحدیث جواز لبس السواد ، وهو متفق علیه "۔

(بذل المجہود ص۱۰۱ج ۱۲، ط: دار البشائر الاسلامیہ۔الدر المنضود ص۱۷۱ج ۶)

(۲)......عن عبد الله بن زید رضی الله عنه قال : استسقی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیه خَمِیصَة له سوداء ، الخ۔

(ابوداوٗد، جُمّاع ابواب صلوة الاستسقاء و تفریعها ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۱۶۴)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کی نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے (جسم اطہر پر) سیاہ رنگ کا کپڑا (جبہ) تھا۔

(۳)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : خرج النبی صلی الله علیه وسلم ذات غداة ، وعلیه مِرْطٌ مُرَحَّلٌ من شَعَر أسودَ۔

(مسلم، باب التواضع فی اللباس ، الخ ، کتاب اللباس الزینة ، رقم الحدیث:۲۰۸۱)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ ایک دن صبح تشریف لائے اور آپ ﷺ نے سیاہ بالوں کا ایک کمبل اوڑھا ہوا تھا جس پر پالان کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۴)......عن انس رضی الله عنه قال : لمّا ولدَتْ أُمُّ سُلیم قالت لی : یا انس ! انظر هذا الغُلامَ فلا یصیبَنَّ شیئا حتی تَغْدُوَ به الی النبی صلی الله علیه وسلم یُحِنَّکه فغدَوْتُ به فاذا هو فی حائطٍ وعلیه خَمِیصَةٌ حُرَیْثِیَّةٌ ، وهو یَسِمُ الظَّهرَ الذی قَدِم علیه فی الفتح۔(بخاری، باب الخَمیصةِ السّوداء ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۵۸۲۴)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب حضرت ام اسلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے انس! اس بچہ کو دیکھتے رہو، اس کے پیٹ میں کوئی چیز نہ جائے یہاں تک کہ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے جانا اور آپ ﷺ اس کو گھٹی دیں، پس میں صبح اس بچہ کو لے کر گیا، اس وقت آپ ﷺ کے اوپر سیاہ اونی حریثی چادر تھی، اور آپ ﷺ اس سواری پر نشان لگا رہے تھے، جس پر سوار ہو کر آپ فتح مکہ کے دن گئے تھے۔

کالا عمامہ: احادیث وآثار

فرعون کو ڈبوتے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ کالا تھا

(۱)......عن سعید بن جبیر قال : کانت عمامة جبریل یوم غرق فرعون سوداء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۳۹ ج۱۲، فی العمائم السود ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۲۵۴۶۲)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: فرعون کے غرق کرنے کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ کالا تھا۔

آپ ﷺ کے سیاہ عمامے کی روایات

(۱)......عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال : ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل یوم فتح مکة وعلیه عِمامَة سوداء۔

(مسلم، باب جواز دخول مکة بغیر احرام ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۳۵۸)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ،اورآپ ﷺ کے (سرمبارک پر) سیاہ عمامہ تھا۔

(۲)......عمر بن حریث عن أبیه رضی الله عنه قال : کأنِّی انظر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی المنبر و علیه عمامة سوداءُ قد ارخی طرفیها بین کتفیه۔

(مسلم، باب جواز دخول مکة بغیر احرام ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۳۵۹)

ترجمہ:......حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: (وہ بے مثال منظر گویا میرے سامنے ہے کہ) میں گویا رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھ رہا ہوں، اورآپ ﷺ (کے سر مبارک پر) سیاہ عمامہ تھا، اورآپ ﷺ (اس کا شملہ) دو کندھوں کے درمیان لٹکائے

ہوئے تھے۔

(۳)......عمر بن حريث عن ابيه رضى الله عنه : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب الناس وعليه عمامة سوداء۔

(مسلم، باب جواز دخول مكة بغير احرام ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۳۵۸)

ترجمہ:......حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ دے رہے تھے، اور آپ ﷺ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔

(۴)......عن الحسن قال : كانت عمامة النبى صلى الله عليه وسلم سوداء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۳۸ ج۱۲، فى العمائم السود ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۲۵۴۵۴)

ترجمہ:......حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کا عمامہ کالا تھا۔

(۵)......عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال : كانت عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم سوداء يوم ثنية الحنظل و ذلك يوم الخندق۔

ترجمہ:...........حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کا عمامہ غزوۂ خندق کے دن سیاہ تھا۔

(۶)......عن اسامة رضى الله عنه قال : و عليه عمامة سوداء مرقانية قد ارخى عليه طرفيها بين كتفيه ، وقال : يوم فتح مكة ۔

(شعب الایمان ۱۷۳ ج۵، فصل فى العمائم ، باب فى الملابس والاوانى ، رقم الحديث:

۶۲۴۷/۶۲۴۹)

(۷)......حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: (آپ ﷺ کے سر مبارک پر) فتح مکہ کے دن مرقانی سیاہ عمامہ تھا، دونوں کنارے دونوں کندھوں پر لٹکائے ہوئے تھے۔

(۹)......عن جابر رضی الله عنه قال : كان للنبی صلی الله علیه وسلم عمامة سوداء یلبسها فی العیدین و یرخیها خلفه۔

(رواه ابن عدی ، كذا فی الحاوی للفتاوی ص۷۷ج۱)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا، اس کو عیدین میں پہنتے تھے، اور اس کا شملہ پیچھے کی طرف لٹکاتے تھے۔

آپ ﷺ کا جھنڈا اور عمامہ سیاہ تھا

(۸)......عن حسن بن علی رضی الله عنهما قال : كانت رأیة رسول الله صلی الله علیه وسلم سوداء ، تسمی العقاب و عمامة سوداء۔

(رواه ابن سعد ، كذا فی الحاوی للفتاوی ص۷۷ج۱)

ترجمہ:......حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سیاہ تھا، اس کا نام عقاب تھا، اور آپ ﷺ کا عمامہ سیاہ تھا۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کالے عمامے پہنتے تھے

(۱)......عن سليمان بن ابى عبد الله قال : ادركت المهاجرين الاولين يَعْتَمُّوْنَ بعمائم كرابيس سودٍ و بيض و حمر و خضر وصفر ' يضع احدهم العمامة على رأسه ' ويضع القلنسوة فوقها ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۵ ج ۱۲، من كان يعتم بكور واحد ، كتاب اللباس ، رقم الحديث: ۲۵۴۸۹)

ترجمہ:......حضرت سلیمان بن ابوعبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے پہلے مہاجرین حضرات رضی اللہ عنہم کو پایا (یعنی دیکھا) وہ حضرات کالا' سفید' سرخ' ہرا' زرد (وغیرہ) رنگ کے سوتی کپڑے کے عمامے باندھتے تھے۔ بعض حضرات تو اپنے سروں پر عمامہ باندھتے (اور عمامہ باندھنے کی ترکیب اس طرح تھی کہ پہلے سر پر) ٹوپی رکھتے تھے۔

(۲)......عن عبد الله بن بسر رضى الله عنه قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب الى خيبر بعمامة السوداء ، الخ۔

(مجمع الزوائد ۳۴۸ ج ۵، باب ما جاء فى القسى والرمى والرماح والسيوف ، كتاب الجهاد ، رقم الحديث: ۹۳۸۱)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجا (تو ان کے سر پر) سیاہ عمامہ باندھ (کر بھیجا)۔

(۳)......انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعبد الرحمن بن عوف رضى الله عنه ، وكان قد بعثه على جيش فرأى عليه عمامة قد لفها فنقضها ' ثم عممه بيده بعمامة سوداء۔ (ذخيرة الحفاظ ص ۸۰۷ ج ۲۔ مطبوعہ: دار السلف)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ دیکھا جو بندھا ہوا تھا تو ان کو اتارا اور اپنے دست بابرکت سے سیاہ عمامہ باندھا، جب آپ ﷺ ان کو (کسی) لشکر کے ہمراہ بھیج رہے تھے۔

(۴)......عن أبی رزین قال : خطبنا الحسن بن علی یوم الجمعة وعلیه عمامة سوداء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۴۱۵ ج ۱۲، فی العمائم السود ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۲۵۴۷۰)

ترجمہ:......حضرت ابورزین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ہمیں جمعہ کے دن خطبہ دیا اور آپ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھا۔

''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں چند اور آثار حضرات صحابہ کرم رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے نقل کئے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی فرماتے ہیں : میں نے حضرت علی، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوعبیدہ، حضرت عمار، حضرت حسن، حضرت عبدالرحمٰن بن یزید، حضرت ابن الحنفیہ ، حضرت ابوالدرداء، حضرت اسود، حضرت براء، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت واثلہ، حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ کے کے سر پر کالے عمامے دیکھے۔ وہ آثار یہ ہیں:

(۵)......عن ابی جعفر الانصاری قال : رأیت علی عَلِیٍّ عمامة سوداء یوم قتل عثمان۔

(٦)......عن عمرو بن مروان عن ابیه قال : رأیت علی عَلِیٍّ عمامة سوداء قد أرخی طرفها من خلفه۔

(۷)......عن سلمه بن وردان قال : رأیت علی أنس عمامة سوداء علی غیر قلنسوة

قد أرخاها من خلفه۔

(۸)......عن محمد عن أبيه قال : رأيت ابن الزبير اعتم بعمامة سوداء قد أرخاها من خلفه نحو من ذراع۔

(۹)......عثمان بن أبی هند قال : رأيت على أبی عبيدة عمامة سوداء۔

(۱۰)......عن مِلحان بن ثَروان قال : رأيت على عمار عمامة سوداء۔

(۱۱)......دينار ابو عمر قال : رأيت على الحسن عمامة سوداء۔

(۱۲)......عن أبی صخرة قال : رأيت على عبد الرحمن بن يزيد عصابة سوداء۔

(۱۳)......عن عبد الواحد بن أيمن قال : رأيت على ابن الحنفية عمامة سوداء۔

(۱۴)......سالم قال : رأيت على ابی الدرداء عمامة سوداء۔

(۱۵)......اسماعيل بن ابی خالد قال : رأيت على الاسود عمامة سوداء۔

(۱۶)......حزن الخثعمی قال : رأيت على البراء عمامة سوداء۔

(۱۷)......عن عطاء قال : رأيت على عبد الرحمن بن عوف عمامة سوداء۔

(۱۸)......عن حسين بن يونس قال : رأيت على واثلة عمامة سوداء۔

(۱۹)......عن سليمان بن المغيرة قال : رأيت ابا نضرة عليه عمامة سوداء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۳۹/۵۳۸/۵۳۷ ج ۱۲، فی العمائم السود ، کتاب اللباس ، رقم الحديث: ۲۵۴۵۱/۲۵۴۵۳/۲۵۴۵۵/۲۵۴۵۶/۲۵۴۵۷/۲۵۴۵۸/۲۵۴۵۹/۲۵۴۶۱/ ۲۵۴۶۳/۲۵۴۶۴/۲۵۴۶۵//۲۵۴۶۷//۲۵۴۶۸//۲۵۴۶۹//۲۵۴۷۱)

آپ ﷺ کے موزے سیاہ رنگ کے چمڑے کے تھے

(۱)......عن ابن بريدة ' عن أبيه رضي الله عنه : ان النجاشي أهدى الى رسول الله صلى الله عليه و سلم خفين أسودين ساذِجَيْنِ فلبسهما ثم توضأ ومسح عليهما۔

(ابوداؤد، باب المسح على الخفين ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۵۵۔ترمذی، باب ما جاء في الخف الاسود ، ابواب الادب ، رقم الحديث:۲۸۲۰۔ابن ماجہ، باب ما جاء في المسح على الخفين ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۵۴۹)

ترجمہ:......حضرت ابن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: (بادشاہ) نجاشی (رحمہ اللہ) نے رسول اللہ ﷺ کو دو سیاہ' سادے موزے ہدیہ کئے، آپ ﷺ نے ان کو پہنا پھر وضو کیا ان موزوں پر مسح فرمایا۔

تشریح:......ساذج: معرب ہے سادہ کا یعنی غیر منقوش، یا مراد یہ ہے کہ ان پر بال نہیں تھے، صاف چمڑا تھا، یا یہ مطلب ہے کہ وہ خالص سیاہ تھے دوسرا رنگ شامل نہ تھا۔

(الدر المنضو د ص۲۹۵ ج۱)

(۲)......عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں دو سیاہ موزے تھے، ہم ان کو دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب موزے بکثرت ہو جائیں گے۔

(مطالب عالیہ ص۳۵ ج۱، اتحاف ص۵۰۸)

(۳)......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: تم پر سیاہ موزے لازم ہیں، ایسے موزے پہنو ان پر مسح بہتر ہے۔ (کشف النقاب ص۳۹۱)

نوٹ:...... یہ دونوں روایات ''شمائل کبریٰ'' ص ۵۶۵ جلد ۶ سے ماخوذ ہیں۔

بیت اللہ شریف پر سیاہ غلاف

اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے حضور انور ﷺ نے فتح مکہ کے دن یمن کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا غلاف کعبہ شریف پر چڑھایا۔

(تاریخ المکۃ المکرّمۃ ص ۱۴۸ ج ۲۔ از حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب مدظلہ)

زمانہ جاہلیت میں خانہ کعبہ کا غلاف مختلف رنگون کا ہوا کرتا تھا، یہی سلسلہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں اور خلفاء راشدین، بنو امیہ اور بنو عباسیہ کے ابتدائی دور تک رہا، پھر ۵۷۵ھ میں خلیفہ احمد ناصرلدین اللہ نے سیاہ رنگ کا غلاف چڑھایا..... پھر اب تک سیاہ چلا آرہا ہے۔ احمد ناصرلدین اللہ نے سیاہ رنگ کا دیباج چڑھایا تھا۔.....

اور سیاہ پہنانے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ خلفاء بنو عباسیہ سیاہ رنگ کو پسند کرتے تھے اور عزت وغلبہ سے تفاؤل لیتے تھے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے، جب ہمارے محبوب ﷺ نے سیاہ عمامہ پہنا تھا تو بعض خلفاء نے خانہ کعبہ کو جو ہمارے لئے محبوبہ کی طرح ہے سیاہ برقعہ پہنایا، یا ان کے چہرے پر سیاہ زلفیں لٹکا دی گئیں۔ نیز سیاہ رنگ پر غبار و میل بھی نظر نہیں آتا۔ نیز حجر اسود ہے تو اس کے حامل کعبہ کو بھی سیاہ لباس پہنایا گیا۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۸۱۴/۸۱۵ ج ۷، اشیائے مقدسہ کے احکام کا بیان)

آپ ﷺ کا سیاہ عمامہ نکال کر سفید عمامہ باندھنے کی وضاحت

(۱)......عن عطاء بن أبی رباح قال : کنت مع ابن عمر رضی الله عنهما فأتاه فتی یسأله عن اِسدال العمامة ، فقال ابن عمر رضی الله عنهما : سأخبرک ذلک بعلم ان شاء الله تعالی ، قال : کنت عاشر عشرة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وابن مسعود ومعاذ وحذیفة وعبد الرحمن بن عوف وابو سعید الخدری رضی الله عنهم ، فجاء فتی من الانصار فسلّم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم جلس ..... ثم امر عبد الرحمن بن عوف یتجهز لسریة بعثه علیها ، وأصبح عبد الرحمن قد اعتم بعمامة من کرابیس سوداء ، فأدناه النبی صلی الله علیه وسلم ثم نقضه و عممه بعمامة بیضاء وأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحو ذلک ، وقال هکذا یابن عوف ! اعتم فانه أعرب وأحسن۔

(اخرجه الحاکم فی المستدرک:۸۲۳/۶۵۳/۴، وقال : هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ، ووافقه الذهبی ، ورواه الطبرانی فی الاوسط :۴۶۷۱/۶۲/۵، وقال الهیثمی : اسناده حسن ، مجمع الزوائد :۱۲۰/۵۔ والبیهقی فی شعب الایمان :۶۲۵۴/۱۷۴/۵، وفی اسناده : عثمان بن عطاء الخراسانی وهو ضعیف ، والبزار:۶۱۷۵/۲۶۷/۲، ورجاله ثقات ، وابن عساکر فی تاریخه : ۲۶۱/۳۵۔ وابو نعیم فی معرفة الصحابة ، رقم :۴۸۲)

اس حدیث میں دو باتیں مذکور ہیں : ایک یہ کہ : رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر بنا کر بھیجتے وقت عمامہ پہنایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ : غالبا کھدر میں کالا رنگ اچھا نہیں لگتا، اس لئے سیاہ کی جگہ سفید عمامہ باندھا۔ یاد رہے کہ سیاہ عمامہ متعدد روایات سے ثابت ہے، اس لئے اس روایت کی روشنی میں سیاہ کو عمامہ کو خلاف اولی نہیں کہنا چاہئے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا ص۱۵۳ ج ۷/ عمامے اور ٹوپی سے متعلق احکام)

منت

اس مختصر رسالہ میں نذر اور منت کے متعلق قرآن کریم کی پانچ آیتیں، آپ ﷺ کے چند ارشادات، اور کچھ ضروری مسائل جمع کئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

مقدمہ......نذر کے لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نذر کے لغوی معنی کسی چیز کو واجب اور لازم کر لینے کے ہیں۔

(القاموس المحیط ص ۶۱۹۔حاشیہ صاوی علی الشرح الصغیر ص ۲۴۹ ج ۲)

شریعت کی اصطلاح میں کسی مباح کام کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اجلال کی نیت سے اپنے اوپر لازم کر لینا ''نذر'' ہے۔(کتاب التعریفات ص ۲۶۸)

حنفیہ کے نزدیک نذر کا رکن ایک ہی ہے اور وہ ہے زبان سے صیغۂ نذر کو ادا کرنا، جیسے یوں کہنا: مجھ پر اللہ کے لئے یہ واجب ہے، یا کہے: میرا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے۔

(بدائع الصنائع ص ۸۱ ج ۵)

شرائط

(۱)......جس چیز کی نذر مانی جائے شرعاً اس کا وجود ممکن ہو، اگر کسی نے رات میں روزہ کی منت مانی یا کسی عورت نے حیض میں روزہ کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی۔

(بحرالرائق ص ۲۹۴ ج ۲)

(۲)...... یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عبادت اللہ تعالیٰ سے تقرب کا ذریعہ ہو۔ معصیت کی نذر صحیح نہیں، جیسے کوئی شخص شراب پینے کی نذر مانے تو یہ صحیح نہیں۔

اسی طرح اگر ایسی چیز کی نذر مانے جو محض مباح ہے، جیسے کھانا' پینا' جماع تو اس کا بھی اعتبار نہیں، اور ایسی صورت میں نذر منعقد نہیں ہوگی۔

(۳)...... یہ بھی ضروری ہے کہ جس بات کی نذر مانی جائے وہ عبادت مقصودہ کا درجہ رکھتی ہو، جیسے نماز' روزہ' حج عمرہ' اعتکاف' قربانی وغیرہ۔ جو چیزیں عبادت مقصودہ کا درجہ نہیں

رکھتیں جیسے مریض کی عیادت، جنازہ کے ساتھ چلنا، وضوو غسل، مسجد میں داخل ہونا، مصحف قرآنی کو چھونا، اوراذان وغیرہ کی نذر معتبر نہیں۔

(۴)...... یہ بھی ضروری ہے کہ جس چیز کی نذر مان رہا ہے، نذر ماننے کے وقت وہ اس کی ملکیت میں ہو، جیسے کوئی شخص بکری کا مالک نہ ہو اور کسی معین بکری کی نذر مان لے جو دوسرے کی ملکیت میں ہو، تو یہ نذر بھی معتبر نہیں۔

(۵)......جس چیز کی نذر مان رہا ہے وہ پہلے ہی سے فرض عین یا فرض کفایہ یا واجب عین یا واجب کفایہ نہ ہو، اس لئے نماز پنج گانہ، نماز جنازہ، وتر، صدقۃ الفطر اور مردہ کی تجہیز و تکفین کی نذر معتبر نہیں۔

نذر کی ادائیگی کب واجب ہے؟

مسئلہ:......اگر نذر کو کسی وقت کے ساتھ معین کیا ہے، مثلاً کل روزہ رکھوں گا تو ادائیگی فورا یعنی کل ضروری ہے۔ اور اگر نذر غیر معین ہو تو زندگی میں جب بھی اس کو ادا کردے تو کافی ہے۔

نذر ماننے کا حکم

مسئلہ:......حنفیہ کے نزدیک ایسی باتوں کی نذر ماننا جن کا شمار طاعات میں سے ہیں مباح ہے، نذر مطلق ہو یا مشروط۔ (قاموس الفقہ ص ۱۷۸ ج ۵، عنوان: نذر)

ان اوراق میں نذر کے متعلق چند آیات واحادیث جمع کی گئی ہیں۔ اللہ تعالی ان صفحات کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق: ۵ مارچ ۲۰۲۱ء، بروز جمعہ

قرآن کریم اور منت

(۱)......﴿ وَلْيُوفُوْا نُذُوْرَهُمْ ﴾۔(پ:۱۷؍سورۂ حج، آیت نمبر:۲۹)

ترجمہ:......اور اپنی منتیں پوری کریں۔

(۲)......﴿ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيْرًا ﴾۔

ترجمہ:...... یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اور اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔

تفسیر:......اللہ تعالی نے اپنے ابرار بندوں کی جزا بیان فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ، عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴾۔(پ:۲۹؍سورۂ دہر، آیت نمبر:۵؍۶؍۷)

ترجمہ:...... بیشک نیک لوگ ایسے جام سے مشروبات پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ مشروبات ایک ایسے چشمے کے ہوں گے جو اللہ کے (نیک) بندوں کے پینے کے لئے مخصوص ہے، وہ اسے (جہاں چاہیں گے) آسانی سے بہا کر لے جائیں گے۔

پھر فرمایا: یہ ابرار لوگ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ''يُوْفُوْن'' سے کلام سابق کی علت بیان کی گئی ہو، ابرار پر بہشت میں انعامات مذکورہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں وہ نذر پوری کرتے تھے۔ نذر کا لغوی معنی ہے: غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینا (صحاح) اور ابرار غیر واجب (مستحب) امور کو اپنے اوپر واجب کرتے اور ان کو ادا کرتے ہیں تو نماز، روزہ، زکوۃ، حج، عمرہ، جہاد اور دوسرے فرائض الٰہیہ تو بدرجۂ اولی ادا کرتے ہی ہیں۔(تفسیر مظہری ص۳۸۱ ج۷ (اردو) سورۂ دہر)

(۳)......﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ

مِنِّیۡ ج اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴾۔(پ:۳؍سورۂ ال عمران، آیت نمبر:۳۵)

ترجمہ:......(اللہ تعالیٰ کے دعا سننے کا وہ واقعہ یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا تھا کہ: یا رب! میں نے نذر مانی ہے کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے ہر کام سے آزاد کر کے تیرے لئے وقف رکھوں گی۔ میری اس نذر کو قبول فرمائیے۔ بیشک آپ سننے والے ہیں، ہر چیز کا علم رکھتے ہیں۔

(۴)......﴿ وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ﴾۔

(پ:۳؍سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۷۰)

ترجمہ:......اور تم جو کوئی خرچ کرو یا کوئی منت مانو اللہ تعالیٰ اسے جانتے ہیں۔

(۵)......﴿ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِیۡۤ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا ﴾۔(پ:۱۶؍سورۂ مریم، آیت نمبر:۲۶)

ترجمہ:......اگر لوگوں میں سے کسی کو آتا دیکھو تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ: ''آج میں نے خدائے رحمٰن کے لئے ایک روزے کی منت مانی ہے، اس لئے میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی''۔

تفسیر:......بعض پچھلی شریعتوں میں بات چیت نہ کرنے کا روزہ رکھنا بھی عبادت کی ایک شکل تھی جو آنحضرت ﷺ کی شریعت میں منسوخ ہوگئی۔ اب ایسا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو (یعنی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو) یہ ہدایت دی گئی کہ وہ ایسے روزے کی منت مان کر روزہ رکھ لیں، اور کوئی بات کرنا چاہے تو اسے اشاروں سے بتا دیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، تا کہ خواہ مخواہ لوگوں کے سوال و جواب سے مزید تکلیف نہ ہو۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اپنی نذر پوری کرو

(۱)......انّ عمر قال : یا رسول الله ! اِنی نذرت فی الجاهلیة أن اعتکف لیلة فی المسجد الحرام ، قال : أوُفِ بنَذْرِک۔

(بخاری، باب من مات و علیه نذر ،کتاب الایمان والنذر ، رقم الحدیث:۶۶۹۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو۔

ایسی عبادت کی نذر مانی جس کی وہ طاقت رکھتا ہو تو اس کو پورا کرے

(۲)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : من نذر نذرا لم یُسَمِّهِ فکفارته کفارة یمین ، ومن نذر نذرا فی معصیة فکفارته کفارة یمین ، ومن نذر نذرا لا یُطیقُهُ فکفارته کفارة یمین ، ومن نذر نذرا أطاقه فَلْیَفِ به۔

(ابوداؤد، باب من نذرنذرا لا یطیقه ،کتاب الأیمان والنذور، رقم الحدیث:۳۳۸۶۔ابن ماجہ، باب من نذرنذرا ولم یسمّه ،کتاب الکفارات ، رقم الحدیث::۲۱۲۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس شخص نے کوئی نذر مانی اور اس کو معین نہیں کیا تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے، اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی، اس کا کفارہ (بھی) قسم کا کفارہ ہے، اور جس نے ایسے کام کی نذر مانی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا اس کا کفارہ (بھی) قسم کا کفارہ ہے، اور جس نے ایسی عبادت کی نذر مانی جس کی وہ طاقت رکھتا ہے تو وہ اس نذر کو پورا کرے۔

بیمار کوئی منت مانے یا کوئی خیر کی نیت کرے تو اسے پورا کرے

(۳)......عن خوات بن صالح بن خوات بن جبير عن أبيه عن جده قال : مرضت فعادنى النبى صلى الله عليه وسلم فلما بَرَأْتُ قال : انه ليس من مريض يَمرَضُ الا نذر شيئا ونوى شيئا من الخير ، فَفِ لله بما وعدتَهُ۔

(معجم طبرانی کبیر ص۲۰۵ ج۴، خوات بن جبير الأنصارى بدرى يكنى أبا عبد الله و يقال أبو صالح رقم الحديث:۴۱۴۸)

ترجمہ:......حضرت خوات بن صالح بن خوات بن جبیر اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ نے میری عیادت فرمائی، جب میں بیماری سے شفا یاب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی مریض اپنی بیماری میں کوئی منت مانے اور کسی خیر کی نیت کرے تو وہ اسے پورا کرے۔

ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے

(۴)......عمران بن حصين يحدث عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : خيركم قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم...ثم يجىء قوم ينذرون ولا يَفُون ، ويخونون ولا يُؤتَمنون ، ويشهدون ولا يُستشهدون ، ويَظهر فيهم السِّمَنُ۔

(بخاری، باب اثم من لا يفى بالنّذر ،كتاب الايمان والنذور، رقم الحديث:۶۶۹۵)

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو میرے قرن (زمانہ) میں ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر ان کے بعد ایک ایسی لوگ آئیں گے جو نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے، اور وہ خیانت کریں گے اور

امانت داری نہیں کریں گے، وہ گواہی دیں گے اوران کو گواہی کے لئے طلب نہیں کیا جائے گا،اوران میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

اطاعت کی منت پورا کرے اور معصیت کی منت ترک کرے

(۵)......عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : من نذر أن یطیع الله فلیطعه ومن نذر ان یعصیه فلا یعصه۔

(بخاری، باب النذر فی الطاعة ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث:۶۶۹۶)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالی کی اطاعت کرنے کی نذر مانی سووہ اللہ تعالی کی اطاعت کرے،اور جس شخص نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالی کی نافرمانی نہ کرے۔

پیدل چلنے کی نذر

(۶)......عن انس رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم رأی شیخا یُهادٰی بین ابُنَیُه ' قال : ما بال هذا ؟ قالوا : نذر ان یمشیَ ، قال : ان الله عن تعذیب هذا نفسَه لغنیٌّ ، وامَرَه ان یرکبَ۔

(بخاری، باب من نذر المشی الی الکعبة ، کتاب جزاء الصید ، رقم الحدیث:۱۸۶۵)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک بوڑھے شخص اپنے دو بیٹوں کے (کندھوں پر) ٹیک لگا کر چل رہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ان کو کیا ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ: انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جو اپنے آپ کو عذاب دے رہے ہیں، اللہ تعالی اس سے مستغنی ہیں،اور آپ ﷺ نے ان کو سوار ہونے کا حکم فرمایا۔

پیدل حج کی نذر

(۷)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : جاء رجل ' فقال : یا رسول الله ! ان اُختی نذرَتْ ان تحُجّ ماشیةً ، (وفی روایة : انّه یشُقُّ علیها المَشیُ) فقال : ان الله لا یصُنع بشقَاء اُختِک شیئا ، لِتَحُجَّ راکِبة ' ثم لِتُکَفِّر عن یمینها۔

(فتح الباری ص۲۲۹ ج۲۱، باب النذر فیما لا یملک ، کتاب الأیمان والنذور ، تحت رقم الحدیث:۶۷۰۱)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے (حجۃ الوداع) میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن نے پیدل حج کی نذر مانی تھی اور اب اس کے لئے چلنا مشکل ہوگیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تیری بہن کے مشقت میں پڑنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اسے چاہئے کہ وہ سوار ہوکر حج ادا کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

ناک میں دھاگہ ڈال کر چلنے کی منت

(۸)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ النبی صلی الله علیه وسلم مرّ وهو یطوف بالکعبة بانسان یقود انسانا بخزامة فی أنفه ، فقطعها النبی صلی الله علیه وسلم بیده ثم أمره ان یقودَه بیده۔

(بخاری، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة ،کتاب الأیمان والنذور، رقم الحدیث:۶۷۰۳)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جس وقت نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ ایک صاحب کے پاس سے گذرے جن کی ناک میں دوسرے صاحب نے دھاگہ (یا ریشم کی مہار) ڈالا تھا اور اس کو چلا رہے تھے

آپ ﷺ نے اس دھاگہ (یا ریشم) کو اپنے دست مبارک سے کاٹ دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس صاحب کو اپنے ہاتھ سے چلائے۔

اس چیز کی نذر ماننا جائز نہیں ہے جس کا بندہ مالک نہ ہو

(۹)......عن عمران بن حصین رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ..... ولا فیما لا یملک العبد۔

(مسلم، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة ، کتاب الأیمان والنذور ، رقم الحدیث:۱۶۴۱)

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل روایت میں) مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس چیز کی نذر ماننا جائز نہیں ہے جس کا بندہ مالک نہ ہو۔

حج کی نذر

(۱۰)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : ان امرأة من جهینة جاء ت الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت : ان امّی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت ، افأحج عنها ؟ قال : نعم ، حُجّی عنها ، أرأیت لو کان علی امّک دین ' اکنت قاضیته ؟ اقضوا الله' فالله احق بالوفاء۔

(بخاری، باب الحج والنذور عن المیت ' والرجل یحج عن المرأة ، رقم الحدیث:۱۸۵۲)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ: میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن حج ادا نہ کرسکی اور ان کا انتقال ہوگیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کی طرف سے تم حج کرلو، کیا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے'

تمہیں اللہ تعالی کا قرض ادا کرنا چاہئے۔

''بخاری شریف'' کی ایک دوسری روایت میں اس طرح کا سوال ایک شخص کی طرف سے کرنا بھی آیا ہے:

(۱۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اتی رجل النبی صلی الله علیه وسلم فقال له : ان اختی قد نذرت ان تحج ' وانها ماتت ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لو کان علیها دین ' اکنت قاضیه ؟ قال : نعم ، قال : فاقض الله ' فهو احق بالقضاء۔

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: میری بہن نے منت مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ انتقال کرگئی (حج نہ کرسکی اور اپنی منت پوری نہ کرسکی) آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم قرض ادا کرتے؟ انہوں نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس تم اللہ کا قرض ادا کرو، اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔

(بخاری، باب من مات وعلیه نذر ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث:۶۶۹۹)

نذر تقدیر کو ٹال نہیں سکتی

(۱۲)......عن ابی هریرة رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا یاتی ابن آدم النَّذر بشیء لم یکن قد قَدَّرْتُه ، ولکن یُلْقیه القدرُ وقد قدَّرْتُه له ، أستخرِج به من البخیل۔ (بخاری، باب القاء العبد النذر الی القدر ، کتاب القدر ، رقم الحدیث:۶۶۰۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نذر ماننے سے ابن آدم کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آسکتی جو اس کے لئے اس سے پہلے مقدر نہ

ہوچکی ہو، لیکن تقدیر اس کے لئے وہ چیز لے آتی ہے جو اس کے لئے پہلے سے مقدر ہوچکی ہو، میں اس کے ذریعے بخیل سے مال نکالتا ہوں۔

نذر بخیل سے عبادت کرواتی ہے

(۱۳)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال :نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن النذر ، قال : انه لا یَرُدُّ شیئا ، انّما یُستَخرج به من البخیل۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا، اور فرمایا: نذر کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی، اور نذر کی وجہ سے بخیل سے (مال) نکالا جاتا ہے۔(یا سست سے عبادت کروائی جاتی ہے)

(بخاری، باب القاء العبد النذر الی القدر ، کتاب القدر ، رقم الحدیث:۶۶۰۸)

تشریح:......قرآن کریم نے نذر کے پورا کرنے کو ابرار کا وصف بیان فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا ، عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ، یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا﴾۔

(پ:۲۹،سورۂ دہر،آیت نمبر:۵/۶/۷)

ترجمہ:...... بیشک نیک لوگ ایسے جام سے مشروبات پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ مشروبات ایک ایسے چشمے کے ہوں گے جو اللہ تعالی کے (نیک) بندوں کے پینے کے لئے مخصوص ہے، وہ اسے (جہاں چاہیں گے) آسانی سے بہا کر لے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اور اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔

اور اس حدیث شریف میں نذر کی ممانعت وارد ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ممانعت

نذر کی وجوہات معلوم ہونی چاہیے۔محدثین نے اس کی چند وجوہات بیان کی ہیں:

(۱)......ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: احادیث میں نذر ماننے سے منع کیا گیا ہے، یہ درحقیقت نذر کے حکم کی تاکید ہے اور نذر واجب کرنے کے بعد اس کو پورا کرنے میں سستی کرنے سے ممانعت ہے، اگر ان احادیث سے نذر ماننے کی ممانعت مراد ہوتی تو نذر ماننا معصیت ہوتا اور اس کو پورا کرنا لازم نہ ہوتا....اس لئے ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ نذر ماننے کی وجہ سے تم اس چیز کو حاصل کرلو گے جو تمہاری تقدیر میں نہیں ہے یا تم قضاء کو ٹال دو گے تو نذر مت مانو، اور جب تم اس عقیدہ کے بغیر نذر مانو تو اس نذر کو پورا کرو، کیونکہ وہ تم پر لازم ہے۔(تاج العروس ص۵۶۱ ج۳)

(۲)......علامہ مازری نے کہا ہے کہ: نذر ماننے والا عبادت کو بوجھ سمجھتا ہے اور جب تک اس کا مطلوبہ کام نہ ہو جائے، اور اس پر عبادت لازم نہ ہو جائے، اس وقت تک وہ عبادت نہیں کرتا، اس وجہ سے کسی کام کی خاطر عبادت کی نذر ماننا مکروہ ہے۔

(۳)......قاضی عیاض نے کہا ہے کہ: اگر نذر ماننے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ نذر سے تقدیر بدل جاتی ہے تو نذر مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

(شرح صحیح مسلم ص۵۴۴/۵۳۴ ج۴۔مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۳۵ ج۷۔مظاہر حق ص۴۱۴ ج۳)

بیماری پر منت اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی نذر

(۱۴)......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا کہ: حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے نذر (منت) مانی کہ اگر یہ تندرست ہو جائیں تو شکرانہ کے طور پر تین تین روزے دونوں حضرات رکھیں گے، اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل و کرم سے صاحبزادوں کو صحت ہوگئی تو ان

حضرات نے شکرانہ کے روزے رکھنے شروع کئے۔

(فضائل صدقات ص۵۲۴، حصہ دوم، ساتویں فصل: زاہدوں اور اللہ تعالی کے راستہ میں خرچ کرنے والوں کے واقعات۔ واقعہ نمبر:۴۳)

مسلمان ہوتا تو اونٹ کی منت مفید ہوتی

(۱۵)......ان العاص بن وائل نذر فی الجاهلية ان ينحر مأة بدنةٍ و ان هشام بن العاص نحر حصّته خمسين بدنةً ، و ان عَمْرًا سأل النبی صلی الله عليه وسلم عن ذلک ، فقال : امّا أبوک فلو أقرَّ بالتوحيد فصُمْتَ و تَصَدَّقْتَ عنه نفعه ذلک۔

(مسند احمد ص۳۰۷ ج۱۱، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه ، رقم الحديث: ۶۷۰۴)

ترجمہ:......(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:) میرے دادا عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی، میرے چچا ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ قربان کر دیئے، میرے والد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ اگر میں بھی اپنے حصے کے پچاس اونٹ اپنے والد کی طرف سے قربان کر دوں تو ایسا کرنے سے ان کو کچھ فائدہ ہوگا؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: تمہارے والد اگر توحید (یعنی اللہ تعالی) کو ماننے والے ہوتے پھر تم ان کی طرف سے روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے تو یقیناً اس کا ثواب اس کو ملتا۔

تشریح:......اس روایت میں صراحت ہے کہ اونٹ کے قربان کرنے کی منت مانی گئی اور آپ ﷺ نے بشرط اسلام اس کے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ گائے، بکرے

وغیرہ کے ذبح کی منت جائز ہے۔

مقام بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر ماننا

(۱۶)......نذر رجل علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم ان ینحَرَ اِبلا ببُوَانة ، فأتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال : انّی نذرتُ أن أنحر اِبلا ببُوانة ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : هل کان فیها وثن من اوثان الجاهلیة یعبد ؟ قالوا : لا ، قال : هل کان فیها عید من اعیادِهم ؟ قالوا : لا ، قال النبی صلی الله علیه وسلم : أوُفِ بِنذرک فانّه لا وفاء لنذرٍ فی معصیة الله ولا فیما لا یملک ابنُ آدم۔

(ابوداؤد، باب ما یؤمر به من وفاء النذر ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث:۳۳۱۳۔

ابن ماجہ، باب الوفاء بالنذر ، کتاب الکفارات ، رقم الحدیث:۲۱۳۰/۲۱۳۱)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ میں (مقام) بوانہ میں اونٹ ذبح کروں گا، پھر وہ صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کسی بت کی عبادت کی جاتی تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مشرکین کے میلوں میں سے اس میں کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں، تو نبی کریم ﷺ نے (سائل سے) فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرلو، اس لئے کہ گناہ کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، اور نذر اس چیز میں لازم نہیں ہوتی جس کا انسان مالک نہ ہو۔

تشریح:......اس حدیث میں ہے کہ: اونٹ کے ذبح کرنے کی منت مانی گئی، اور آپ ﷺ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔

باندی کا اشعار پڑھنے اور دف بجانے کی منت

(۱۷)......خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بعض مغازيه فلمّا انصرف جاء ت جارية سوداء فقالت : يا رسول الله ! انى كنت نذرت اِنْ ردّك اللّه سالما أن أضرِب بين يديك بالدُّفِ و أتَغَنّى ، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان كنتِ نذرتِ فاضرِبى والا فلا ، فجعلَتْ تضرب ، الخ۔

(ترمذی، باب قوله : ان الشيطان ليخاف منك يا عمر ، ابواب المناقب ، رقم الحديث:۳۶۹۰)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ باندی آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے منت مانی ہے کہ: اگر اللہ تعالی آپ ﷺ کو صحیح سالم واپس لائیں تو میں آپ ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی، اور اشعار پڑھوں گی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اگر تو نے منت مانی ہے تو پوری کرلے، ورنہ نہیں۔

نذر کے چند ضروری مسائل

نذر کا مشروع ہونا

مسئلہ:......فی الجملہ اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ نذر صحیح ہے، اور اگر اطاعت کی نذر ہو تو اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

(۱)......ومن نذر نذرًا مطلقا فعليه الوفاء ، الخ۔

(ہدایہ ۴۸۰ ج ۲، باب ما يكون يمينا وما لا يكون يمينا ، كتاب الايمان)

نذر منعقد ہونے کے لئے تلفظ ضروری ہے

مسئلہ:......نذر منعقد ہونے کے لئے زبان سے تلفظ ضروری ہے، صرف دل کے ارادہ سے نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم زکریا ص ۴۷۱ ج ۴، نذر سے متعلق احکام)

(۱)......والنذر لا يكون الا باللسان ولو نذر بقلبه لا يلزمه بخلاف النية لأن النذر عمل اللسان والنية عمل القلب والنية المشروعية انبعاث القلب على شان أن يكون لله تعالى۔ (حاشیہ درر الاحکام فی شرح غرر الاحکام ص۲۱۲ ج۱، باب الاعتكاف)

نذر معین غیر معلق کسی زمان ومکان کے ساتھ خاص نہیں ہوتی

مسئلہ:......نذر معین غیر معلق کسی زمان و مکان کے ساتھ خاص نہیں ہوتی، اس لئے کسی جمعرات کو روزہ رکھنے کی منت مانی اور جمعہ کو روزہ رکھا تو کوئی حرج نہیں، اور اس کی منت پوری ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم زکریا ص ۴۸۶ ج ۴، نذر سے متعلق احکام)

گناہ کی نذر کا حکم......اور معصیت لذاتہ اور معصیت لغیرہ

مسئلہ:......گناہ کی نذر منعقد نہیں ہوتی، اور اس کا پورا کرنا جائز نہیں، درمختار میں ہے: ”و ان

لا يكون معصية لذاته ''۔(مستفاد: فتاوی رحیمیہ ص۲۳ ج۹، مبوب)

مسئلہ:......معصیت اور گناہ دو قسم کے ہیں:

(۱):......معصیت لذاتہ، جیسے کوئی منت مانے کہ میرا فلاں ہو گیا تو ناچ گانا کراؤں گا، یہ معصیت لذاتہ ہے اور اس میں طاعت کا کوئی پہلو نہیں ہے، لہذا یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، اور کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا۔

(۲):......معصیت لغیرہ: یعنی اصلاتو مشروع ہو، لیکن خارجی وجہ سے منع ہو، جیسے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کی منت مانی، یا طلوع یا غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کی منت مانی، تو روزہ اور نماز اصل کے اعتبار سے عبادت ہیں، لیکن ممنوع اوقات کے ساتھ ملنے سے ممنوع ہو گئے، لہذا نذر منعقد ہو جائے گی، البتہ ان اوقات میں روزہ اور نماز سے روکا جائے گا، اور ان کا توڑنا واجب ہوگا، اور توڑنے کی بنا پر کفارہ لازم ہوگا، لیکن اگر کسی دوسرے دن روزہ رکھ لیا یا دوسرے اوقات میں نماز پڑھ لی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

(مستفاد: فتاوی دار العلوم زکریا ص۳۴۷ ج۴، نذر سے متعلق احکام)

نذر کے جانور کی عمر

مسئلہ:......شریعت میں نذر کے جانور کو صدقہ کا جانور کہا جاتا ہے، اور اس جانور میں قربانی کے شرائط کا ہونا لازم ہے، لہذا اگر بڑا جانور ہے تو مکمل دو سال ہو کر تیسرے سال میں داخل ہو گیا ہو، جیسے کٹرا وغیرہ، اور اگر چھوٹا جانور ہے تو ایک سال مکمل ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو، جیسے بکرا وغیرہ۔(مستفاد: فتاوی قاسمیہ ص۱۰۵ ج۱۷)

(۱)......ولا يؤخذ فى الصدقة الا ما يجوز فى الاضحية۔

(بدائع الصنائع ص۱۳۰ ج۲ (ص۳۲ ج۲)، فصل مقدار الواجب فى السوائم ، كتاب الزكوة)

(۲)......ولا يجوز فيهما الا ما يجوز فی الأضاحی وهو الثنی من الابل والبقر والجدع من الضأن اذا كان ضخما۔

(بدائع الصنائع ص۲۳۳ ج۴ (ص۸۶/۸۵ ج۵)، فصل فی شروط النذر ، کتاب النذر)

بکرے کی نذر مانی تھی لیکن غلطی سے بکری خریدی گئی

مسئلہ:......بکرا صدقہ کرنے کی نذر مانی تو بکرے کی جگہ بکری کی تبدیلی میں کوئی حرج نہیں، چاہے بالقصد بکری کی جگہ بکرا کیا گیا یا بکرے کی جگہ بکری کی گئی ہو۔

(مستفاد: کفایت المفتی (ملتان ص۲۰۹ ج۲) فتاوی قاسمیہ ص۱۰۶ ج۱۷)

(۱)......ولو قال لله علی أن أذبح جزورا و أتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز۔

(بزازیہ ص۱۷۷ ج۱، (ھامش الہندیہ ص۲۷۲ ج۴)، النوع الثالث فی النذر ، کتاب الایمان۔
شامی ص۵۲۴ ج۵، کتاب الایمان ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

بکرا صدقہ کرنے کی منت مانی تو بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ جائز ہے

مسئلہ:......کسی نے یہ منت مانی کہ میں اپنے بچے کی پیدائش کے ایک سال بعد ہر سال ایک بکرا صدقہ کروں گا، اب اسے اختیار ہے چاہے بکرا صدقہ کرے چاہے بکری، چاہے اس کی قیمت۔(مستفاد: فتاوی قاسمیہ ص۱۱۳ ج۱۷)

(۱)......بخلاف النذر بالتصدق بشاتين و سطين فتصدق بشاة بقدرهما جاز ، لان المقصود اغناء الفقير وبه تحصل القربة وهو يحصل بالقيمة۔

(شامی ص۲۱۱ ج۳، باب زکوة الغنم ، کتاب الزکوة ،ط: مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

منت کا جانور غریب ہی کھا سکتا ہے

مسئلہ:……نذر کے بکرے سے صرف غرباء ہی کھا سکتے ہیں، مالدار وغیرہ کو اس سے کھانا جائز نہیں۔

(۱)……فأما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا بأس به ، وفى الفتاوى العتابية : و كذلک يجوز النفل للغنى۔

(تاتارخانیہ ص۲۱۴ ج۳، النوع الثالث فى النذر ، كتاب الزكوة ، رقم :۴۱۵۵)

(۱)……مصرف الزكوة والعشر : هو فقير وهو من له أدنى شىء (در مختار) وفى الشامى : وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلک من الصدقات الواجبة۔

(شامی ص۲۸۳ ج۳، باب المصرف ، كتاب الزكوة ، ط: مكتبة الباز ، مكة المكرمة)

صدقۂ نافلہ کا جانور خود بھی کھا سکتا ہے اور دوستوں کو بھی کھلا سکتا ہے

مسئلہ:……جو جانور صدقۂ نافلہ میں ذبح کیا گیا ہو اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے اہل وعیال اور صاحب نصاب دوست واحباب وغیرہ کو بھی کھلا سکتا ہے، کیونکہ یہ ان کے لئے ہبہ کے درجے میں ہوگا۔

(۱)……مصرف الزكوة والعشر : هو فقير وهو من له أدنى شىء (در مختار) وفى الشامى : وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلک من الصدقات الواجبة۔

(شامی ص۲۸۳ ج۳، باب المصرف ، كتاب الزكوة ، ط: مكتبة الباز ، مكة المكرمة)

بیماری سے صحت یاب ہونے پر بکرا ذبح کرنے کی منت درست ہے

مسئلہ:......کسی نے منت مانی کہ اگر میں اس بیماری سے صحت یاب ہوگیا تو بکرا ذبح کروں گا، تو ذبح کی منت درست ہے، لہذا صحت یاب ہونے پر بکرا ذبح کر کے اس کو صدقہ کرنا لازم اور ضروری ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم زکریا ص۴۷۳ ج۴، نذر سے متعلق احکام)

(۱)......لو نذر بقتل شاة لا يلزمه ولو نذر بذبحها لزمه۔

(بدائع الصنائع ص۸۵ ج۵، باب الاعتكاف)

مطلق صدقہ کی نذر مانی تو صدقۂ فطر کی مقدار واجب ہوگی

مسئلہ:......مطلق صدقہ کی نذر مانی تو صدقۂ فطر کی مقدار قیمت یا اس کے برابر کوئی اور چیز صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم زکریا ص۴۹۵ ج۴، نذر سے متعلق احکام)

منت کے ساتھ انشاء اللہ کہنے کا حکم

مسئلہ:......اگر کسی شخص نے کوئی نذر مانی اور اس کے ساتھ انشاء اللہ تعالی کہا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۰۴ ج۴)

نماز کی نذر کے مسائل

نماز نذران نوافل میں سے ہے جو بندہ کے لئے اپنے قول سے اس پر واجب ہو جاتی ہے، اس لئے یہ واجب لغیرہ ہے، اور اس کا وجوب عارضی ہونے کی وجہ سے بعض احکام میں فرضوں کے مشابہ ہے، اور بعض میں نفلوں کے حکم میں ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں نے اللہ کے واسطے نذر کی کہ ایک دن کی نماز پڑھوں گا تو اس پر دو رکعتیں لازم ہوں گی۔

مسئلہ:......اگر کسی نے مہینہ بھر کی نمازوں کی نذر کی تو مہینے کے جتنے فرض اور وتر ہیں اتنی نمازیں اس پر لازم ہوں گی، سنتیں لازم نہ ہوں گی، لیکن اس کو چاہئے کہ وتر اور مغرب کی نمازوں کے بدلے چار چار رکعتیں پڑھے۔

مسئلہ:......کسی نے دو رکعتیں پڑھنے کی نذر مانی اور ان کو بیٹھ کر ادا کیا تو اگر ان کو نذر میں کھڑے ہوکر پڑھنے کے ساتھ متعین نہیں کیا تھا تو جائز ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی نذر مانی تو اس کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنا واجب ہے، اور کسی چیز پر سہارا دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے کہا کہ: اللہ کے لئے میرے ذمہ یہ ہے کہ آج دو رکعتیں پڑھوں گا، اور اس دن نہ پڑھے تو ان کو قضا کرے۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج دو رکعتیں پڑھوں گا، اور اس دن نہ پڑھے تو قسم کا کفارہ دے، اور قضا اس پر لازم نہیں۔

نوٹ:......قسم کا کفارہ دس مسکینون کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا کپڑے دینا ہے، اور اگر یہ میسر نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی جگہ کی تعیین کے ساتھ نماز کی نذر مانی تو کہیں بھی نماز ادا کرنا کافی ہے، مثلاً مکہ میں نماز کی نذر مانی اور اپنے گھر میں وہ نماز ادا کر لی تو جائز ہے۔

مسئلہ:......عورت نے منت مانی کہ کل نماز پڑھے گی یا روزہ رکھے گی، پھر دوسرے دن اسے حیض آ گیا تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی منت مانی یا مطلق چار رکعت کی منت مانی، اور ایک سلام سے پڑھنے کے ساتھ اس کو مقید نہیں کیا تو اس کو ایک ہی سلام کے ساتھ چاروں رکعتیں پوری کرنی واجب ہے۔

مسئلہ:......اگر چار رکعتیں دوسلاموں سے پڑھنے کی منت مانی تو ان چاروں کو ایک ہی سلام سے ادا کرنا بھی جائز ہے، اور اس کی منت پوری ہو جائے گی۔(عمدۃ الفقہ ص۳۰۲ ج۲)

روزوں کی نذر کے مسائل

مسئلہ:......اس سال کے روزوں کی منت مانی تو اس پر اس سال کے روزے نذر کے دن سے آخری ذی الحجہ تک واجب ہو جائیں گے۔

مسئلہ:......اگر کسی اور متعین سال کے روزوں کی منت مانی تو اُس سال کے روزے واجب ہو جائیں گے، پس وہ اس سال کے روزے رکھے، سوائے پانچ ایام ممنوعہ یعنی عید الفطر و عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے تین روزے نہ رکھے، اور ان پانچ روزوں کو بعد میں قضا کرے۔

مسئلہ:......اگر عورت نے یہ منت مانی ہو تو وہ ایام حیض کے روزوں کی بھی قضا کرے۔

مسئلہ:......اگر نذر ایام ممنوعہ گذرنے کے بعد کی ہو تو اس پر گذرے ہوئے دنوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:......اگر عید الفطر گذرنے کے بعد: ۲ر شوال کو نذر مانی ہو تو اس پر عید الفطر کے دن کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ:......اگر ایام تشریق گذرنے کے بعد چودھویں ذی الحجہ کو نذر کی ہو تو اس پر عیدین اور ایام تشریق کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ:......اگر کسی نے غیر معین سال کے روزوں کی نیت کی ہو اور اس میں یہ شرط کی ہو کہ لگاتار روزے رکھے گا تو اس کا حکم وہی ہے جو معین سال کے روزوں کی نذر کا ہے، پس وہ ایام منہیہ کے روزے نہ رکھے، لیکن سال ختم ہوتے ہی دوسرے سال کے شروع میں کسی فاصلہ کے بغیر متصل ان روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ:......اگر غیر معین سال کی نذر کی، اور لگا تار کی شرط نہ لگائی تو وہ چاند کے حساب سے ایک سال کے روزے پانچ ایام منہیہ کے علاوہ رکھے، اور اس کے بعد تیس روزے رمضان کے اور پانچ ایام ممنوعہ قضا کرے۔ اور عورت اپنے حیض کے روزے بھی قضا کرے۔

نوٹ:...... مہینے کی منت کے روزوں کا حکم بھی ایسا ہی ہے جو اوپر سال کا بیان ہوا۔

مسئلہ:......ایک دن کے روزے کی منت مانی تو ایک دن کا روزہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:......دن معین کر کے منت مانی تو اس دن کا روزہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:......اگر تندرست آدمی نے مہینے کے روزوں کی منت مانی، پھر مہینہ پورا ہونے سے پہلے وفات ہوگئی تو اس پر مہینہ بھر کے روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:......اگر بیمار نے مہینے کے روزوں کی منت مانی اور تندرست ہونے سے پہلے اس کی وفات ہوگئی تو کچھ لازم نہیں، اور اگر ایک دن کے لئے بھی تندرست ہوگیا اور اس کا روزہ نہ رکھا تو اس پر واجب ہے کہ مہینہ بھر کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے منت مانی یہ بیماری جاتی رہی تو دس روزے رکھوں گا (یا کوئی اور منت مانی، مثلاً سو رکعت نماز پڑھوں گا) پھر وہی بیماری لوٹ آئی تو اس پر کچھ لازم نہیں۔

مسئلہ:......اگر کسی نے رجب کے روزوں کی منت مانی پھر رجب میں بیمار ہوگیا تو اس وقت روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضا کرے، چاہے لگا تار رکھے یا متفرق طور پر دونوں طرح جائز ہے۔

اعتکاف کی نذر کے مسائل

مسئلہ:......اگر دو دن یا زیادہ دنوں یا راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دنوں کے ساتھ راتوں اور راتوں کے ساتھ دنوں کا اعتکاف بھی لازم ہوجائے گا۔

مسئلہ:......اگر صرف دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوگا۔

مسئلہ:......اگر صرف راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو کچھ واجب نہ ہوگا، اس لئے کہ رات روزے کا محل نہیں۔

مسئلہ:......اگر ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو رات ضمنا داخل نہیں ہوگی۔

مسئلہ:......صرف دنوں کے اعتکاف کی منت مانی تو اس کو اختیار ہے کہ لگاتار اعتکاف کرے یا متفرق۔

مسئلہ:......اگر راتوں اور دنوں کی منت مانی تو لگاتار رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ:......جب اعتکاف میں رات اور دن دونوں شامل ہوں تو اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوگی، پس وہ اپنی نذر کے پہلے دن سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں داخل ہوجائے، اور نذر کے آخری دن غروب کے بعد مسجد سے نکلے۔

مسئلہ:......صرف دن کے اعتکاف کی منت ہو تو طلوع فجر سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور غروب کے بعد مسجد سے نکلے۔

مسئلہ:......اگر معین دن یا معین مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور اس وقت سے پہلے اعتکاف کرلیا تو جائز ہے۔

مسئلہ:......کسی معین مسجد میں اعتکاف کی منت مانی اور دوسری مسجد میں اعتکاف کرلیا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ:......کسی نے ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی پھر ادا کرنے سے پہلے فوت ہوگیا اور وصیت کی ہو تو ہر دن کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ ادا کرے، اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارث کو مجبور نہیں کیا جائے گا، اگر وارث اجازت دے تو فدیہ دینا جائز ہے۔

مسئلہ:...... کسی نے بیماری کی حالت میں ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور وہ اچھا نہ ہوا اور وفات ہوگئی تو اس پر کچھ واجب نہیں، اور اگر ایک دن کے لئے بھی تندرست ہوا تو پورے مہینے کے بدلے فدیہ دیا جائے گا۔

مسئلہ:...... جب واجب اعتکاف فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے، پس اگر کسی معین مہینے کے اعتکاف کی نذر کی تھی اور اس نے ایک دن یا زیادہ دنوں کا روزہ توڑ دیا تو اتنے ہی دن قضا کرے جن کا روزہ توڑا ہے، اور اگر غیر معین مہینے کے اعتکاف کی نذر کی اور اس کے کسی دن کا روزہ توڑ دیا تو نئے سرے سے اعتکاف کرے، اس لئے کہ اس کا لگاتار ادا کرنا واجب ہے خواہ اس نے اپنے فعل سے عذر کے بغیر فاسد کیا ہو یا عذر کے ساتھ اپنے فعل سے فاسد کیا ہو یا اس کے فعل کے بغیر فاسد ہو گیا ہو، لیکن اگر معتبر عذر کے بغیر فاسد کر دے تو گنہگار ہوگا۔ (زبدۃ الفقہ ص ۲۱۴/حصہ سوم، اعتکاف کے متفرق مسائل)

حج کی نذر کے مسائل

نوٹ:...... حج اور عمرہ کی نذر کے مفصل مسائل کے لئے دیکھئے: عمدۃ الفقہ ص ۳۹۷ ج ۴۔ یہاں اسی سے چند مسائل لکھے جاتے ہیں۔

مسئلہ:...... حج یا عمرہ کی منت ماننے سے حج اور عمرہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ:...... نذر کا حج امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فرض حج سے ساقط ہو جائے گا، دوسرا مستقل نذر کا حج واجب نہیں رہے گا۔

مسئلہ:...... اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ وہ فلاں سال حج کرے گا، پھر اس نے اس سال حج کر لیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

مسئلہ:...... کسی نے منت مانی کہ میں اس سال نفلی حج کروں گا، پھر فرض حج ادا کیا تو اس کے

ذمہ واجب ہے کہ وہ نفلی حج ادا کرے۔

مسئلہ:......اگر یہ منت مانی کہ فلاں شخص کو حج کراؤں گا، تو اس کو حج کرانا واجب ہے۔

طواف کی نذر کے مسائل

مسئلہ:......طواف کی نذر ماننے والے پر طواف واجب ہوجاتا ہے خواہ وہ نذر غیر معلق ہو یا معلق۔

مسئلہ:...... یہ طواف واجب ہے، یعنی فرض عملی ہے فرض اعتقادی نہیں ہے۔

مسئلہ:......اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب تک نذر کرنے والا خود اس کا وقت معین نہ کرے، یعنی نذر معین کا طواف اس کے معین وقت میں ادا کرنا واجب ہوگا اور نذر غیر معین کے طواف کا وقت تمام عمر ہے۔(عمدۃ الفقہ ص۱۶۴/۱۶۵ج۴)

مقالہ برائے تاریخی سیمینار منعقدہ: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مؤرخہ: ۱۲/۱۳/ جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ مطابق ۴/۵/ اپریل ۲۰۱۲ء

تجوید وقراءت

اس رسالہ میں تجوید وقراءت کی اہمیت کو قرآن کریم کی آیات مبارکہ، احادیث نبویہ اور آثار واقوال اکابر کی روشنی میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نزّل القرآن بالترتيل والتجويد ، والصلوة والسلام على رسوله الذى طار روحه الى العرش المجيد ، واصحابه الذين قاوموا كل كفار وعنيد ، أما بعد

''جامعۃ القراءات کفلیۃ'' کے ارباب اہتمام نے اس موضوع پر کہ سرزمین گجرات میں تجویدوقراءت کے مہتم بالشان اور عظیم ترین فن کے سلسلہ میں کیا خدمات ہوئیں، ایک تاریخی سیمینار منعقد کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس کا اعلان بھی کر دیا گیا، چنانچہ حسب اعلان مؤرخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ مطابق ۴/۵/ اپریل ۲۰۱۲ء شیخ القراء واستاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری ومقری احمد اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی صدارت میں یہ مثالی اور یادگار سیمینار منعقد ہوا، اور الحمد للہ اس کے اچھے نتائج ظاہر ہوئے، اور بڑی خوبی وحسنِ انتظام سے اس کا اختتام ہوا۔ عوام وخواص نے اس کا اچھا اثر لیا، راقم الحروف باوجود تمنا و چاہت کے اس میں شرکت نہ کرسکا، جس کا افسوس ہے اور رہے گا۔

سیمینار کے سلسلہ میں حضرات اہل قلم وعلماء وقراء کی خدمات میں جامعہ کی طرف سے ایک گرامی نامہ پہنچا کہ آپ اس سیمینار کے لئے مقررہ وقت تک مقالہ تیار کر کے بھیج دیں، اس سلسلہ کا ایک حکم نامہ راقم کی خدمت میں بھی موصول ہوا، اور مزید دوست واحباب کی طرف سے اصرار بھی تھا کہ میں بھی کوئی مقالہ لکھ کر ارسال کروں، یہ وہ وقت تھا کہ راقم بنگلہ دیش اور ہندوستان کے سفر کا ارادہ کئے ہوئے تھا، اس لئے مقالہ کا وقت نہ مل سکا، اب اس کام کے لئے کچھ وقت فارغ کر کے چند صفحات تیار کر لئے، اللہ تعالیٰ ان اوراق کو قبول فرما کر قرآن کریم کی عظمت وتلاوت کے آداب کی رعایت نصیب فرمائے، آمین۔

خیال آیا کہ ایک مقالہ میں قرّاء کا مختصر تعارف اور دوسرے مقالہ میں علم قرأت وتجوید کی اہمیت پر کچھ لکھوں، الحمد للہ دونوں مقالے مکمل ہوگئے۔

مرغوب احمد لاجپوری

قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنا

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾۔(سورۂ مزمل، آیت نمبر:۴، پارہ:۲۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر اس طرح منقول ہے: ’’الترتیل ھو تجوید الحروف ومعرفة الوقوف‘‘۔یعنی ترتیل تجوید حروف اور معرفت وقوف کا نام ہے۔(الاتقان فی علوم القرآن ص۹۸ ج۱، باب تجوید الحروف)

ترتیل لغت میں واضح اور صاف پڑھنے کو کہتے ہیں۔اور شرع شریف میں کئی چیزوں کی رعایت کرنے کو کہتے ہیں، تاکہ قرآن شریف کے پڑھنے میں خوب ترتیل حاصل ہووے۔

پہلے حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے نکالنا تاکہ طا کی تا اور ضاد کی جگہ ظا نہ نکلے۔

دوسرے وقوف کی جگہ پر اچھی طرح ٹھیرنا تاکہ وصل اور قطع کلام میں بے موقع نہ ہونے پائے اور کلام کی صورت متبدل نہ ہوجاوے۔

تیسرے حرکتوں میں اشباع کرنا، یعنی زیر، زبر، پیش کو آپس میں امتیاز دینا تاکہ ایک دوسرے سے ملنے اور مشتبہ ہونے نہ پاوے۔(تفسیر عزیزی ص۱۳۱ ج۳، سورۂ مزمل)

ترتیل کے بڑے بڑے اجزاء دو ہیں: (۱): تجوید الحروف، (۲): معرفۃ الوقوف۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے دو دو جز ہیں، چنانچہ تجوید الحروف کے دو جز یہ ہیں: مخارج الحروف، صفات الحروف۔اور معرفۃ الوقوف کے دو جز یہ ہیں: کیفیت وقوف، محل وقوف۔ پھر صفات کی بھی دو قسمیں ہیں: صفات لازمہ اور صفات عارضہ، پس یہ کل پانچ چیزیں ہوئیں، جن کے مجموعہ پر ترتیل کا اطلاق ہوتا ہے۔(معلم التجوید ص۵۶)

کوئی یہ سوال کرے کہ آپ ﷺ تو جس طرح نازل ہوا اسی طرح پڑھتے تھے، پھر

آپ ﷺ کو ترتیل کے حکم کیوں دیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مخاطب تو آپ ﷺ ہیں، مگر امرامت کے لئے ہے، جیسے اس آیت شریفہ میں:

﴿ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْن ﴾۔ (سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۴۷)

ترجمہ:......اور حق وہی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، لہذا شک کرنے والوں میں ہرگز شامل نہ ہوجانا۔ (آسان ترجمہ)

اور جیسے اس آیت شریفہ میں:

﴿ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ ﴾ (سورۂ انعام، آیت نمبر:۳۵)

ترجمہ:......لہذا تم نادانوں میں ہرگز شامل نہ ہونا۔ (آسان ترجمہ)

ایک جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴾ کافر کہنے لگے کہ سارا قرآن ایک ہی دفعہ میں کیوں نازل نہیں کر دیا جاتا؟ اس کے جواب میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ: ہم نے اس لئے ایسا کیا تا کہ اس کے ذریعہ تمہارا دل مضبوط رکھیں ﴿ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴾ اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھوایا۔ (سورۂ فرقان، آیت ۳۲، پارہ:۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ترجمہ کیا کہ ہم نے قرآن کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ ترتیل کے معنی ترسیل یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ سدی رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا: ہم نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے الگ الگ کر دیا۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: ہم اس کے ایک حصہ کو دوسرے کے بعد لائے۔ نخعی اور حسن رحمہما اللہ نے کہا: ہم نے اس کو جدا جدا ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔

ترتیل کا اصلی استعمال دانتوں کی جھریاں بتانے کے لئے ہوتا ہے۔ (اگر ہر دانت دوسرے دانت کے ساتھ ہموار اور دونوں کے درمیان جھری نما ایک لکیر ہو تو دانتوں کی اس حالت کو ترتیل اسنان کہا جاتا ہے)۔ (تفسیر مظہری، اردو ص۴۴۹ ج۸)

میرے استاذ محترم حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب دامت برکاتہم نے اس آیت کی بڑی عمدہ تشریح ودل لگتی تفسیر فرمائی ہیں، حضرت تحریر فرماتے ہیں:

ترتیل کا حکم کہاں اور کب نازل ہوا

اللہ تعالی نے آیت شریفہ﴿ ورتل القرآن ترتیلا ﴾میں ہر قرآن مجید پڑھنے والے کو وجوباً قراءۃ بالترتیل کا مکلّف فرمایا ہے۔ باری تعالی نے اپنے ارشاد﴿ ورتل القرآن ترتیلا ﴾ میں قرآن کریم پڑھنے والوں کو ترتیل کا صرف حکم ہی نہیں فرمایا، بلکہ امر کی تاکید کے لئے ''ترتیلا'' کے ساتھ مؤکد فرمایا، جس سے امر میں مبالغہ اور تاکید مطلوب ہے، اور ''ترتیلاً'' جو مصدر ہے اس کی تنوین بھی مبالغہ کے لئے ہے۔

پھر یہ کہ امر اصلا وجوب ہی کے معنی پر محمول ہوتا ہے، جبکہ ندب واستحباب پر کوئی قرینہ نہ پایا جائے۔ اور یہاں ایسا کوئی قرینہ نہیں جو صیغۂ امر استحباب اور ندب کے لئے محمول ہو سکے، بلکہ حدیث' آثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے ارشادات واجماع امت سے قراءۃ بالترتیل کا وجوب ہی ثابت ہوتا ہے۔

حضرات مفسرین کا اتفاق ہے کہ سورۂ مزمل مکہ مکرمہ میں اور ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی، البتہ اس کی تین آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے:﴿ واصبر علی ما یقولون ﴾ ﴿ وذرنی والمکذبین ﴾﴿ ان ربّک یعلم ﴾الخ، مگر اکثر مفسرین کے نزدیک یہ تینوں آیتیں بھی مکی ہیں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم کے قول پر ﴿ واصبر علی مایقولون ﴾اور﴿ وذرنی والمکذبین ﴾ یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں۔ ثعلبی رحمہ اللہ کے قول پر﴿ ان ربک یعلم ﴾ سے اخیر تک صرف ایک آیت مدنی ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے'' جمال القرآء'' میں لکھا ہے کہ: پہلی وحی سورۂ علق کی پہلی

پانچ آیتیں ہیں، اس کے بعد سورۂ مدثر مکہ میں نازل ہوئی، اس کے بعد سورۂ مزمل مکہ میں نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ﴿ ورتل القرآن ترتیلا ﴾ میں قراءۃ بالترتیل کا حکم مکہ مکرمہ میں اور ابتدائی زمانہ میں نازل ہوا، جبکہ نماز کے علاوہ باقی احکام مدنی سورتوں میں نازل ہوئے۔

الحاصل! آیت شریفہ ﴿ ورتل القرآن ترتیلا ﴾ کا مکہ مکرمہ اور ابتدائی دور میں نازل ہونا۔ اسی طرح آیت شریفہ کی تفسیر حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے اثر ’’تجوید الحروف و معرفة الوقوف ‘‘ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ابتدائی دور ہی سے یہ بات بالکل ناپسند تھی کہ اس کی آخری کتاب مقدس کو عام انداز میں پڑھا اور پڑھایا جائے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا اسی میں ہے کہ قرآن مجید کو تجوید اور حسن وقف وابتداء کی کامل رعایت کے ساتھ پڑھایا جائے، اور اس پر پورے اہتمام کے ساتھ عمل کیا جائے، اسی میں انسان کی کامیابی ہے۔ (خطبۂ صدارت ص ۲۵)

علم تجوید کی فضیلت

علم تجوید تمام علوم سے افضل واشرف ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق تمام چیزوں سے اشرف یعنی کلام اللہ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ (عقد الفرید، للشیخ محمد بن صبرہ۔ معلم التجوید ص ۵۱)

تجوید کا وجوب قرآن سے

اس عظیم فن کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ تجوید کا وجوب قرآن کریم، سنت، اجماع اور قیاس چاروں سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)......﴿ الذین اتینھم الکتب یتلونه حق تلاوته ﴾۔ (سورۂ بقرہ، آیت نمبر: ۱۲۱)

ترجمہ:......جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی، جبکہ وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہوں

جیسا اس کی تلاوت کا حق ہے۔ (آسان ترجمہ، ص ۹۳ ج۱)

اس آیت شریفہ میں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے یا تورات؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم مراد لیا ہے۔ اسی اختلاف پر حق تلاوت کا بھی اختلاف ہے، بہر حال اس سے مراد قرآن کریم ہو تو اس کی ایک تفسیر حق قرأت سے بھی کی گئی ہے یعنی قرآن کریم کی تلاوت کا جو حق ہے کہ اس کو تجوید وترتیل سے پڑھا جائے وہ بھی اس آیت میں شامل ہے۔ تفسیر قرطبی میں اس آیت کی تفسیر میں ''یقرأونه حق قراء ته'' بھی آیا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، ص ۹۳ ج۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں منقول ہے کہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حق تلاوت یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال سمجھے اور اس کے حرام کو حرام سمجھے اور جیسا قرآن نازل ہوا ہے اس طرح پڑھے، الخ۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۂ بقرہ، تحت آیت نمبر: ۱۲۱)

حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''حق تلاوت سے مراد یہ ہے کہ تلاوت کے پورے حقوق ادا ہونے چاہئیں، فرض کرو کہ ایک بادشاہ اپنے فرمان کو اپنے سامنے پڑھنے کا حکم دے تو اس وقت یہ حالت ہوگی کہ ہر لفظ کو سنبھل سنبھل کر اور صاف صاف ادا کرو گے اور معنی اور مفہوم کی طرف بھی پوری توجہ ہوگی اور دل میں یہ پختہ ارادہ ہوگا کہ اس فرمان میں جس قدر بھی احکام ہیں حرف بحرف ان کی تعمیل کروں گا، اور پڑھتے وقت دربار شاہی کے آداب سے بھی ذرہ برابر غفلت نہ ہوگی' اسی طرح تلاوت قرآن کو سمجھو کہ ہم اللہ رب العالمین کے سامنے پڑھ رہے ہیں، ایک ایک لفظ کو صاف صاف ادا کرو، یہ ترتیل اور تجوید ہے۔ (معارف القرآن ص ۲۷۷ ج۱)

ایک حدیث شریف میں بھی آپ ﷺ نے تلاوت کے حق کی ادائیگی کے ساتھ قرآن پاک کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ارشاد فرمایا:

(ا)......قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : یا اھل القرآن لا تتوسَّدُوا القراٰن ' واتلوہ حقّ تلاوتہ من اٰناء اللیل والنھار' وافشوہ ' وتغنوہ ' وتدبروا مافیہ لعلکم تفلحون ' ولا تُعجّلو ثوابہ فانّ لہ ثواباً۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۵۰ ج۲، فصل فی اِدمان تلاوۃ القرآن ، باب فی تعظیم القرآن ، فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۲۰۰۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہل قرآن! قرآن سے تکیہ نہ کرو، اور رات دن پڑھتے رہا کرو جیسا کہ اس کو پڑھنے کا حق ہے، قرآن کو ظاہر کرو، اسے خوش آوازی کے ساتھ پڑھو، جو کچھ اس میں مذکور ہے اس میں غور وفکر کرو تا کہ تمہارا مطلوب (آخرت) حاصل ہو، اور اس کا ثواب حاصل ہونے میں جلد بازی نہ کرو (یعنی دنیا ہی میں اس کا اجر حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو) کیونکہ آخرت میں اس کا بڑا ثواب ہے۔

تشریح:......''قرآن سے تکیہ نہ کرو'' کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے غفلت نہ برتو، بلکہ برابر قرآن پڑھتے رہا کرو، اور اس کا حق بھی ادا کرو، بایں طور کہ اس کے حروف اچھی طرح ادا کرو اور اس کے معانی سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن پر تکیہ لگانا یعنی اس پر سہارا دے کر بیٹھنا یا لیٹنا، اس کی طرف پاؤں پھیلانا، اس پر کوئی چیز رکھنا، اس کی طرف پیٹھ کرنا، اس کو روندنا اور اس کو پھینکنا یہ سب چیزیں حرام ہیں۔

''جیسا کہ اس کو پڑھنے کا حق ہے'' قرآن کریم کو پڑھنے وقت چار باتوں کا خاص خیال

رکھنا چاہئے: اول تو یہ کہ الفاظ کو درست اور صحیح ادا کیا جائے، دوسری بات یہ کہ مفہوم ومعانی سمجھنا چاہئے، تیسری بات یہ کہ مفہوم ومعانی کا مقصد سمجھنا چاہئے اور چوتھی بات یہ کہ جو کچھ پڑھا جائے اس پر عمل کیا جائے۔ (مظاہر حق ص ۴۵۰ ج ۲)

آجکل حرم میں دیکھا جاتا ہے عربوں میں قرآن کریم کی عظمت وادب کا خیال نہ ہونے کے درجہ میں ہے، قرآن کریم کو زمین پر رکھ دینا، اس کی طرف پاؤں پھیلانا، ایک ہاتھ سے اس طرح اٹھانا جیسے کوئی اخبار ہو وغیرہ وغیرہ، اب ہمارے ہندو پاک کے بعض بے ادب بھی ان کو دیکھ کر اس بے ادبی کے مرتکب ہو رہے ہیں، فالی اللہ المشتکی۔

(۲)......دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴾۔ (سورۂ فرقان، آیت نمبر: ۳۰، پارہ: ۱۹)

ترجمہ:......اور رسول (ﷺ) کہیں گے کہ: یارب! میری قوم اس قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھی تھی۔ (آسان ترجمہ ص ۱۱۰۱ ج ۲)

یہ آیت اگرچہ کافر کے بارے میں ہے مگر مسلمان بھی قرآن کریم کو چھوڑ دے تو ڈر ہے کہ اس وعید کا مصداق نہ بن جائے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں بڑی عمدہ بات تحریر فرمائی ہیں، وہ فرماتے ہیں:

ہجران سے مراد یہ ہے کہ کافر کے سامنے جب قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کثرت کلام اور شور وغل کرتے ہیں تا کہ اس کو کوئی سن نہ سکے۔ پھر فرماتے ہیں:

”وترک علمه وحفظه ایضا من هجرانه، وترک الایمان به وتصدیقه من هجرانه، وترک تدبره وتفهمه من هجرانه، وترک العمل به وامتثال اوامره واجتناب زواجره من هجرانه“۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۂ فرقان)

یعنی قرآن کے علم اور اس کے حفظ کا ترک بھی، اور اس پر ایمان کا نہ لانا اور اس کی تصدیق نہ کرنا، اور اس میں تدبر اور فہم پیدا نہ کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا اور اس کے اوامر کو بجا نہ لانا اور اس کے مناہی سے اجتناب نہ کرنا یہ سب ہجران میں شامل ہیں۔

قرآن کریم کے حفظ میں تجوید کی رعایت بھی بدرجۂ اتم شامل ہے، اگر کوئی قرآن کریم کو حفظ کرے، مگر تجوید کا خیال نہ رکھے تو یقیناً اس آیت کی وعید میں وہ شامل ہوگا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

(۳)......﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ﴾۔ (سورۂ مزمل، آیت نمبر:۴، پارہ:۲۹)

اس آیت کی تفصیل شروع میں گذر چکی ہے۔

تجوید کا وجوب احادیث سے

(۲)......عن زید بن ثابت رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال : ان اللہ یحب ان یقرأ القرآن کما انزل۔

ترجمہ:......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: اللہ تعالی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن اس طرح پڑھا جائے جس طرح نازل ہوا۔

(کنز العمال ص۱۴۲ ج۱، القراءٓت السبعة ، الاذکار ، رقم الحدیث:۳۰۶۹)

(۳)......من قال لا اله الا الله ، ومدها هدمت له اربعة الاف ذنب۔

ترجمہ:......جس نے ''لا الـه الا اللـه'' پڑھا اور اس میں مد کیا اس کے چار ہزار گناہ منہدم (یعنی ختم) ہو جائیں گے۔ (کنز العمال، فضل الشهادتین ، رقم الحدیث:۲۰۲)

آپ ﷺ کا تجوید کے ساتھ تلاوت فرمانا

(۴)......عن حفصة رضی اللہ عنها انها قالت : ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علی

وسلم فی سبحة قاعدا ' حتی کان قبل وفاته بعام ' فکان یصلّی فی سبحته قاعدا ' وکان یقرأ بالسورة فیرتِّلُها ' حتی تکون اطول من اطول منها۔

(مسلم شریف، باب جواز النافلة قائما و قاعدا و فعل بعض الرکعة قائما و بعضها قاعدا ، کتاب صلوة المسافرین و قصرها ، رقم الحدیث:۷۳۳)

ترجمہ:......حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو بیٹھ کر نوافل پڑھتے نہیں دیکھا، البتہ وفات سے ایک سال قبل بیٹھ کر نفل پڑھنے لگے تھے، اور آپ ﷺ سورت کو ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھتے تھے، یہاں تک کہ وہ لمبی سے لمبی ہوجاتی تھی۔(تفہیم المسلم ص۸۰۹ج۱)

(۵)......عن قتادة قال : سئل انس رضی الله عنه : کیف کانت قراءة النبی صلی الله علیه وسلم ؟ فقال : کانت مدًّا ، ثم قرء" بسم الله الرحمن الرحیم" یمد" ببسم الله " ویمد " بالرحمٰن " ویمد " بالرحیم "۔

(بخاری، باب مد القراءة ،کتاب فضائل القرآن ، تقم الحدیث:۵۰۴۶)

ترجمہ:......حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی قرأت کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا کہ: آپ ﷺ کی قرأت درازی کے ساتھ ہوتی تھی، پھر انہوں نے" بسم الله الرحمن الرحیم "پڑھ کر بتایا کہ اس طرح "بسم الله" کو دراز کرتے تھے (یعنی "بسم الله" میں الف کو الف مقصود کے بقدر کھینچتے تھے "رحمٰن" کو دراز کرتے تھے (یعنی اس کے الف کو بھی کھینچتے تھے) اور "رحیم" کو دراز کرتے تھے (یعنی "رحیم" کی "یاء" کو اصلی یا عارضی مد کرتے تھے)

تشریح:......آپ ﷺ کی قرأت درازی کے ساتھ ہوتی تھی کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت

ﷺ حروف مد اور لین کو بقدر معروف مد کرتے تھے جو ارباب وقف (یعنی ارباب تجوید) کے قواعد کے مطابق ہے۔(مظاہر حق ص۴۳۹ ج۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کے تحت ابونعیم کی روایت ''کان یمد صوتة مدا'' کے الفاظ کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔(فتح الباری)

(۶)......عن یعلی بن مملک انه سأل ام سلمة رضی الله عنها عن قراء ة رسول الله صلی الله علی وسلم.....فاذا هی تنعت قراء ة حرفا حرفا۔

(ابوداؤد، باب مد القراء ة ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۱۴۶۶)

ترجمہ:......یعلی ابن مملک نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی قرأت کے بارہ میں پوچھا (کہ آپ ﷺ قرآن کریم کس طرح پڑھتے تھے) حضرت ام اسلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی قرأت کو واضح طور پر اور ایک ایک حرف کر کے بیان کیا۔

تشریح:......مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ قرآن کریم اس طرح پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کی قرأت کے حروف کو اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو یہ ممکن تھا، گویا آپ ﷺ قرآن کریم خوب ترتیل سے تجوید کے طور پر پڑھتے تھے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں منقول الفاظ دونوں احتمال رکھتے ہیں یا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی قرأت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کیا یا یہ کہ انہوں نے قرآن کریم اسی طرح پڑھ کر سنایا جس طرح آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارہ میں منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: بغیر

ترتیل کے سارے قرآن کو پڑھنے کی بہ نسبت صرف ایک سورۃ ترتیل کے ساتھ پڑھنا میرے نزدیک زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے۔ (مظاہر حق ص۷۴۴ ج ۲)

(۷)...... كان ابن مسعود رضى الله عنه يقرء رجلا فقرأ الرجل ﴿ انما الصدقات للفقراء والمساكين ﴾ مرسلة ' فقال ابن مسعود : ما هكذا اقرأنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال : اقرأها يا أبا عبد الرحمن ، قال اقرأنيها ﴿ انما الصدقات للفقراء والمساكين ﴾ فمدوها۔

(الاتقان ص۹۶ ج۱، النوع الثانى والثلاثون فى المد والقصر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک صاحب قرأت سکھا رہے تھے، انہوں نے آیت ﴿ انما الصدقات للفقراء والمساكين ﴾ کوارسال کے ساتھ پڑھا، (یعنی مد کے بغیر پڑھا) ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا ہے، انہوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن (مجھے اس طرح پڑھ کر) سنائیے (جس طرح آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا) فرمایا: اس کو مد کے ساتھ پڑھو۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ ''فـقـراء'' پر مد نہ کیا گیا تو معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، مگر رسول اللہ ﷺ سے جس طرح مد کے ساتھ سیکھا اس کے خلاف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیسے تعلیم دیتے۔

(۸)......''سمعت رسول الله قرأ فى الفجر قٓ دمر بهذا الحرف ﴿ لها طلع نضيد ﴾ فمد نضيد'' یعنی آپ ﷺ نے اس اس آیت میں ''ض'' پر مد (عارض وقفی) فرمایا۔

تجوید کے خلاف قرآن شریف پڑھنے پر وعید

(۹)......ایک اثر میں ہے: '' رب تال للقرآن والقرآن يلعنه '' کتنے لوگ قرآن کریم کو

اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن کریم ان پر لعنت کرتا ہے۔ (حوالہ کے لئے دیکھئے! ص۲۵۴)

(۱۰)......وصح عن النبی صلی الله علیه وسلم : سمی قاریء القرآن بغیر تجوید فاسقا۔(نهایة القول المفید ص۱۰)

ترجمہ:......آپ ﷺ نے بغیر تجوید کے قرآن کریم پڑھنے والے کو فاسق کہا ہے۔

تجوید کا وجوب اجماع سے

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''لا شک ان الامة کما هم متعبّدون بفهم معانی القرآن ' واقامة حدوده ، هم متعبّدون بتصحیح الفاظه ' واقامة حروفه علی الصفة المتلقاة من ائمة القراء المتصلة بالحضرة النبویة''۔(الاتقان ص۱۰۰ ج۱، النوع الرابع والثلاثون فی کیفیة تحمله)

یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح امت پر قرآن کریم کے معانی کا سمجھنا اور اس کے حدود کی اقامت (یعنی اس پر عمل کرنا) عبادت ہے، اسی طرح ان پر قرآن کریم کے الفاظ کی تصحیح اور اس کے حروف کو اسی کیفیت سے ادا کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ اس فن کے ائمہ نے آپ ﷺ سے سند متصل سے ہم تک پہنچا ہے۔ (معلم التجوید ص۵۴)

محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''هذا العلم لا خلاف فی انه فرض کفایة ' والعمل به فرض عین علی صاحب کل قراء ة وروایة ' ولو کانت القراء ة سنة''۔

یعنی اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اس علم کا جاننا فرض کفایہ ہے، اور اس کے موافق عمل کرنا ہر قرآت وروایت میں فرض عین ہے، اگرچہ نفس تلاوت مسنون ہے۔

(المنح الفکریه شرح مقدمه جزریه۔بحوالہ اسرار تجوید)

علامہ شیخ محمد مکی نصر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فقد اجتمعت الامة المعصومة من الخطاء علی وجوب التجوید من زمن النبی الی زماننا ' ولم یختلف فیه عن احد منهم ' وهذا من اقوی الححج''۔

یعنی امت معصومہ عن الخطاء (وہ امت جس کا اجماع غلطی سے محفوظ ہے) نے آپ ﷺ کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک تجوید کے وجوب پر اتفاق ہے، اوراس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور یہ اجماع امت کی بہت زیادہ قوی دلیل ہے۔

تجوید کا وجوب قیاس سے

قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور تجوید کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے الفاظ کے معنی میں صریح غلطی ہوجاتی ہے۔ اور بلا تجوید کے تلاوت میں قطعاً حسن پیدا نہیں ہوتا، بلکہ ایک مزاق بن جاتا ہے، قرآن لفظاً و معنیً دونوں کا نام ہے، لفظ بدلا تو معنی بھی بدل جائے گا، اس لئے تجوید کی رعایت نہ کی گئی تو نہ لفظاً قرآن رہے گا نہ معنیً۔ چند مثالیں یہ ہیں:

''قلب'' کے معنی دل کے ہے، اس کو''کلب'' پڑھا تو کتا ہوجائے گا۔''قال'' کے معنی ہے:''کہا'' یا''فرمایا'' اور''کال'' کہا تو''ناپ تول'' کے معنی ہوجائے گا۔''وانحر'' کے معنی ہے''قربانی'' وانھر'' پڑھا تو''جھڑکنے'' کا معنی ہوجائے گا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بلا تجوید قرآن کریم پڑھا جائے تو معنی میں کتنی فاحش غلطی ہوگی، ظاہر ہے عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ قرآن کریم کو تجوید سے پڑھنا واجب ہو۔

تجوید کی اہمیت کے متعلق اکابر کی تصریحات

لعنت والی حدیث میں تجوید کی رعایت نہ کرنا بھی ہے

شیخ ضیاءالدین احمد رحمہ اللہ حدیث (اثر) ''رب قاریء للقرآن والقرآن یلعنه'' کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''اذا اخل بمبانیه أو بمعانیه أو بالعمل بما فیه ، ومن جملة العمل بما فیه ترتیل القرآن و تجویده''۔

یعنی جب قاری اس کے مبانی اور معانی اور اس میں وارد احکام پر عمل میں خلل واقع کرے، اور ان احکام میں جو مامور بہ ہیں قرآن مجید کو ترتیل وتجوید کے ساتھ پڑھنا بھی ہے۔(خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن ص۱۶)

''وقد نقضت صلوة من لم یجود مقدار النقصان بمافیه ''۔تجوید جس قدر ناقص ہوگی نماز میں بھی اتنا نقص آئے گا۔(حوالۂ بالا)

علامہ جزری رحمہ اللہ (جن سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سند حدیث لی) فرماتے ہیں:

''ان من استاجر شخصا لیقرأه القرآن فاقرأه بغیر تجوید لا یستحق الاجرة''۔

جس نے کوئی مدرس قرآن کریم کی تعلیم کے لئے اجرت پر رکھا اور اس نے بغیر تجوید کے پڑھایا تو وہ مدرس اجرت کا مستحق نہیں۔(رہبر تجوید ص۷)

علامہ جزری رحمہ اللہ ہی کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: ''ومن حلف ان القرآن بغیر تجوید لیس قرانا لم یحنث''۔(رہبر تجوید ص۷۔البرہان شرح حفظ البیان)

یعنی جس نے یہ قسم کھائی کہ بلا تجوید پڑھا جانے والا قرآن' قرآن نہیں تو وہ حانث نہیں ہوگا۔

صاحب تہذیب القرآن فرماتے ہیں:

’’قد رأینا بعض من لا یقدر علی قراءۃ القرآن قدر ما تجوز به الصلوۃ وهو قد یتصدّی للتقوی، وقد هدم التقوی من اساسها و یتورّع عن الشبهات ویفسد الصلوۃ کل یوم خمس مرات و یتّخذ وردا من القرآن یرید ان یعبد اللہ تعالی بالسّیّئات‘‘۔(رہبر تجوید ص۱۰)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ: جو شخص اس قدر تجوید کی واقفیت نہ رکھتا ہو جس سے نماز جائز ہوجائے اور وہ تقوی کا دعوی کرے، حالانکہ اس نے تقوی کی اساس و بنیاد کو تو منہدم کردیا کہ روزانہ پانچ مرتبہ کی نمازیں قرآن غلط پڑھنے کی وجہ سے فاسد ہوگئیں، اور وہ ایسے ورد سے اللہ تعالی کی عبادت کا قصد کررہا ہے کہ جو گناہ ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

قرآن کریم کو اس کی فصیح زبان میں قواعد تجوید کے ساتھ پڑھے۔قرآن کریم کو صحت اور تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔تجوید کلام الٰہی سے جدا نہیں ہوسکتی، اگر قرآن مجید سے تجوید جدا ہوگئی تو قرآن مجید اپنی اصلی حیثیت پر باقی نہ رہے گا اور اس طرح بے قاعدہ پڑھنے والا گنہگار ہوگا، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:’’رب تال للقرآن والقرآن یلعنه‘‘ کتنے لوگ قرآن کریم کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن کریم ان پر لعنت کرتا ہے، اسی لئے امام القراء والتجوید علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والاخذ بالتجوید حتم لازم　　　من لم یجود القرآن اٰثم

لانه به الاله انزلا　　　وهکذا امنه الینا وصلا

یعنی تجوید کا حاصل کرنا اور قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے، جس نے بے قاعدہ اور خلاف تجوید پڑھا وہ گنہگار ہے، اس لئے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے، اور اسی طرح تجوید کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔

لہذا قرآن کو تجوید اور قراءت کے ساتھ پڑھا جائے۔قراءت سے وہ قراءت مراد ہے جو تواتر سے منقول ہو جیسے سات مشہور قراءتیں جن کو قراءت کے سات اماموں نے اختیار کیا ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ساتوں مشہور اور متواتر قراءتوں سے واقف ہوتے اور اپنی اولاد کو بھی واقف کراتے ،مگر افسوس صرف امام اعصم رحمہ اللہ کی قراءت بروایت امام حفص رحمہ اللہ کے سیکھنے کا بھی جیسا چاہئے اہتمام نہیں ہے اور عام طور پر غلط قرآن پڑھا جاتا ہے، نہ مخارج کی ادائیگی کا خیال' نہ صفات کی رعایت' لحن جلی اور لحن خفی سے بھرپور ہوتا ہے، کیا ایسا غلط قرآن پڑھنا اس نماز میں جائز ہوسکتا ہے جو امت کے ذمہ ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے بغیر اسلام کی بنیاد اور عمارت ہی منہدم ہوجاتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:''**الصلوة عماد الدين ، فمن اقامها اقام الدين ومن هدمها فقد هدم الدين ، او كما قال صلى الله عليه وسلم**''۔

اس نماز کے ارکان میں سے ایک اہم رکن قرآن کی قراءت بھی ہے اور قراءت صحیح اسی وقت ہوسکتی ہے، جب تجوید سے پڑھی جائے۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۵۴ ج۴)

حضرت الاستاذ مولانا قاری ومقری احمد اللہ صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو قرآن مجید کے الفاظ کو ارشاد خداوندی اور پیغام نبوی ﷺ کے خلاف پڑھتا اور پڑھاتا ہے' جو صحیح نہیں اور سراسر غلط ہے، اس لئے کہ قرآن مجید کا ہر حرف اور ہر لفظ عربی ہے، اس کو عربی تلفظ کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ (معلم الصبیان ص الف، جزء اول)

حسن صوت مطلوب ہے

(۱۰)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما اذن الله لشئى ما اذن لنبى صلى الله عليه وسلم يتغنى بالقرآن۔

(بخاری، باب قول الله تعالى : ولا تنفع الشفاعة ، الخ ،كتاب التوحيد ، رقم الحديث:۷۴۸۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔

تشریح:......مطلب یہ ہے کہ یوں تو نبی علیہ السلام کی آواز بذات خود ہر فرد بشر کی آواز سے عمدہ ہوتی ہے، مگر جب نبی قرآن کریم خوش گلوئی یعنی تجوید وترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں تو اس وقت ان کی آواز کائنات کی ہر آواز سے لطیف وشیریں ہوتی ہے۔اور ایسا کیوں نہ ہو، خدا کا کلام اور خدا کے رسول اسے پڑھ رہے ہوں تو ظاہر ہے کہ کائنات کا ایک ایک ذرہ جاندار ہی نہیں غیر جاندار بھی وجد میں آجاتا ہے۔اسی بات کو فرمایا جارہا ہے کہ اللہ رب العزت اس آواز کو جتنا پسند کرتے ہیں اور اسے جس طرح قبول کرتے ہیں ان کی یہ پسندیدگی اور مقبولیت کائنات کو کسی بھی ایسی چیز کو حاصل نہیں ہوتی جس میں آواز ہوتی ہے اور جو سنی جاتی ہے۔(مظاہر حق ص ۴۴۰ ج ۲)

(۱۱)......عن البراء بن عازب رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : حسِّنوا القرآن باصواتكم ، فان الصوت الحسن يزيد القرآن حسنا۔

(سنن دارمی ص ۵۶۵ ج ۲، باب التغنى بالقرآن ، كتاب فضائل القرآن ، رقم الحديث:۳۵۰۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی آواز سے قرآن شریف کو مزین کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کریم کے حسن کو بڑھا دیتی ہے،

تشریح:......''زینوا'' سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم تجوید وترتیل اور آواز کی نرمی ولطافت کے ساتھ پڑھا جائے۔ راگ میں قرآن کو اس طرح پڑھنا کہ حروف میں یا حرکات میں کمی وزیادتی ہو حرام ہے، اسی طرح قرآن پڑھنے والا شخص فاسق ہوتا ہے اور سننے والا گنہگار، نیز ایسے شخص کو اس طرح قرآن پڑھنے سے منع کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ ایک بہت بری بدعت ہے۔ (مظاہر حق ص۴۴۴ ج۲)

(۱۲)......عن ابی موسی رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی موسی : لو رأیتنی وانا استمع قراء تک البارحة ' لقد أوتیت مزمارا من مزامیر آل داود۔

(مسلم، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن ، کتاب فضائل القرآن وما یتلعق به ، رقم الحدیث:۷۹۳)

ترجمہ:......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھے گزشتہ رات دیکھ لیتے جب میں تمہارا قرآن توجہ سے سن رہا تھا (تو یقیناً خوش ہوتے) تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے حصہ ملا ہے۔

(۱۳)......حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **الحمد لله الذی جعل فی امتی مثل هذا۔**

حضرت یحیٰ بن وثاب رحمہ اللہ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے، امام اعمش رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے تھے:'' **کان یحی بن وثاب من احسن الناس قراء ۃ ، ربما ان أقبل رأسه من حسن قراء ته**''۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ کے مقام سے اہل علم ناواقف نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن

صوت میں ممتاز مقام عطافرمایا تھا، حتی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے صحابی رسول ﷺ نے آپ کے قرآن کو سنا تو فرمایا: اگر آپ ﷺ تمہارے قرآن پڑھنے کو سن لیتے تو بہت خوش ہوتے۔ (مفتاح السعادة)

حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے قرآن کی تعلیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حاصل کی تھی، اور کس درجہ پر پہنچے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کبھی کبھی اپنی قرائت کی صحت کے لئے خود حضرت علقمہ رحمہ اللہ کو قرآن پڑھ کر سناتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ: تم سورۂ بقرہ میں میری گرفت کرو، چنانچہ اسے سنا کر مجھ سے پوچھا، میں نے کچھ چھوڑا تو نہیں، میں نے کہا ایک حرف چھوٹ گیا ہے، انہوں نے خود کہا: فلاں حرف میں نے کہا: ہاں۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ نہایت خوش گلو اور شیریں آواز تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ سے قرآن پڑھوا کر سنتے اور فرماتے: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، خوش آوازی کے ساتھ پڑھا کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: حسن صوت قرآن کی زینت ہے۔ (سیر الصحابہ ص۳۹۶ ج۷)

اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم وکبار تابعین رحمہم اللہ کی زندگیوں میں تجوید وقراءت کا کتنا اہتمام تھا۔

حسن صوت تو ہو تغنی نہ ہو

(۱۴)......عن حذيفة بن اليمان رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال : اقرؤا القرآن بلحون العرب وأصواتها ، واياكم ولحون اهل الفسق ولحون اهل الكتابين ، فانه سيجىء من بعدى قوم يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء والرهبانية

والنوح ' لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم و قلوب [من الذين] يعجبهم شأنهم۔

(شعب الایمان بیہقی ص۵۴۰ ج۲، باب فی تعظیم القرآن ، فصل فی ترک التعمق فیه ، رقم الحدیث:۲۶۴۹)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:تم قرآن کریم اہل عرب کی طرح اوران کی آوازوں کے مطابق پڑھو، فاسق اوراہل کتاب کے طریقہ کے مطابق پڑھنے سے بچو، میرے بعدایک جماعت پیداہوگی،جس کے افرادراگ رہبانیت اورنوحہ کی طرح آواز بناکرقرآن پڑھیں گے،ان کا حال یہ ہوگا کہ قرآن ان کے حلق نہیں بڑھے گا (یعنی ان کا پڑھنا قبول نہیں ہوگا) نیز ان کی قرأت سن کرخوش ہونے والوں کے قلوب فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

تشریح:......اہل عرب بلاتکلف اور برجستہ قرآن کریم پڑھتے ہیں،ان کی آوازان کے دل کی امنگ سے ہم آہنگ ہوتی ہے، ان کے سامنے موسیقی وغیرہ کی طرح کے قواعدنہیں ہوتے ، نہ وہ خواہ مخواہ کا تکلف کر کے اپنی آوازاوراپنا لہجہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں،اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ ہرمسلمان کو چاہئے کہ وہ قرآن کریم اسی خالص لہجہ اورآواز میں پڑھے جوقرآن کی عظمت شان اورحقیقت کے مطابق ہے اوروہ اہل عرب کا لہجہ ہے،اس جملہ ''بلحون العرب و اصواتها''میں لفظ''اصواتها''عطف تفسیری کے طور پر ہے۔

''اہل فسق اوراہل کتاب کے طریقہ کے مطابق''الخ، سے مراد یہ ہے کہ جس طرح فساق اورشعراء اپنی نظمیں وغزلیں اوراشعارآواز بناکراورترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور موسیقی وراگ کے قواعدکی رعایت کرتے ہیں‘تم اس طرح قرآن کریم نہ پڑھو، چونکہ یہودو نصاریٰ بھی اپنی کتابوں کواسی طرح غلط طریقوں سے پڑھتے تھے،اس لئے ان کی مانند

پڑھنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔

''ان کے قلوب فتنہ میں مبتلا ہوں گے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ حب دنیا میں مبتلا ہوں گے اور لوگ چونکہ ان کی آوازوں کو اچھا کہیں گے اس لئے وہ اور زیادہ گمراہی میں پھنسے ہوں گے، اسی طرح ان کی آوازوں کو سن کر خوش ہونے والے اور ان کو اچھا کہنے والے بھی ایک غلط بات اور غلط کام کو اچھا سمجھنے کی وجہ سے ضلالت میں مبتلا ہوں گے۔

(مظاہر حق ص ۴۴۹ ج ۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ:

''اجمع العلماء علی استحباب تحسین الصوت بالقرآن ما لم یخرج عن حد القراءۃ بتمطیط ' فان خرج حتی زاد حرفا او اخفاء حرم''۔

(فتح الباری، باب من لم یغن بالقرآن)

علم تجوید کی لغوی واصطلاحی تعریف اوراس کاحکم

تجوید کے معنی لغت میں تحسین یعنی کسی کام کوعمدہ کرنا ہے۔اوراصطلاح میں اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے حروف کی مخارج وصفات کے ساتھ ادائیگی معلوم ہو، پس اس علم کا موضوع حروف ہجا الف٬ با٬ تا الخ ہیں۔

اوراس کی غرض وغایت قرآن مجید کا صحیح پڑھنا ہے، یعنی جس طریق سے حضورانور ﷺ سے منقول ہے، اس کا کامل اتباع کرنا تاکہ اللہ تعالی اور رسول پاک ﷺ کی خوشنودی حاصل ہوکرسعادت دارین نصیب ہوجائے۔اورخوش آوازی سے پڑھنا ایک زائدامر ہے، جو مستحسن ہے، جبکہ قواعد تجوید کے خلاف نہ ہو۔

علم تجوید کا حکم یہ ہے کہ ہرقرآن شریف پڑھنے والے پراس کا سیکھنا فرض عین ہے۔
اس علم کے چارارکان پرتوجہ نہ دی جائے تولحن واقع ہوجاتا ہے۔

لحن کے معنی واقسام

لحن کے معنی غلطی کے ہیں، یعنی قرآن کوتجوید کے خلاف یا بے قاعدہ وغلط پڑھنا۔لحن کی دوقسمیں ہیں: خفی وجلی، اگرایسی غلطی کی کہ جس سے ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا، جیسے ''الحمد'' کو''الھمد'' پڑھ دیا، یا''ث'' کی جگہ''س''''ذ'' کی جگہ''ز'' ''ع'' کی جگہ''ء'' وغیرہ پڑھ دیا۔یا زبر٬ زیر٬ پیش میں سے ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھا، یا ساکن کومتحرک یا متحرک کوساکن، یا مشدد کومخفف یا مخفف کومشدد کیا، یا حرفوں کوکہیں گھٹا دیا یا کہیں بڑھادیا وغیرہ۔

ان کی مثالیں یہ ہیں: ''اِیَّاکَ'' سے ''اِیَّاکِ''''اِھدنا'' سے''اَھدنا''''انعمتَ'' سے''انعمتُ''''وجَعَلْنَا'' سے''وَجُعَلْنا''''فَعَلَ ربک'' سے''فَعُل ربک''''انُ

یُوْصَلَ ''''ان یُّصَلَ ''''اِیَّاکَ ''کو''اِیَّاکَا''''ایاک ''وغیرہ پڑھا تو یہ لحن جلی کہلاتا ہے۔ اس طرح قرآن پڑھنا حرام اور سخت گناہ ہے۔اور بعض جگہ اس طرح پڑھنے سے معنی بگڑ کر نماز بھی جاتی رہتی ہے۔

اور دوسری قسم یہ کہ ایسی غلطی تو نہیں کی، بلکہ حرف مع حرکت وسکون وغیرہ کے اصلیت پر تو قائم رہا،لیکن حرفوں کے حسین وخوبصورت ہونے کے جو قاعدے مقرر ہیں' ان کے خلاف پڑھا، مثلاً پُر حرف کو باریک پڑھا، یا باریک کو پُر پڑھا، یا اخفا کی جگہ اظہار اور اظہار کی جگہ اخفا کردیا وغیرہ، تو ایسی غلطیوں کو لحن خفی کہتے ہیں۔یہ غلطی اگرچہ پہلی قسم سے کم درجہ کی ہے، مگراس سے بچنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہ مکروہ ہے اور اس میں عقاب وتہدید کا خوف ہے۔ان دونوں قسم کی غلطیوں کے پڑھنے اور سننے دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص۱۳۱ ج ۲،علم تجوید وقرأت کا بیان)

امور متفرقہ کا بیان

مراتب تجوید

قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھنے کے تین مرتبے ہیں:

(۱)......ترتیل: اس کو تحقیق بھی کہتے ہیں، یعنی نہایت اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور حروف کے صفات ومخارج اور وقف کا پورا پورا حق ادا کرنا۔

(۲)......حدر: یعنی جلدی جلدی پڑھنا، لیکن اس طرح پر کہ حروف کے مخارج وصفات میں فرق نہ آئے اور ایک دوسرے میں مخلوط نہ ہو جائیں، ورنہ ناجائز ومعیوب ہو جائے گا۔ اور ہر آیت اور علامت پر نہ ٹھہرنا بھی حدر میں ہے تاکہ قرأت زیادہ ہو سکے۔

(۳)......تدویر: یہ ان دونوں کے بین بین یعنی درمیانی حالت کے ساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اس میں ضعیف اوقاف پر وصل کرنا اور قوی اوقاف پر فصل کرنا بہتر ہے۔

نوٹ:......ائمہ قرأت میں سے ورش اور حمزہ کے مذہب میں تحقیق، عاصم ابن عامر اور کسائی کے نزدیک تدویر، اور ابن کثیر ابوعمرو اور قالون کے یہاں حدر مختار ہے۔

محاسن تلاوت

محاسن تلاوت سات ہیں:

(۱)......ترتیل: یعنی قرآن مجید کو مخارج وصفات کی رعایت اور وقف کی حفاظت کے ساتھ پڑھنا۔

(۲)......تجوید: ہر حرف کو کما حقہ بلا زیادتی ونقصان کے پڑھنا۔

(۳)......تمکین: حروف کو اپنے مخارج وصفات میں جگہ دینا اور قواعد کو ان کے مواقع میں ادا

کرنا۔

(۴)......تبیین:حروف کوواضح اورصاف پڑھنا۔

(۵)......تحسین:قرآن شریف کوخوبصورتی اورالحان عرب کےساتھ پڑھنا۔

(۶)......ترسیل:قرآن شریف کے حروف کو ہمواری کے ساتھ یعنی پورا پورا پڑھنا نہایت لطافت سےادا کرنا چبا چبا کرنہ پڑھنا۔

(۷)......توقیر:قرآن مجیدکونہایت خشوع وخضوع سے وقار کےساتھ باوضو پڑھنا۔

معائب قرأت

معائب قرأت سولہ ہیں،ان میں بعض حرام ہیں اوربعض مکروہ۔اس عیوب سے بچنے کی بیحدکوشش کرنی چاہئے۔

(۱)......تہمیز:ہرحرف میں ہمزہ کی آوازنکالنا۔

(۲)......تعجیل:اس قدرجلدی جلدی پڑھنا کہ ایک حرف دوسرے حرف سے جدا ہوکرسمجھ میں نہ آئے۔

(۳)......تطویل:آوازکومدکی مقدار سےزیادہ کھینچنا۔

(۴)......تطنین:بےموقع غنہ کرنا،اس کوصرصرہ یعنی گنگنی آوازکرنا بھی کہتے ہیں۔

(۵)......ترجیع:آوازکوحلق میں پھرانا کہ حروف مکرر ہوجائیں۔

(۶)......تعویق:حروف کی ادائیگی میں حد سےزیادہ دیرکرنا اوروسط کلمہ میں سانس توڑ دینا اورباقی ماندہ کلمہ سےشروع کرنا۔

(۷)......ترعید:مدات وحرکات میں آوازکوہلانا۔

(۸)......تمطیط:آوازکوبیجا طورپرکھینچنا کہ جس سےایک حرف دوسرے حرف سےاورایک

حرکت دوسری حرکت سے مختلط ہو جائے۔

(۹)...... تمضیع: حروف کو چبا کر پڑھنا۔

(۱۰)...... تنفیش: حرکات کو پورا پورا ادا نہ کرنا۔

(۱۱)...... وشبہ: اول حرف کو نا تمام چھوڑ کر دوسرا حرف شروع کر دینا۔

(۱۲)...... رکزہ: بے محل ادغام کرنا۔

(۱۳)...... ہمہمہ: حروف مخفف کو مشدد پڑھنا۔

(۱۴)...... زمزمہ: گانے کے طرز پر پڑھنا۔ اور اس کی ایک قسم ترقیص ہے، یعنی آواز کو نچانا جیسے گویے کبھی نیچی کرتے ہیں، کبھی اوپر۔

(۱۵)...... عنعنہ: ہمزہ کو عین کی طرح پڑھنا۔

(۱۶)...... تحزین: ایسی آواز بنا کر پڑھنا جیسے کوئی روتا ہے۔ (اللھم احفظنا من ھذہ المعائب)۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۷۴ ج ۲)

علم قراءت کی تدوین

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں یہ) مصاحف (یعنی مصاحف عثمانی) عالم اسلام کے خطے میں روانہ کئے تو ان کے ساتھ ایسے قراء کو بھی بھیجا جو ان کی تلاوت سکھا سکیں، چنانچہ یہ قاری حضرات جب مختلف علاقوں میں پہنچے تو انہوں نے اپنی اپنی قراءت کے مطابق لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی، اور یہ مختلف قراءتیں لوگوں میں پھیل گئیں۔ اس موقع پر بعض حضرات نے ان مختلف قراءتوں کو یاد کرنے اور دوسروں کو سکھانے ہی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں، اور اس طرح ''علم قراءت'' کی بنیاد پڑ گئی۔ اور ہر خطے کے لوگ اس علم میں کمال حاصل کرنے کے لئے ائمۂ قراءت سے رجوع کرنے لگے، کسی نے صرف ایک قراءت یاد کی، کسی نے دو، کسی نے تین، کسی نے سات اور کسی نے اس سے بھی زیادہ۔

اس سلسلے میں ایک اصولی ضابطہ پوری امت میں مسلّم تھا، اور ہر جگہ اسی کے مطابق عمل ہوتا تھا، اور وہ یہ کہ صرف وہ ''قراءت'' قرآن ہونے کی حیثیت سے قبول کی جائے گی جس میں تین شرائط پائی جاتی ہوں:

(۱)......مصاحف عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔

(۲)......عربی صرف ونحو کے قواعد کے مطابق ہو۔

(۳)......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو، اور ائمۂ قرّاء میں مشہور ہو۔

جس قراءت میں ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو، اسے قرآن ہونے کی حیثیت سے قبول نہیں کیا جاتا۔ (علوم القرآن ص۲۰۲)

علم تجوید کی تاریخی حیثیت

حضرت مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

اہل عرب چونکہ اہل زبان تھے، قرآن پاک انہیں کی زبان میں نازل ہوا تھا، اس لئے انہیں تلاوت وقراءت اور ادائے کما انزل میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی، لیکن جب اسلام کی دعوت عام ہوئی اور بیرون عرب تک پہنچی جس کے نتیجے میں فتوحات اسلامی کا دائرہ وسیع ہونے لگا تو عرب وعجم کے اختلاط سے عربیت کے صاف ستھرے اور خالص لب ولہجہ میں نوع بہ نوع کے نقائص پیدا ہونے لگے، اس لئے اس زمانہ کے امام اور ماہرین لغت، مثلا: ابوالاسود دوولی، خلیل بن احمد سیبویہ، اخفش، فراء اور جرمی وغیرہ کو اندیشہ ہوا، انہوں نے بشدت محسوس کیا کہ صرف ونحو لغت وعربی حرفوں کے مخارج صفات لازمہ و عارضہ، اظہار وادغام وغیرہ کی مکمل تشریح کی جائے اور ایسے اصول وقواعد کی بنیاد رکھی جائے کہ عربی فصاحت وطرز ادا عجمی اختلاط سے مجروح نہ ہو اور اس سے بکلی محفوظ ہو جائے، چنانچہ مذکورہ بالا عنوانات پر مستقل مبسوط کتابیں تیار کی گئیں۔ یہ ائمہ تجوید بھی ہیں جنہیں عام طور پر نحو لغت ہی کا امام سمجھا جاتا ہے۔ (ابن ضیاء)

علم تجوید پر تصانیف کا سلسلہ

علم تجوید پر مستقل اور علیحدہ تصانیف کا سلسلہ پہلے نہ تھا، بلکہ اس کو علم صرف کے ساتھ ضمنا ایک باب قرار دیا جاتا تھا، مگر جو نہایت اہم اور ضروری تھا، جس کے بغیر علم الصرف کو نامکمل سمجھا جاتا تھا۔ البتہ متأخرین نے مستقلا قدم اٹھایا اور علیحدہ تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اس فن پر تصنیف کا سراغ چوتھی صدی سے ملتا ہے۔

چوتھی صدی سے چودھویں صدی تک کی تصانیف کا مختصر خاکہ

سب سے پہلی تصنیف چوتھی صدی میں امام ابومحمد مکی ابن ابی طالب اندلسی رحمہ اللہ (م ۴۳۷ھ) کی ''عمدۃ الرعایہ'' ہے۔

پانچویں صدی میں پچاس سے زائد کتابیں لکھی گئیں، ان میں سب سے مشہور اور مقبول علامہ شیخ ابوعمرو عثمان ابن سعید بن عمر الدانی اندلسی رحمہ اللہ (و:۳۷۱ھ م:۴۴۴ھ) کی ''جامع البیان'' ہے، جس میں پانچ سو طرق و روایات درج ہیں۔ روئے زمین پر اس وقت قراءت آپ ہی کی سند سے پڑھی جاتی ہے۔

چھٹی صدی کی نرالی اور عجیب وغریب کتاب علامہ ابوالقاسم شاطبی اندلسی رحمہ اللہ (و:۵۳۸ھ م:۵۹۰ھ) کی ''حرز الامانی و وجه التهانی'' المعروف بہ قصیدہ شاطبیہ ہے اس میں گیارہ سو تہتر (۱۱۷۳) اشعار ہیں۔

ساتویں صدی میں دو مشہور شخصیتیں علامہ علم الدین ابوالحسن سخاوی مصری رحمہ اللہ (و:۵۵۹ھ م:۶۴۳ھ) اور ابوالقاسم عبدالرحمٰن مقدسی دمشقی رحمہ اللہ (و:۵۹۹ھ م:۶۶۵ھ) کی ہیں۔ اول الذکر کی ''جمال القرآء' نشر الدور' منہاج التوقیف' مراتب الاصول' وسیلہ شرح عقیلہ' ہدایۃ المرتاب' اور شاطبیہ کی پہلی شرح وغیرہ ہیں۔

اور ثانی الذکر کی ''مفردہ' ابراز المعانی' شرح کبیر'' (یہ شاطبیہ کی بہترین شرح ہے۔ بعد کے لوگوں نے اس شرح سے بہت استفادہ کیا) ہے۔

آٹھویں صدی میں علامہ برہان الدین جعفری (م:۷۳۲ھ) کی شاطبیہ کی بہترین شرح ہے۔ اسی طرح علامہ نورالدین بغدادی رحمہ اللہ (م:۸۰۱ھ) کی ''سراج القاری'' ہے۔

نویں صدی کی عبقری شخصیت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (و:۸۴۹ھ م:۹۱۱ھ) کی ہے، آپ کی شرح شاطبیہ الدررالنثیر فی قراءت ابن کثیر'' مشہور تصانیف ہیں۔

دسویں صدی میں ''صاحب الدقائق الحکمہ'' (مقدمہ جزریہ کی شرح) اسی طرح علامہ قسطلانی مصری رحمہ اللہ (و:۸۵۲ھ م:۹۲۳ھ) کی ''لطیف الاشارات بفنون القراءات'' ہے۔

گیارہوں صدی میں نادرۂ روزگار، عظیم المرتبت شخصیت علامہ نورالدین علی، المعروف بہ ملاعلی قاری رحمہ اللہ (م:۱۰۱۴ھ) کی ''شرح شاطبیہ'' اور ''المنح الفکریہ'' مقدمۃ الجزریہ کی محققانہ ونفیس شرح ہے۔

بارہویں صدی میں علامہ احمد بن دمیاطی رحمہ اللہ (م:۱۱۱۷ھ) کی ''اتحاف فضلاء البشر''، جس میں چودہ قراءتیں نہایت تحقیق کے ساتھ درج ہیں۔

اس صدی کی ایک عظیم الشان تصنیف علامہ سید علی نوری الصفاقسی مصری رحمہ اللہ (م:۱۱۷۳ھ) کی ''غیث النفع'' بھی بلاشبہ تحقیق وبدیع ترتیب میں نشر کے بعد لا ثانی ہے،

تیرہویں صدی میں شیخ القراء علامہ محمد بن احمد شمس المتولی (م:۱۳۱۳ھ) کی ''وجوہ المسفرۃ، الفوائد المعتبرۃ'' ہے۔

چودہویں صدی میں عربی اردو میں بیشمار کتابیں لکھی گئیں۔ سب کا احاطہ مشکل ہے، چند کا ذکر کیا جاتا ہے: شیخ علامہ محمد مکی نصر کی ''نھایۃ القول المفید''علی ابن احمد کی ''العقد الفرید فی فن التجوید'' شیخ محمد المحمود کی ''ھدایۃ المستفید فی احکام التجوید'' شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ''الدرۃ الفرید'' شیخ محمد صدیق خراسانی کی ''حقیقۃ التجوید فی ترتیل القرآن المجید'' شیخ محمد المرعشی کی ''جھد المقل مع شرحہ'' علامہ سلیمان

جزری کی ’’تحفة الاطفال ‘‘ قاری المقری فتح محمد اعمی کی ’’مفتاح الکمال شرح تحفة الاطفال ‘‘اور ’’تسہیل القواعد‘‘ قاری محمد عتیق صاحب کی ’عمدۃ الاقوال‘‘ شیخ محمد کی ’’ فتح الاقفال و فتح الملک المتعال ‘‘ قاری محمد حسین صاحب کی ’’مفید الاقوال‘‘ اور ’’مفید الاطفال‘‘ مولانا قاری ضیاء الدین صاحب الہ آبادی کی ’’خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن‘‘ مولانا ایوب صاحب سورتی کی ’’التبیان شرح خلاصة البیان ‘‘امام فن مولانا قاری عبد الرحمٰن مکی کی ’’فوائد مکیہ‘‘ مولانا قاری عبد الخالق صاحب کی ’’تیسیر التجوید‘‘ مولانا قاری عبد الوحید صاحب کی ’’ہدیۃ الوحید‘‘ مولانا قاری ضیاء الدین صاحب کی ’’’خلاصہ البیان‘‘ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ’’جمال القرآن‘‘ تجوید القرآن‘ تنویر المرات شرح ضیاء القراء ات ‘‘معرفۃ التجوید‘‘ تحفۃ المبتدی‘‘ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اس عنوان پر تفصیل کے لئے دیکھئے! ’’النفحة العنبريه شرح المقدمة الجزريه‘‘ ص۴۵ تا ۶۷۔

مبادی علم قراءات

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم ’’مقدمۂ علم القراءت‘‘ (ص ۸ر تا ۱۰) میں تحریر فرماتے ہیں: علم قراءات کے مبادی شیخ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ نے ’’البدور الزاھرۃ‘‘ میں یوں بیان کئے ہیں:

(۱)......تعریف: وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے قرآنی کلمات کے نطق کی کیفیت اوراس کے اداء کا طریقہ اتفاق واختلاف کے ساتھ ہر وجہ کو اس کے ناقل کی طرف منسوب کرتے ہوئے معلوم کیا جائے۔

(۲)......موضوع: علم قراءات کا موضوع قرآن کے کلمات ہیں نطق کے احوال اور کیفیت اداء کے لحاظ سے۔

(۳)......غرض وغایت: قرآنی کلمات کے نطق میں غلطی سے بچنا، اور قرآنی کلمات کو تحریف وتبدیلی سے بچانا، اور یہ جاننا کہ ائمہ قراءات کی قراءت کیا ہے اور کیا مقروء ہے اور کیا مقروء نہیں۔

(۴)......فضیلت: علم شریعت میں سب سے افضل ہے یا افضل ترین میں سے ہے، اس لئے کہ سب سے افضل آسمانی کتاب سے اس کا بہت گہرا تعلق ہے۔

(۵)......نسبت: اس کی نسبت دوسرے علوم سے تباین کی ہے، یعنی دوسرے علوم سے بالکل الگ ہے۔

نوٹ:......اس میں بحث کی گنجائش ہے، اس لئے کہ ائمہ تفسیر نے علم تفسیر کی تعریف اس طرح بھی کی ہے کہ اس میں علم قراءت داخل ہوگیا ہے۔ (دیکھئے! روح المعانی ۱ر۴) اس لئے علم قراءت کو علم تفسیر کے ساتھ تباین کی نسبت نہیں ہوگی، اس کا ایک حصہ ہوگا، چنانچہ ہم

دیکھتے ہیں کہ تفسیر کی کتابوں میں قراءات بھی بیان ہوتی ہیں، شاید عبدالفتاح قاضی نے علم تفسیر کی تعریف سے صرف نظر کیا ہے، جس میں علم قراءات کو داخل کرلیا گیا، واللہ اعلم۔

(۶)......واضع: علم قراءت کے واضع ائمہ قراءات ہیں۔ بعض نے کہا کہ ابو عمر حفص بن عمر دوری ہیں۔ اس فن کے سب سے پہلے مدون ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ ہیں۔

نوٹ:...... یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑھے ہوئے ہیں، لیکن ان کو ایسے شاگرد نہیں ملے جو انہیں مشہور کرتے، جیسے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد لیث مصری رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ سے زیادہ فقیہ تھے، لیکن ان کو ان کے شاگردوں نے ضائع کردیا۔ (شذرات الذہب ۱/۲۸۵)

(۷)......نام: علم القراءات ہے۔ قراءات قراءۃ کی جمع ہے۔ اور قراءۃ سے مراد پڑھی جانے والی وجہ ہے۔

(۸)......استمداد: علماء قراءات کی ان صحیح اور متواتر روایتوں سے حاصل کیا گیا ہے، جو آنحضرت ﷺ تک پہونچی ہوئی ہیں۔

(۹)......حکم شرعی: اس کا سیکھنا اور سکھانا فرض کفایہ ہے۔ (اگر بقدر کفایت اس کا سیکھنا سکھانا نہ ہو تو تمام لوگ گنہگار رہوں گے)

(۱۰)......مسائل: اس فن کے مسائل اس کے کلی قواعد ہیں، مثلاً یہ قاعدہ کہ جو الف یاء سے بدل کر آیا ہے اس میں امام حمزہ اور کسائی، خلف امالہ کرتے ہیں، اور ورش ایسے الف میں خلف کے ساتھ تقلیل کرتے ہیں، اور مثلاً یہ قاعدہ کہ جو مفتوح یا مضموم راء کسرۂ اصلیہ یا یاء ساکنہ کے بعد آئے، اس میں ورش ترقیق کرتے ہیں وغیر ذلک۔ (البدور الزاہرۃ ص ۷)

’’رب قارىء يقرء القرآن والقرآن يلعنه ‘‘ کی تحقیق

اس رسالہ میں مناسب سمجھا گیا کہ اس حدیث کی تحقیق بھی پیش کردی جائے جس کو مختلف تجوید وقرأت کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ’’رب قــارىء يقـرء القـرآن والقرآن يلعنه‘‘ راقم الحروف کو باوجود تلاش وجستجو کے یہ حدیث کسی کتاب میں نہ ملی، ممکن ہے یہ کسی عالم کا مقولہ ہو۔ یا کوئی اثر ہو۔

پھر اتفاق سے ’’خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن‘‘ کا ایک نسخہ مکتبۃ التقوی بالہند کا مطبوعہ موصول ہوا، اس پر تعلیق شیخ عزیز احمد القاسمی صاحب کی ہے۔ اس میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے: ’’لم اجد هذا الحديث‘‘ (ص۱۶)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے بھی ’’فضائل قرآن‘‘ میں اسے علماء کا مقولہ نقل فرمایا ہے: حضرت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی‘‘۔ (فضائل اعمال ص۳۱۵۔ ’’فضائل قرآن‘‘ تحت حدیث نمبر ۷)

حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب دامت برکاتہم سے بھی کسی نے اس حدیث کی تخریج کے بارے میں سوال کیا تھا، آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

’’حـديـث :’’رب تـالٍ يـقـرء الـقـرآن والقرآن يلعنه‘‘ هذا الكلام اشتهر على السـنة القراء فى القرون المتأخرة ، وقد أوغلت فى طلبه ، فلم اقف له على سند ولا اذكـره احـد مـن الـمتخرجين ، غير قول الشيخ زكريا الانصارى فى شرح المقدمة الجزرية المسمى بالدقائق المحكمة فى شرح المقدمة الجزرية فى خبر: ’’رب تالٍ يقرء القرآن والقرآن يلعنه‘‘ وقول القارى فى المنح الفكرية شرح المقدمة الجزرية

روی عنه " رب تالٍ یقرء القرآن والقرآن یلعنه " ولکن لم یذکر من خرجه "۔

(الیواقیت الغالیة فی تحقیق و تخریج الاحادیث العالیة ص٦٦ ج٢)

حدیث کے لئے یہ بھی ضروری ہے وہ کسی حدیث کی کتاب میں ہو۔ تجوید' تفسیر' فقہ' تصوف' تاریخ وغیرہ کتب میں ہونا کافی نہیں۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

فائدہ:......حدیث کا کتب فقہ میں یا کتب تفسیر میں یا بزرگوں کے ملفوظات میں ہونا صحت کے لئے کافی نہیں، حدیث کا حدیث کی کسی کتاب میں ہونا ضروری ہے، اور یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس کے روات ثقہ ہوں۔ (تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری ص۵۳۰ ج۲)

اس بات کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے احادیث کے معاملہ میں بڑا تساہل ہو رہا ہے۔

قراءت کے آخر میں ''صدق الله العظیم'' پڑھنا

قراء کا ختم قراءت کے بعد ''صـدق الله العظیم'' پڑھنے کا طریقہ قدیم سے معمول بہا ہے۔ اور عظمت قرآن کا تقاضہ ہے کہ اس طرح کے الفاظ کہہ لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں، اور اس عمل کو بدعت کہنا تو کسی طرح صحیح نہیں۔ بعض حضرات بہت سختی سے اس طرح پڑھنے کو بدعت قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حدیث میں اس کا ثبوت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ، فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ﴾

ترجمہ:...... آپ کہئے کہ اللہ نے سچ کہا ہے، لہٰذا تم ابراہیم کے دین کا اتباع کرو جو پوری طرح سیدھے راستے پر تھے۔ (سورۂ ال عمران، آیت نمبر ۹۵۔ آسان ترجمہ)

ظاہر ہے کہ نفس قرآن کے ہر تقاضے کی تصدیق امت پر فرض ہے۔

﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴾ (سورۂ نساء، آیت نمبر: ۸۷)

ترجمہ:...... اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ بات کا سچا ہو۔ (آسان ترجمہ)

﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴾ (سورۂ نساء، آیت نمبر: ۱۲۲)

ترجمہ:...... اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہوسکتا ہے؟ (آسان ترجمہ)

حضرت علی بن حسین سے مروی ہے کہ: انـه يـذكـر عن النبی صلی الله عليه وسلم : انـه كـان اذا ختـم القرآن حمد الله بمحامد (وفيه يقول) صدق الله ، وبلغت رسله وانا على ذلكم من الشاهدين ، الخ۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۷۲ ج۲، باب فی تعظيم القرآن ، فصل فی استحباب التكبير عند الختم ، رقم الحديث: ۲۰۸۲)

يـقـول ابـو بريدة كان رسول الله صـلـى الـله عليه وسلم يَـخـطُبنا ، اذ جاء الحسن

والحسين عليهما قميصان احمران ' يمشيان ويعثران ، فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر ، فحملهما ووضعهما بين يديه ، ثم قال : صدق الله ﴿ انما اموالكم واولادكم فتنة ﴾ نظرت الى هذين الصّبيّين ' يمشيان ويَعثِران ' فلم اَصبِر حتى قطعت حديثي ورفعتُهُما۔

(ترمذی، مناقب ابی محمد الحسن بن علی بن ابی طالب والحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهما ، ابواب المناقب ، رقم الحدیث: ۳۷۷۴)

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ ہم سے خطاب فرمارہے تھے، اچانک حسن وحسین رضی اللہ عنہما آگئے ، دونوں نے سرخ کرتے پہن رکھے تھے اور دونوں چل رہے تھے،اورٹھوکر کھا کرگر رہے تھے، پس نبی ﷺ منبر سے اترے اور دونوں کو اٹھالیا اور دونوں کو اپنے سامنے بٹھایا، اور فرمایا: اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے: تمہارے اموال اور تمہاری اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش ہی ہیں۔ میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ چل رہے ہیں اور ٹھوکر کھا کر گر رہے ہیں تو میں صبر نہ کرسکا، یہاں تک کہ میں نے اپنی بات منقطع کردی، اور دونوں کو اٹھالیا۔ (تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی ص۴۰۰ ج۸)

علامہ ابن قیم زادالمعاد میں'' **ثم قال صدق الله العظيم ' انما اموالكم واولادكم فتنة** '' کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ (زادالمعاد ص ج)

امام غزالی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد'' **صدق الله العظيم ، وبلغ رسول الله** '' پڑھنا چاہئے۔ (احیاء العلوم ص۲۶۱ ج۲)

نیز شارح احیاء علامہ مرتضی زبیدی تحریر فرماتے ہیں: ہر سورت سے فراغت پر'' **صدق الله العظيم ، وبلغ رسوله النبى الكريم و نحن على ذلک من الشاهدين** '' یا'' **صدق**

الله ، وبلغ رسول الله وليدع بما احب والاحسن الخ ''پڑھنا چاہئے۔

(اتحاف السادة المتقین ص۶۱ ج۵)

علامہ قرطبی نے تحریر فرماتے ہیں:'' ومن حرمته اذا انتهت قراء ته ايصدق ربه ، ويشهد بالبلاغ لرسول الله صلى الله عليه وسلم ويشهد على ذلك انه حق ، فيقول صدقت ربنا وبلغت رسلك ، ونحن على ذلك من الشاهدين''۔

(تفسیر قرطبی ص۳۲ ج۱)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بھی ختم قرآن کے بعد اس دعا ''صدق الله العظيم لا اله الا هو ، الخ '' کا معمولا پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔

(القرآن الکریم ترجمہ وتفسیر ص۶۳ ۷)

ایک لطیفہ

مکہ معظّمہ میں ایک صاحب سے ایک عالم کی اس موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی، دوران گفتگو وہ صاحب کہنے لگے کہ تلاوت کے بعد ''صدق الله العظيم '' پڑھنا بدعت ہے، مولانا نے کہا اگر ''صدق الله العظيم '' بدعت تو ''كذب الله العظيم '' پڑھنا سنت ہے؟ بس وہ خاموش ہو گئے۔ (اسرار تجوید ص۹۳)

کتب تجوید کے حوالجات

کوئی تلاوت کرنے والا تلاوت کرتے کرتے اگر کہیں وقف کر کے قطع قراءت مقصود ہو تو قطع کی صورت میں ''صدق الله مولانا العظيم '' وغیرہ الفاظ کہنا بہتر ہے تا کہ سامع کو قراءت کا انتظار نہ ہو۔ (کاشف الوقوف ص۸۱۔ معرفۃ الوقوف ص۳۱)

قطع کرتے وقت'' صدق الله العظيم ، وبلغ رسوله النبى الكريم و نحن على

ذلک من الشاهدین والحمد لله رب العالمین ''وغیرہ الفاظ کہنا بہتر ہے تا کہ سامع کو قراءت کا انتظار نہ ہو اور قطع: ختم قراءت کو کہتے ہیں، لہذا ختم قراءت کسی جز کامل پر ہونا چاہئے خواہ منزل ہو یا ختم سورت، ختم پارہ ہو یا نصف' ربع ہو یا رکوع، ان پر قطع بہتر ہے، جبکہ تلاوت مقصود ہو۔ (جامع الوقف ص ۴۷)

تلاوت کے آخر میں دعا کرنا چاہئے اور اس میں یہ دعا سنت ہے: ''صدق الله العظیم وبلغ رسوله النبی الکریم ، اللهم انفعنا به ' و بارک لنا فیه ' والحمد لله رب العالمین ' واستغفر الله الحی القیوم ''۔(ص ۷۵)

آخر تلاوت پر یہ کلمات پڑھے: ''صدق الله العظیم ، وصدق رسوله النبی الکریم ونحن علی ذلک من الشاهدین ''۔(تیسیر التجوید ص ۹۰)

مذکورہ بالا حوالجات اور حضرات قراء عظام کے معمول سے معلوم ہوا کہ تلاوت کے آخر میں ان الفاظ کو کہنا جائز اور آداب تلاوت میں سے ہے۔

محافل حسن قرأت

دور حاضر میں جگہ جگہ محافل حسن قرأت منعقد ہو رہی ہیں، خصوصا دینی مدارس میں۔ اور اس میں علماء وارباب افتاء کے درمیان کچھ اختلاف بھی پایا جاتا ہے، بعض حضرات بلا کسی قیدوشرائط کے ان محافل کے جواز بلکہ استحباب تک کہ قائل ہیں، بعض حضرات اس قدر سخت دیکھے گئے کہ عدم جواز وحرمت سے کم پر راضی نہیں، اس لئے ضروری سمجھا گیا اس عنوان سے بھی چند سطریں لکھ دی جائیں۔ اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے اس کے متعلق دار العلوم کراچی سے ایک فتوی شائع ہوا تھا، اس کا مختصر خلاصہ نقل کرنا مناسب لگا، وہ یہ ہے:

''قرآن کریم کو خاموش رہ کر سننے کا حکم ہے، اس لئے دوران تلاوت کسی طرح کا شور و شغف اور لہو ولعب جائز نہیں۔ قاری کی حوصلہ افزائی کے لئے قاری کے آیات کے درمیان وقف کے دوران ''جزاک الله ، ماشاء الله ، سبحان الله '' وغیرہ کہنے میں مضائقہ نہیں، لیکن الفاظ مذکورہ کے ساتھ بہت ہی اونچی آواز سے صدا لگانا کہ مسجد میں شور پیدا ہو یا اہل فسق کے ساتھ مشابہت ہو یا دوران تلاوت اس کی صدا لگانا کہ تلاوت میں خلل ہو، مسجد اور قرآن کے آداب کے خلاف ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

''محافل حسن قرأت کا انعقاد فی نفسہ جائز ہے، اس میں قرآن پاک کی عملی تبلیغ اور سامعین کا فائدہ ہے، البتہ چند باتوں کو ملحوظ رکھنا بہر حال ضروری ہے:

(۱)......تلاوت کلام اللہ میں تجوید کے قواعد کی مکمل رعایت رکھی جائے۔

(۲)......قرآن پاک کے آداب کا قاری وسامعین کو خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۳)......مسجد میں محفل ہونے کی صورت میں مسجد کا ادب ملحوظ رکھا جائے۔

(۴)...... پڑھنے والی عورت یا امرد نہ ہو۔

(۵)......ان مجالس میں مرد وخواتین کا اختلاط نہ ہو۔

(۶)......لاؤڈ اسپیکر کا بقدر ضرورت استعمال ہو، اس سے اہل محلّہ کو اذیت نہ پہنچے کہ کسی کی عبادت یا آرام میں خلل ہو۔

(۷)......ان محافل سے مقصود اللہ عزوجل کی رضا اور دین کی طرف رغبت دلانا ہو نہ کہ ریاو نمود ونمائش۔ اور دیگر زیبائش وآرائش کے لئے روشنی اور فضول خرچی نہ ہو۔

(۸)......قاری کی نیت صاف ہو، ریاء سمعہ' داد لینا یا تلاوت کا عوض مطلوب نہ ہو۔

(۹)......عوامی گذرگاہوں یا ایسی جگہوں پر محفل منعقد نہ کی جائے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔

(۱۰)......مجلس قرائت میں تالیاں نہ بجائی جائیں۔

(۱۱)......تلاوت پر اجرت لینا' دینا دونوں حرام ہیں، البتہ کسی دینی مصلحت سے کسی قاری صاحب کو دور سے بلایا جائے تو آمد ورفت اور خورد ونوش کا خرچہ ان کو دینا اجرت میں داخل نہیں۔

احسان الحق ہزاروی

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد رفیع عثمانی عفااللہ عنہ	بندہ عبدالرؤف سکھروی	احقر محمود اشرف غفرلہ

جواب صحیح ہے، البتہ جو شرائط جواب میں ذکر کی گئی ہیں ان کا اہتمام ناگزیر ہے اور جہاں ان کے یا ان میں سے کسی کے مفقود ہونے کا اندیشہ ہو وہاں احتراز لازم ہے، واللہ سبحانہ اعلم۔

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۵ / جمادی الآخر ۱۴۲۴ھ

''فتاوی محمودیہ'' کا فتوی

سوال:...... ہمارے شہر میں تقریبا تین چار سال کے بعد ایک جشن بنام جلسۂ قراءت کیا جاتا ہے، جس میں شہر و بیرون شہر کے قراء حضرات بلائے جاتے ہیں اور وہ اپنے فن قراءت کا اظہار مختلف لہجہ میں کرتے ہیں، حتی کہ وہ ایک تقابل، توازن کی صورت ہو جاتی ہے، بعد ختم جلسہ قراءت ان قراء کو بحسب اظہار فن قراءت قرآن پاک انعام دیئے جاتے ہیں یعنی کہ سب سے اچھے پڑھنے والے کو سب سے اونچا انعام دیا جاتا ہے، اسی طرح درجہ بدرجہ، ریا تفاخر، تقابل فی القرآن جو کہ ایک امر قبیح ہے بلکہ حرام کا درجہ رکھتا ہے، نیز تلاوت قرآن پاک کے وقت مجلس میں یا اس سے دور ہٹ کر سگریٹ پینا بیڑی پینا تمام نامناسب باتیں کرنا، ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس جشن کا شریعت مطہرہ میں کیا رتبہ ہے؟

الجواب حامدا ومصلیا:...... یہ تقابل اور تفاخر اور اس کا انعام غلط طریقہ ہے، بعض قراء نے اس کو ذریعہ کسب بنالیا ہے، اس سے پرہیز کیا جائے، ادلۂ شرعیہ سے یہ ثابت نہیں۔

(فتاوی محمودیہ ص ۲۰۸ ج ۷)

''احسن الفتاوی'' کا فتوی

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ ایک سوال ''حسن قرأت کے مقابلہ کا کیا حکم ہے''؟ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الجواب باسم ملہم الصواب:......لوگوں میں تجوید قرآن کا شوق پیدا کرنا مقصود ہو تو جائز ہے، مگر مروجہ محافل میں عموما درج ذیل مفاسد پائے جاتے ہیں:

(۱)......مردوں، عورتوں کا بے حجابانہ اختلاط۔

(۲)......تصاویر کی لعنت۔

(۳)......خلاف شرع دعوتیں۔

ان حالات میں احتراز لازم ہے۔(احسن الفتاوی ص ۱۵۹ ج ۸)

''محمود الفتاوی'' کا فتوی

حضرۃ الاستاذ مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

لوگوں میں قرآن پاک کو صحت حروف اور تجوید کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کا شوق و ذوق پیدا ہوا اور اس کا رواج عام ہو، اس مقصد سے اگر کوئی ادارہ یا کوئی شخص اپنی طرف سے انعام کا نظم کر کے علوم دینیہ کے طلبہ میں مسابقہ رکھے تو یہ جائز ہے، یہ چیز قرآن وحدیث اور علوم دینیہ' جو مدرا دین ہیں ان کی ترویج اور تقویت کا باعث ہے۔ مدارس عربیہ میں امتحانات کے موقع پر تمام درجات وعلوم میں اعلی نمبر پانے والے طلبہ کو خصوصی انعامات سے نوازنے کا دستور زمانۂ قدیم (زمانۂ اکابر) سے چلا آرہا ہے۔

(محمود الفتاوی ص ۲۶۰ ج ۳)

قرأت کے جلسے

اس وقت قرأت کے جلسے کا بھی خوب رواج بڑھ رہا ہے، اور ان میں عرب وعجم کے مشہور قرّاء کو مدعو کیا جاتا ہے۔ ان میں کچھ تو ایسے قرّاء کو بلایا جارہا ہے جن کی ظاہری شکل و شباہت یکسر آپ ﷺ کی سنت کے مخالف ہیں اور ان میں بعض تو بڑی رقموں کے بھی طالب ہوتے ہیں۔ ان جلسوں کے بارے میں علماء امت سے مختلف آراء سامنے آرہی ہیں۔ بعض حضرات ان کو بہت نافع بلکہ ضروری تک فرمارہے ہیں، اور وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب سے امت کا تعلق بڑھے اور تجوید کا شوق پیدا ہو۔ اور بعض

حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان سے احتراز کرنا چاہئے، اس لئے کہ ڈاڑھی منڈے اور غیر شرعی لباس کے عادی قرّاء کی وجہ سے نفع کے بجائے نقصان کا قوی اندیشہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت کے ظاہری احکام کی خلاف ورزی بہت سخت ہے اور حدیث شریف میں اس پر بڑی وعید آئی ہے۔ اور شریعت نے فاسق کی عزت افزائی سے منع کیا ہے، اسی لئے فاسق کی امامت کو ناجائز کہا کہ اس میں اس کی تعظیم ہے۔ اس لئے ایسے قرّاء کو مساجد کے ممبر کی زینت بنانا اور ان کی ضرورت سے زیادہ عزت کرنا شریعت کے منشاء سے میل نہیں کھاتا۔ اس لئے قرآن کریم جیسی عظیم قرأت کے جلسوں میں ایسے حضرات قرّاء کو مدعو کیا جائے جن کو شریعت مطہرہ کا پورا پاس ہو۔

قرأت مسابقوں میں غلو

قرآن کریم کو صحت سے پڑھنا تو قرآن کریم کا بڑا حق ہے، اور غلط پڑھنے پر وعید بھی آئی ہے، لیکن اس زمانہ میں بعض پیشہ ور قراء حضرات نے جس طرح قرأت کا رواج شروع کیا ہے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف سے نہ اس کا کوئی ثبوت ہے، اور نہ اس طرح پڑھنا مطلوب و مستحسن ہے۔

قرآن کریم کو اتار چڑھاؤ کر پڑھنا، کبھی آواز میں حد سے زیادہ جہر کبھی اس قدر سر کے سن بھی نہ سکے، کبھی رخسار پر ایک ہاتھ رکھنا کبھی دوسرا کہ کوئی سلیم الفطرت انسان اسے گوارہ بھی نہیں کرسکتا، اور کئی کئی آیات کو ایک سانس میں کھینچنا جس میں مشقت اور بدن پر ایک قسم کی تکلیف ہوتی ہے، اور کبھی ایک سورت کو بلا مکمل کئے ہوئے دوسری کو ساتھ ملا کر پڑھنا، کیا اسے کوئی صاحب عقل درست کہہ سکتا ہے، اور کیا اسے قرآن کا ادب سمجھا جائے گا، ہر گز نہیں۔ یہ سب پیسے کمانے اور واہ واہ کرانے کے دھندے ہیں۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہ کرایہ کے قراء ہزاروں پاؤنڈ کا معاملہ طے کرتے ہیں۔ صرف آواز کا حسن مقصود نہیں، رضائے الٰہی اصل ہے۔ چند احادیث وآثار نقل کرتا ہوں:

(۱)......عن عمران بن حصين انه مرّ على قارئٍ يقرأ ثم سأل ، فاسترجع ثم قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من قرأ القرآن فلْيسأل الله به ، فانه سيجىء اقوام يقرأون القرآن يسألون به الناس۔

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وہ ایک قاری کے پاس سے گذرے جو قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اس نے ان سے کچھ مانگا، تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ''انا لله وانا اليه راجعون'' پڑھا، اور ایک حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے اسے چاہئے کہ اللہ تعالی سے سوال کرے، اس لئے کہ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

(ترمذی، باب [من قرأ القرآن فلْيسأل الله به] ، ابواب فضائل القرآن ، رقم الحديث:۲۹۱۷)

(۲)......عن طاؤوس قال : كان يقال : احسن الناس صوتا بالقرآن أخشاهم لله۔

ترجمہ:......حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں میں خوبصورت آواز سے قرآن پڑھنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالی سے سب سے زیادہ ڈرتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۲ ج۱۵، فی حسن الصوت بالقرآن ،كتاب فضائل القرآن ، رقم الحديث:۳۰۵۶۴)

(۳)......عن الحسن : انه كان يكره ان يقرأ في سورتين حتى يختم آخرتها ، ثم يأخذ في الأخرى۔

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ: دوسورتوں کو ملا کر پڑھا جائے یہاں تک کہ پہلے ایک کو مکمل کرے پھر دوسری پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۵ ج۱۵، فی الرجل يقرأ من هذه السورة و هذه السورة ،كتاب فضائل القرآن ، رقم الحديث:۳۰۸۹۱)

(۴)......قال عبد الله : انى قد تسمّعت الى القرأة فوجدتهم متقاربين ‘ فاقرأوا كما علِّمتم ، واياكم وا لتنطعَ والاختلاف۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کچھ تلاوت کرنے والوں کو غور سے سنا تو میں نے ان کو باہم قریب پایا، پس جیسے تمہیں سکھایا گیا ویسے پڑھو، اور تکلف اور اختلاف سے بچو۔

(۵)......عن سعید بن جبیر قال : اقرؤوا القرآن صبیانیة ولا تنطعوا فیه۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم کو بچوں کے انداز میں پڑھو، (یعنی بغیر تصنع اور تکلف کے، بچوں میں تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی) اور اس میں تکلف اختیار مت کرو۔

(۶)......عن قال حذیفة : ان اقرأ الناس المنافق الذی لا یدع واوًا ولا الفًا ، یَلْفِت کما تَلفِت البقر السنتها ، لا یجاور تَرقُوَته۔

ترجمہ:...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یقیناً لوگوں میں سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا وہ منافق ہے جو نہ کسی الف کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی واؤ کو، وہ منہ کو ایسے موڑتا ہے جیسے گائے اپنی زبان کو موڑتی ہے، اور قرآن اس کے حلق سے تجاوز نہیں کرتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۵ ج۱۵، التطوع فی القراءۃ ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث: ۳۰۶۵۱/۳۰۶۵۲/۳۰۶۵۳)

(۷)......قال عمر : اقرؤوا القرآن واسألوا اللہ به قبل ان یقرأہ قوم یسألون الناس به۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵۸ ج۱۵، من کرہ ان یتأکل بالقرآن ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۳۰۶۲۲)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم پڑھو اور اس کے ذریعہ اللہ تعالی سے سوال کرو، قبل اس کے کہ (یعنی ایسا زمانہ آئے گا کہ) کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور اس کے ذریعہ لوگوں سے سوال کریں گے۔

اور ان میں اکثر ڈارھی منڈے ہوتے ہیں جنہیں اسٹیج پر بٹھا کر ان کی عزت افزائی اور

حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اور وہ بھی مدارس دینیہ میں اہل علم اور ارباب افتاء کے سامنے، اور اس پر اللہ اکبر کے نعرے۔ اس رسم کے خلاف ارباب اہتمام اور اہل علم کو غور کرنا چاہئے، جبکہ فاسق کی تعریف پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے: '' اذا مدح الفاسق غضب الرب ، فاهتز لذلک العرش'' ''ان الله يغضب اذا مدح الفاسق فی الارض''

(کنز العمال، الاخلاق (اقوال) الشعر والمدح المذمومان ، رقم الحديث:۷۹٦۴/۷۹٦٦)

ترجمہ:...... جب فاسق کی تعریف کی جائے تو رب تعالی غصہ ہوتے ہیں، اور اس وجہ سے عرش کانپ جاتا ہے۔ اور زمین میں جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں۔

تعجب ہے کہ وہ ارباب افتاء اور اہل علم ایسے اجلاس کی رونق بڑھاتے ہیں، جبکہ تراویح کی اجرت کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں۔ کیا وہ حفاظ جو کوئی معاملہ بھی طے نہیں کرتے، پورا رمضان بڑی قربانی سے اپنا وقت فارغ کر کے محنت سے تراویح پڑھاتے ہیں، اور وہ کوئی مالی وسعت بھی نہیں رکھتے، ان کی تنخواہ تو حرام ، اور ان قراء کے معمولی اوقات کا اجر ہزاروں۔

علم طب

علم طب کی تعریف، محدثین کا آپ ﷺ کے طبی ارشادات کو جمع کرنا، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں طب کے ماہرین، نا اہل طبیب کے بارے میں احادیث، اور فقہاء کی آراء، حدیث میں علاج کا حکم، آپ ﷺ کے علاج کے مختلف طریقے، زمانہ قدیم میں انجکشن سے علاج، آپریشن کا ثبوت، اور آپریشن سے رگ کاٹنا، ادارۂ صحت کی طرف سے احتیاطی تدابیر اور نظریہ اسلام، وغیرہ امور پر مشتمل ایک مختصر مگر معلوماتی رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہیں جس سے چاہتے ہیں اس سے اپنے دین متین کی خدمت لیتے ہیں، وہ حضرات خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی محنت واشاعت کے لئے قبول فرمائے۔ آدمی کا اپنا کوئی کمال نہیں، نہ کسی کارنامے پر آدمی فخر کرسکتا ہے اور نہ اس کو بجا ہے کہ اپنی بڑائی جتائے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر

زانعام وفضل او نہ معطل گذاشتت

منّت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ تجھے بھلائی کی توفیق ہوئی، اس نے اپنے انعام اور فضل سے تجھے بیکار نہیں چھوڑا۔

تو اس پر احسان نہ جتا کہ بادشاہ کی خدمت کرتا ہے، تو اس کا احسان سمجھ کہ تجھے خدمت میں لگا رکھا ہے۔ (گلستاں مترجم ص ۲۴۳، باب: ۸، در آداب صحبت)

ہمارے قابل صد احترام قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب زید مجدہ اللہ تعالیٰ کے انہیں موفق بندوں میں سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے دینی تعلیم اور قرآن وحدیث کی اشاعت کی ایک مثالی درسگاہ ''جامعۃ القراءات'' کی بنا کا کام لیا۔ پھر اپنے محلّہ میں ایک بہترین مکتب تعمیر کروایا، پھر دنیوی تعلیم کے لئے معیاری اسکول بنوائی، اب روحانی امراض کی صحت کی من وجہٍ تکمیل کے بعد جسمانی صحت کے لئے ایک قابل رشک کام لیا کہ گارڈی ہسپتال کا عظیم منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس ہسپتال کے افتتاح کے موقع پر ایک مبارک بادی کا عریضہ ارسال کرنے کی نیت سے چند باتیں لکھنے کے لئے بیٹھا کہ اس میں ہسپتال کے کچھ تاریخی حقائق کی طرف مختصر اشارہ بھی ہو، مگر یہ مختصر عریضہ ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ اسے مستقل بھی شائع کرنا چاہئے، اس فن کے صاحب ذوق کے لئے انشاء اللہ مفید اور کار آمد ہوگا۔

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذریعۂ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۳؍ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ، مطابق: ۱۹؍ جنوری ۲۰۲۰ء

اتوار

عریضہ بنام: قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قابل صداحترام قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آپ مع اہل خانہ ورفقاء کار بخیر ہوں گے۔ اللہ تعالی سے دلی دعا ہے کہ آپ کو صحت وعافیت سے طویل عمر عطا فرمائے، اور اپنے دین متین کی جس قدر خدمات لی ہیں انہیں شرف قبولیت عطا فرما کر اس نوع کی مزید خدمات کے مواقع میسر فرمائے، آمین۔

گارڈی ہسپتال کے افتتاح کے موقع پر حاضری میں تاریخ کی غلط فہمی سے ایک دن کی تاخیر ہوگئی، ورنہ مجھے بھی اس پر مسرت موقع پر شرکت کی سعادت حاصل ہوجاتی ''الخیر فی ما وقع'' ہے۔

ما کل ما یتمنی المرء یدرکه تجری الریاح بما لا تشتهی السفن

ایسا نہیں ہے کہ انسان جو کچھ تمنا کرے وہ پالے، ہوائیں بعض مرتبہ اس رخ پر چلتی ہیں کہ وہ کشتی کے لئے موافق نہیں ہوتی۔

اس موقع پر آپ کی خدمت میں ایک مبارک بادی کا عریضہ ارسال کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں، اللہ تعالی آپ کی اس عظیم خدمت کو- اور اس کے ساتھ وہ تمام دینی خدمات جو آپ کے ذریعہ وجود میں آئیں- بے انتہا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو موفق بنایا ہے، اور گوناگوں خدمات کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا ہے، بہت ہی مبارک ہو، انشاء اللہ اللہ تعالی کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ یہ جملہ خدمات قبول ہوکر آپ کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات ثابت

ہوں گی۔

اللہ تعالی ان تمام شعبوں کوتا قیامِ قیامت جاری وساری رکھے، اوردن دونی رات چوگنی ترقی عطافرمائے، اورتمام شعبوں کے نبھانے کی اللہ تعالی ایسی کوئی غیبی شکل پیدافرمائے کہ آپ اس فکر سے بےفکر ہوجائیں، اللہ تعالی کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اللہ تعالی آپ کی موجودگی میں بھی اورآپ کے بعدبھی ہرطرح کےشروروفتن سے ان سارے چمنوں کومحفوظ فرمائے۔

یہ گنہگاراورتو کچھ نہیں کرسکتا، مگراپنی ٹوٹی پھوٹی دعاؤں میں ہمیشہ آپ کودل سے یادکرتا ہے، اللہ تعالی کی توفیق سے جب بھی حرمین شریفین کی حاضری ہوتی ہے، وہاں کے متبرک اورقبولیت کے مقامات پربھی پوری توجہ اوردل سے آپ کے لئے، بچوں کے لئے دعا کی توفیق ہوتی ہے۔اس وقت بھی جب ہسپتال کا افتتاح ہورہا ہوگا، یہ عاجز انشاء اللہ مدینہ منورہ میں ہوگا، اورافتتاح کی ہرطرح کی خیروعافیت کے لئے اور ہرشر سے حفاظت کے لئے مسجد نبوی میں اورخصوصاروضہ اقدس ﷺ کےقریب دعا کااہتمام کرے گا۔

ہمارے دوست ڈاکٹراورمیجرکفیل صاحب امیدکہ افتتاح میں حاضرہوں گے، وہ آپ سے رابطہ کریں گے، ان کا خیال رکھنا، بہت مخلص اورمتواضع انسان ہے، لاکھوں میں چند ہوتے ہیں‘ان خصوصیات کے حامل ہیں۔انشاءاللہ مفیدمشوروں سے مددفرمائیں گے۔

دوبارہ میری طرف دلی مبارک بادقبول فرمائے۔ بشرط یادبہن اور بچوں کوسلام اور درخواست دعا۔معزز رفیق مفتی عباس صاحب مدظلہ اورجامعہ کےاساتذہ ورفقائے کارکی خدمت میں بھی تحفۂ سلام اوردرخواست دعا۔فقط طالب دعا۔مرغوب احمدلاجپوری

۲۳؍جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ، مطابق: ۱۹؍جنوری ۲۰۲۰ء، اتوار

مقدمہ

’’الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين‘‘

انسان کے وجود کے بارے میں اسلام کا تصور یہ ہے کہ وہ خود ایک امانت ہے، اس کے لئے اپنے جسم میں وہی تصرف جائز اور درست ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، وہ اپنے منشاومزاج کے مطابق خود اپنے جسم کو نقصان پہنچانے یا اس میں تغیر وتبدل کا مجاز نہیں، اپنے آپ کی حفاظت اس کا شرعی فریضہ ہے، اور صحت جسمانی کو برقرار رکھنے کی امکان بھر سعی تقاضائے امانت کے تحت اس کی ذمہ داری ہے، فن طب چونکہ ایک ایسا فن ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس مقصد کو پورا کرتا ہے، اس لئے علماء اسلام نے اس کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھا ہے۔

علم دو ہی ہیں: ایک فقہ، دوسرا طب

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات ائمۂ اربعہ میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

’’العلم علمان : علم الفقه للاديان و علم الطب للابدان‘‘۔

ترجمہ:......علم (درحقیقت) دو ہی ہیں: ایک فقہ طریقۂ زندگی کے لئے۔ دوسرا طب علاج جسمانی کے لئے۔ (روضۃ الطالبین ص ۹۶ ج ۲۔ المغنی لابن قدامی ص ۵۳۹ ج ۵۔ زاد المعاد ص ۶۶ ج ۳۔ موسوعہ فقہیہ اردو ص ۱۷۰ ج ۱۲، تطبیب)

علم طب کی تعریف

علماء نے علم طب کی تعریف اس طرح کی ہے:

''و هو علم يتعرف منه احوال بدن الانسان من جهة ما يصح و يزول عن الصحة ' ليحفظ الصحة الحاصلة ' و ليستردها زائلة''۔

ترجمہ:......علم طب سے صحت اور عدم صحت کے نقطہ نظر سے انسانی جسم کے احوال معلوم کیئے جاتے ہیں تاکہ موجودہ صحت کو برقرار رکھا جاسکے اور زائل ہونے والی صحت کو لوٹایا جا سکے۔

(فتح الباری ۱۶۵ ج ۱۰۔عمدۃ القاری ص ۲۲۹ ج ۲۱۔ارشاد الساری ص ۴۰۹ ج ۲۱۔کشف الباری ص ۵۳۰، کتاب الطب)

محدثین کا آپ ﷺ کے طبی ارشادات کو جمع کرنا

آپ ﷺ کے طب کے حوالے سے اس قدر ارشادات منقول ہیں کہ محدثین نے ان کو جمع کیا تو مستقل کتابیں وجود میں آگئیں۔ابونعیم اصفہانی نے ان کو ایک رسالہ میں جمع کیا۔علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اچھا خاصا ذخیرہ ''زادالمعاذ'' میں بھی جمع کر دیا ہے۔اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہے۔محدثین نے اپنی جوامع، سنن اور مسانید وغیرہ میں مستقل ابواب قائم کیئے ہیں، اوران کے تحت بکثرت احادیث نقل کی ہیں۔

علم طب کا شرعی حکم

فقہاء امت نے بھی طب کے موضوع کے متعلق مستقل ابواب قائم کر کے اس کے مسائل اور جزئیات کے وہ گراں قدر ذخائر جمع کیئے ہیں کہ عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے۔

علاج ومعالجہ کا سیکھنا فرض کفایہ ہے، چنانچہ مسلمانوں کے ملک میں فن طب کے اصول سے واقف لوگوں کا کثرت سے ہونا واجب ہے۔

اور جہاں تک عملا علاج کا تعلق ہے اس میں اصل اس کا مباح ہونا ہے، اور کبھی کبھی

اس صورت میں مندوب بھی ہو جاتا ہے جب لوگوں کو علاج معالجہ کے بارے میں ہدایات دینے میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ اختیار کرنے کی نیت شامل ہو، یا مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرے کہ وہ اللہ تعالی کے اس طرح کے ارشاد میں داخل ہے:

﴿ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ﴾۔(پارہ:۶/سورۂ مائدہ،آیت نمبر:۳۲)

ترجمہ:......اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔

اور اس حدیث نبوی میں داخل ہے:''من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ''۔

(مسلم، باب استحباب الرُّقية من العين الخ ، كتاب السلام ، رقم الحديث:۲۱۹۹)

ترجمہ:......تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو نفع پہنچائے۔

الا یہ کہ کوئی دوسرا طبیب نہ پائے جانے کی بنا پر یا معاہدہ کی وجہ سے کوئی شخص متعین ہو تو اس کے لئے علاج معالجہ کرنا واجب ہوگا۔(موسوعہ فقہیہ اردو ص۷۰ ا ج ۱۲، تطبیب)

آپ ﷺ کا بیمار کو ڈگری یافتہ ماہر طبیب سے علاج کا مشورہ دینا

مریض کو خاص تاکید کی گئی کہ علاج کے لئے ہر کس و ناکس سے رجوع نہ کرے، بلکہ ماہر اور فن کے جاننے والے ڈاکٹر اور اطباء سے رابطہ کرے۔

آپ ﷺ نے خود اس کی تاکید فرمائی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم قبیلہ ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ، وہ طب کا فن جانتے ہیں۔

حارث بن کلدہ عرب کے فضلائے اطباء میں سے تھے، طائف کے رہنے والے تھے اور فارس میں رہ کر وہاں کی متعدد ڈگریاں طب میں حاصل کی تھیں، اور فارس میں بھی مشہور

طبیب رہے، پھر اپنے ملک کو لوٹے تو بڑا نام پیدا کیا۔

(۱)......عن زید بن اسلم ' انّ رجلا فی زمان رسول الله صلی الله علیه وسلم اصابه جرح ' فاحتقن الجرح الدّم ' وانّ الرجل دعا رجلین من بنی انمار فنظر الیه فزعما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لهما : ایُّکما اطبُّ ؟ فقالا اَوَ فی الطِّب خیر یا رسول الله ؟ فزعم زید ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : انزل الدّواء الذی انزل الادواء۔ (مؤطا، باب تعالج المریض ، کتاب الجامع ، رقم الحدیث:۲۹۴۷)

ترجمہ:......حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زخم لگا جس سے خون منجمد ہو گیا، تو اس شخص نے بنو انمار کے دو آدمیوں کو بلایا، ان دونوں نے آکر دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم دونوں میں سے کون طب زیادہ جانتا ہے؟ (اور کون طب میں ماہر ہے؟) وہ بولے: یا رسول اللہ! کیا طب میں بھی کچھ فائدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جس ذات نے بیماری اتاری ہے اس نے دواء بھی اتاری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ طب کے ماہرین سے علاج کرایا کرتے تھے۔

(مستفاد: عہد نبوی کا اسلامی تمدن (اردو ترجمہ: التراتیب الاداریۃ) ص۲۱۸)

نااہل طبیب کے بارے میں احادیث

(۱)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ایُّما طبیب تطبَّب علی قوم لا یُعرفُ له تطبُّبٌ قبل ذلک فأعْنَتَ ' فهو ضامن۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طبیب نے لوگوں کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے وہ اس فن میں معروف نہیں تھا، چنانچہ وہ باعث مشقت ہو جائے تو وہ ضامن ہے۔

(۲)......ان رسـول الـله صلى الله عليه وسلم قال : من تطبَّب ولا يُعلم منه طِبٌّ فهو ضامن۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علاج کیا حالانکہ علاج کی اہلیت رکھنے میں وہ معروف نہ ہوتو وہ نقصان کا ضامن ہوگا۔

(ابوداؤد، باب فيمن تطبب ولا يعلم منه طب فأعنت ، كتاب الديات ، رقم الحديث:۴۵۸۷۔ نسائی، صفة شبه العمد ، الخ ، كتاب القسامة و القود والديات ، رقم الحديث:۴۸۳۴۔ابن ماجہ باب من تطبّب ولا يُعلم منه طب ، كتاب الطب ، رقم الحديث:۳۴۶۶)

تشریح:......علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''و لفظ التفعل يدل على تكلف الشيء والدخول فيه بكلفة ككونه ليس من اهله (فهو ضامن) لمن طبه بالدية ان مات بسببه''۔

(فیض القدیر ص۱۳۷ج۶، حرف الميم ، تحت رقم الحديث:۸۵۹۶)

یعنی ''تفعل'' کا باب کسی بات میں تکلف اور بہ تکلف داخل ہونے کو بتاتا ہے جیسے یہ کہ علاج کرنے کا اہل نہ ہو، پھر بھی علاج کرے تو اگر اس کے علاج سے مریض فوت ہوجائے تو وہ دیت کا ضامن ہوگا۔

نااہل طبیب کے بارے میں فقہاء کی رائے اورنااہل طبیب کی تعریف

فقہاء نے اپنے زمانہ کے احوال کے مطابق نااہل طبیب کی تعریف مختلف الفاظ میں فرمائی ہے،''فتاوی سراجیہ میں ہے:'' الذی يسقى الناس السُّمَّ و عنده انّه دواء''۔

ترجمہ:......جوزہر پلادے اس حال میں کہ وہ اس کو دوا گمان کرے۔

(الفتاوى السراجية ص۵۴۸، كتاب الحجر ، ط : زمزم،کراچی،دارالعلوم زکریا)

علامہ جلال الدین خوارزمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’ **فانه يسقى الناس فى امراضهم دواء مهلكا وهو يعلم بذلك او لا يعلم**‘‘۔

ترجمہ:...... جولوگوں کو بیماریوں میں **مہلک** دواپلا دے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

(کفایہ علی الہدایہ، فتح القدیر ص۱۹۳ ج۸، باب الحجر للفساد ، كتاب الحجر، ط: رشیدیہ، کوئٹہ)

نوٹ...... جدید فقہی مسائل (ص۱۸ ج۵) میں یہ عبارت علامہ بابرتی کی طرف منسوب ہے۔

بعض حضرات نے اسی کو کسی قدر وضاحت سے یوں لکھا ہے:

’’ **يسقى الناس دواء مهلكا ولا يقدر على ازالة ضرر دواء اشتد تاثيره على المرضى**‘‘۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ص۴۴۹ ج۵، (۴۵۰۲) القسم الثالث ، الفصل الثانى عشر : المبحث الثانى ، المطلب السابع الحجر للمصلحة العامة)

ترجمہ:...... جولوگوں کو **مہلک** دواء پلائے اور ایسی دوا کا منفی اثر دور کرنے پر قادر نہ ہو جو مریض پر ظہور پذیر ہو۔

حاصل یہ کہ جو دواؤں کی شناخت نہ رکھتا ہو، زہر کو امرت سمجھ لیتا ہو، اندازہ پر دوائیں دیتا ہو، اور منفی اثر کی حامل دواؤں کے مضر اثرات سے نمٹنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، ایسے شخص کو ’’طبیب جاہل‘‘ تصور کیا جائے گا۔ فقہاء کی یہ تعریف ان کے عہد اور زمانہ کے تناظر میں بالکل صحیح ہے، کیونکہ اس زمانہ میں یہ فن اس قدر پیچ در پیچ اور شاخ در شاخ نہ ہوا تھا، لوگ دوسرے علوم کے ساتھ امراض کی علامات اور ادویہ پر ایک آدھ کتاب پڑھ لیا کرتے تھے، تجربات سے مزید رہنمائی ملتی تھی اور بس، اس کو طبابت کے لئے کافی تصور کیا جاتا تھا نہ اس کے لئے مستقل تعلیم درکار ہوتی نہ باضابطہ سند وتوثیق۔ (جدید فقہی مسائل ص۱۹ ج۵)

فقہاء نے جاہل طبیب کو علاج سے روکنے کا حکم دیا ہے۔علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ تین ہی اشخاص پر حجر کے قائل ہیں: آوارہ فکر مفتی، جاہل طبیب اور دیوالیہ شخص جو لوگوں کو کرایہ پر اشیاء دینے کا معاملہ کیا کرے اور خوب لکھا ہے کہ یہ ممانعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضہ سے ہے،اس لئے کہ جاہل مفتی مسلمانوں کے دین میں فساد کا سبب ہوگا،اور جاہل طبیب مسلمانوں کے ابدان بگاڑے گا،اور مفلس کرایہ پر لگانے والا لوگوں کے مال کو ضائع کرے گا۔

”وما روی عن ابی حنیفة رحمه الله : انه كان لا يجرى الحجر الا على ثلاثة : المفتى الماجن ' والطبيب الجاهل ' والمكارى المفلس .....لان المنع عن ذلك من باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر ، لان المفتى الماجن يفسد أديان المسلمين ، والطبيب الجاهل يفسد أبدان المسلمين ، والمكارى المفلس يفسد اموال الناس“۔

(بدائع الصنائع ص۸۲ ج۱۰، كتاب الحجر والحبس ، ط : دار الكتب العلميه ، بيروت)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے بھی اس کی صراحت کی ہے،فرماتے ہیں کہ: اگر حجر کے ذریعہ عموی ضرر کو دور کرنا مقصود ہو، جیسے جاہل طبیب' آوارہ خیال مفتی اور مفلس کرایہ پر لگانے والا ،تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے جو روایت ہے اس کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ کم نقصان کو گوارہ کر کے زیادہ نقصان کو دور کرنا ہے۔

”حتى لو كان فى الحجر رفع ضرر عام كالحجر على المتطبّب الجاهل والمفتى الماجن والمكارى المفلس جاز فى ما يروى عنه اذ هو دفع ضرر الاعلى بالادنى“۔(ہدایہ ص۳۵۵ ج۳، باب الحجر للفساد ، كتاب الحجر ، ط: مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

”موسوعہ فقہیہ“(ص۴۷ اج۱۲،تطبیب) میں ہے:

طبیب کو ضامن بنایا جائے گا، بشرطیکہ وہ طب کے اصول سے ناواقف ہو، یا اس میں ماہر نہ ہو اور کسی مریض کا علاج کرے، اور علاج کی وجہ سے اس کو ہلاک کردے، یا کوئی عیب پیدا کردے، یا طب کے اصول جانتا ہو اور علاج میں کوتاہی کرے اور ہلاکت یا عیب سرایت کر جائے، یا قواعد علاج جانتا ہو اور کوتاہی بھی نہ کرے، لیکن مریض کی اجازت کے بغیر اس کا علاج کیا ہو، جیسے بچہ کا ختنہ اس کے ولی کی اجازت کے بغیر یا بڑے کا ختنہ جبرا یا اس کے سونے کی حالت میں کیا ہو، یا مریض کو کوئی دوا جبرا کھلائے اور اس سے تلف یا عیب پیدا ہو جائے، یا کسی بچہ کی طرف سے ہونے کے سبب غیر معتبر اجازت سے علاج کیا ہو جبکہ اجازت مثال کے طور پر ہاتھ یا بازو کاٹنے یا پچھنا لگانے یا ختنہ کرنے کی ہو، اور یہ ہلاکت یا عیب کا سبب بن گیا ہو، تو ان تمام صورتوں میں وہ اپنے علاج پر مرتب ہونے والے نقصانات کا ضمان دے گا۔

اور اگر اس کی اجازت دی گئی ہو، اجازت معتبر بھی ہو، اور وہ حاذق ہو اور اس کے ہاتھ سے جنایت نہ ہوتی ہو، اور جس میں اجازت دی گئی ہے اس سے تجاوز نہ کیا ہو، اور ہلاکت سرایت کر جائے تو ضامن نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس نے ایک مباح فعل کیا ہے جس کی اجازت تھی اور اس لئے کہ سرایت کر جانے کی وجہ سے جو چیز تلف ہوتی ہے اگر وہ بجائے جہالت و کوتاہی کے کسی اجازت یافتہ سبب سے ہو تو ضمان نہیں ہوتا۔

''قاموس الفقہ'' میں ہے:

ابن قیم رحمہ اللہ نے تفصیل سے اس پر گفتگو کی ہے کہ: طبیب کن صورتوں میں ضامن ہوگا اور کب ضامن نہیں ہوگا؟ تاہم جو شخص مناسب صلاحیت و اہلیت سے محرومی کے باوجود لوگوں کو تختۂ مشق بنائے، اس کی بابت اہل علم کا اجماع و اتفاق ہے کہ وہ مریض کی جان

جانے کی صورت میں ضامن ہوگا۔ (زادالمعاد ص۱۳۹ ج۴)

اگر معالج علاج کا مجاز ہے، لیکن اس نے طریقہ علاج میں کوتاہی کی ہے، اور مطلوبہ احتیاطی تدابیر کو روبہ عمل نہیں لایا ہے تب بھی مریض کو ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا، چنانچہ علماء دردیر نے ختنہ کرنے' دانت نکالنے اور علاج کرنے میں کوتاہی کی صورت میں ضمان واجب قرار دیا ہے۔ (الشرح الصغیر ص۷۴ ج۴)

اسی طرح کی بات ''فتاوی بزازیہ'' میں بھی آئی ہے۔ (فتاوی بزازیہ ص۷۹ ج۵)

ان عبارتوں سے یہ بھی واضح ہے، بلکہ صراحۃً اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ: جو شخص علاج کرنے کا اہل ہو، اگر اس کی کوتاہی و بے احتیاطی کے بغیر مریض کو نقصان پہنچ جائے تو معالج اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اصولی بات لکھی ہے کہ: دو شرطیں پائی جائیں تو معالج ضامن نہیں ہوگا، اور اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ضامن ہوگا۔ اول یہ کہ...... وہ اپنے فن میں بصیرت و مہارت رکھتا ہو۔ دوسرے...... اس نے علاج میں کوتاہی سے کام نہ لیا ہو۔ بے بصیرتی کے ساتھ علاج بھی ناروا ہے اور بصیرت و حذاقت کے باوجود کوتاہی بھی ناقابل قبول اور موجب ضمان ہے۔ (المغنی ص۳۱۲ ج۵)

بلا اجازت آپریشن

اس ضمن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مریض اور اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر ڈاکٹر کا آپریشن کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

فقہی نظائر اور تفصیلات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مریض یا اس کے اولیاء واعزہ سے آپریشن کی اجازت لینا ممکن نہ ہو اور مریض کی نوعیت ایسی ہو کہ اسی طریقۂ علاج

سے چارہ نہ ہو اور تاخیر وانتظار کی گنجائش بھی نہ ہو تو ڈاکٹر کا ان کی اجازت کے بغیر آپریشن کرنا جائز ہوگا، اس لئے کہ ممکن حد تک نفس انسانی کو بچانے کی کوشش خود اللہ تعالی کی طرف سے واجب ہے، لہذا اگر وہ انسان کی طرف سے اجازت یافتہ نہیں لیکن خود شارع کی طرف سے ماذون واجازت یافتہ متصور ہوگا۔

فقہاء نے بھی شریعت کے اس اہم اصول کو اپنے اجتہادات میں برتا ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص دوسرے کے کھانے پر یا شوربہ کے استعمال پر مضطر ہو گیا اور اس سے وہ چیز طلب کی، اس نے اس وقت اس سے مستغنی ہونے کے باوجود منع کر دیا اور اس کی موت واقع ہوگئی تو جس سے مانگا تھا، وہ اس کا ضامن ہوگا۔ (المغنی ص ۲۳۸ ج ۸)

ہاں اگر مریض خود اجازت دینے کے موقف میں ہو یا اس کے اولیاء موجود ہوں تو ان سے اجازت لینا واجب ہے، اور باوجود قدرت وامکان کے بلا اجازت آپریشن کیا، یا کوئی ایسا طریقہ علاج اختیار کیا جو امکانی طور پر ہلاکت کا باعث ہوسکتا ہے، اور مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو جاتا رہا تو معالج پر اس کی ذمہ داری ہوگی، چنانچہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ: اگر ولی کی اجازت کے بغیر بچہ کا ختنہ کیا اور اس کا زخم پھیل گیا تو ضامن ہوگا، اس لئے کہ اس کو کاٹنے کی اجازت نہیں تھی، اور اگر حاکم یا ایسے شخص نے ختنہ کیا جس کو اس پر ولایت حاصل تھی یا جس شخص نے کیا اس کو ان دونوں سے اجازت حاصل تھی تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس لئے کہ شرعا وہ اس کا مجاز ہے۔

فقہائے حنفیہ میں ابن نجیم رحمہ اللہ نے لکھا کہ:

معالج کی کوتاہی اور بلا اجازت ولی علاج یہ دونوں باتیں ضمان کے واجب ہونے کے مستقل اسباب ہیں۔ (البحر الرائق ص ۲۹ ج ۸)

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ولی موجود ہو اور اس کی اجازت کے بغیر آپریشن کیا گیا اور اس سے نقصان پہنچا تو معالج اس کا ضامن ہوگا۔

(قاموس الفقہ ص۳۳۲ ج۴، طب وطبیب)

حدیث میں علاج کا حکم

پھر علاج کے لئے ارشاد ہے:

(۱)......قالت الاعراب یا رسول الله ! الا نتداوی ؟ قال : نعم یا عباد الله ! تداوَوا۔

ترجمہ:......اعراب نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم علاج نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے اللہ کے بندو علاج کیا کرو۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الدواء والحث علیه ، ابواب الطب ، رقم الحدیث:۲۰۳۸۔ابوداؤد، باب الرجل یتداوی ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۳۸۵۵۔ابن ماجہ، باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۳۴۳۶)

(۲)......ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : انّ الله حیثُ خلق الدّاء ، خلق الدواء ، فتداوَوا۔

(مسنداحمد ص۵۰ ج۲۰، تتمه مسند انس بن مالک رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۱۲۵۹۶)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالی نے جہاں بیماری پیدا کی ہے، وہاں دوائی بھی پیدا کی ہے، پس تم دوائی استعمال کرو۔

ان امور سے روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ شریعت میں دوا اور علاج کی کس قدر اہمیت ہے۔اس رسالہ میں اسی موضوع پر چند متفرق باتیں جمع کی گئی ہیں، امید ہے کہ اس فن کے صاحب ذوق کے لئے انشاءاللہ مفید اور کارآمد ہوں گی۔ مرغوب احمد

علم طب

طبعیات کی ایک شاخ ''طب'' بھی ہے، اس میں بدن انسانی سے بحیثیت مرض و صحت بحث ہوتی ہے۔

طبیب کی کوشش ہوتی ہے کہ صحت کی حفاظت کے اسباب مہیا کرے، اورادو یہ واغذ یہ کے ذریعہ بدن سے لاحق شدہ مرض کا علاج کرے۔ یہ پہلے اس مرض کا پتہ لگاتا ہے جو عضو بدن میں پیدا ہوگیا ہے، اوران اسباب کا سراغ وکھوج بھی لگاتا ہے جن سے یہ مرض رونما ہوا ہے، پھر دوا کے مزاج وقوت کو ایک طرف نظر میں رکھ کراور مرض کی علامت کو دوسری طرف خیال میں لاکر مرض کے لئے مناسب دوا تجویز کرتا ہے۔ طبیب ان تمام تحقیقات و تفتیشات میں طبیعت' فضلات ونبض سے سراغ رسانی کا کام لیتا ہے، اور مادہ کی طبیعت' موسم اورسن وعمر مریض کا کافی خیال کرکے علاج معالجہ پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ اب جس علم میں علاج کے یہ سارے حالات مذکور ہوں اس کو''طب'' کہتے ہیں۔

بعض لوگوں نے صرف ایک ہی عضو بدنی کے حالات مرض وعلاج سے بحث کی ہے، اوراسی کو ایک مستقل علم کی شکل دے دی ہے، مثلاً آنکھ ہی کے تمام امراض و علاجات کا تفصیلی بیان دے کراس پرکلام کوختم کردیا ہے۔

اسی طرح علم طب میں بیان منافع اعضائے بدنی کو بھی شامل کرلیا گیا ہے کہ مثلاً ہر عضو بدنی کس کس مقصد وکام کے لئے قدرۃً پیدا ہوا ہے، گو یہ چیزیں دراصل موضوع علم طب میں شامل نہیں۔

اگلوں میں علم طب کا امام جالینوس کو مانا گیا ہے جو حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا معاصر تھا، اور سسلی میں بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مرا۔ اسی کی کتابیں ترجمہ ہوکر اہل

اسلام میں رائج ہوئیں۔اطباء نے اس کی کتابوں کوامہات واصول کا درجہ دیا۔

اہل اسلام میں بھی چوٹی کے اطباء گذرے ہیں جنہوں نے اس علم کو معراج تک پہنچایا، مثلا رازی، مجوسی، ابن سینا وغیرہ۔اہل اندلس میں بھی بڑے نامور اطباء گذرے ہیں، مثلا ابن زہر وغیرہ۔

عرب میں طب کا بہت رواج تھا اور اچھے مشہور اطباء گذرے ہیں مثلا حارث بن کلدہ وغیرہ۔(مقدمہ ابن خلدون (اردو) ص۴۶۶)

سب سے پہلے بقراط نے شفاخانہ اور قیام گاہ کو قائم کیا

سب سے پہلے بقراط نے شفاخانہ اور قیام گاہ قائم کیا، اور اپنے خادموں کو دوا کے کام پر لگایا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خندق کے دن قریش کے تیر سے زخمی ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کے علاج کے لئے مسجد کے اندر ایک خیمہ لگوایا، یہ خیمہ ایک صحابیہ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا کا تھا، وہ زخمیوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتی تھیں، اور اسی کام کے لئے اپنے کو وقف کر رکھا تھا۔ان کی شریک کار بہن کعیبہ بنت سعید الاسلمی بھی تھیں۔

آپ ﷺ کے عہد زریں میں ہسپتال کے بارے میں اس سے ثبوت ملتا ہے۔

سب سے پہلے ہسپتال کی وسیع معنوں میں شکل دینے والا

سب سے پہلے ہسپتال کی وسیع معنوں میں شکل دینے والے ولید بن عبد الملک ہیں جنہوں نے :۸۸ھ میں یہ کارنامہ انجام دیا، اس میں ڈاکٹروں کو مقرر کیا اور اس کے لئے خطیر رقم مختص فرمائی اور کوڑھی (جزام کا مریض) یا نابینا مریض پر دن رات خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

آپ ﷺ کے علاج کے مختلف طریقے

آپ ﷺ خود علاج ومعالجہ فرماتے تھے۔صحت کی حالت میں بھی اور مرض کی حالت میں بھی۔صحت کی حالت میں حفاظت والی تدابیر سے،مثلا: ریاضت‘ مجاہدہ اور کم کھانے کے ذریعہ اورتر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانے سے،اورتر کھجوریں خربوزہ کے ساتھ کھانے سے،اورفرماتے:اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو دور کرتی ہے۔اثمد سے بینائی کا،ہر روز اثمد کا سرمہ لگا کر آنکھوں کا علاج فرماتے تھے۔

گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھاتے تھے۔کھانوں کی خاصیت کی رعایت فرماتے تھے۔حرارت و برودت کی صفت کو معتدل بناتے تھے۔مرکبات اورادویات میں یہ ایک بہت بڑی اصل ہے۔(عہد نبوی کا اسلامی تمدن (اردو ترجمہ:التراتیب الادارية)ص۲۱۸)

آپ ﷺ کا صحابی کے دل پر ہاتھ رکھ کر فرمانا کہ:تم دل کے بیمار ہو

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا تو ان کو اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی تو فرمایا:’’انک مفئود‘‘ یعنی دل کے بیمار ہو۔

شمرول طبیب کی گواہی کہ:آپ ﷺ مجھ سے بڑے طبیب ہیں

’’اصابہ‘‘میں ہے کہ:شمرول بن قباب الکعبی النجر انی طبی علاج کرتا تھا،آپ ﷺ نے اس سے مسائل طبیہ میں مذاکرہ فرمایا،شمرول نے آپ ﷺ کے گھٹنے مبارک کو بوسہ دیا اور کہنے لگا:اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے آپ تو مجھ سے زیادہ علم طب جانتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طب میں مہارت رکھنا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ: اے امی جان! آپ کے علم شاعری سے مجھے کوئی تعجب نہیں، کیونکہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو کہ لوگوں میں زیادہ علم ودانش والے تھے، لیکن مجھے آپ کی طبی مہارت اور اس کے علوم سے بڑا تعجب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ آخری عمر میں علیل ہو گئے تھے، آپ کی خدمت میں عرب کے مختلف جہات سے وفود آتے اور مختلف چیزیں (بطور دواء) تجویز کرتے تھے، اور دوا میں دیتی تو وہیں سے (طب سے واقفیت) ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ کے پاس عرب وعجم کے اطباء آتے تھے اور نسخہ تجویز کرتے تھے اور علاج ہم کرتے تھے۔ (موسوعہ فقہیہ اردو ص۲۷۱ ج۱۲، تطبیب)

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط، ص۱۵۵ ج۶، رقم الحدیث: ۶۰۶۷۔ مجمع الزوائد ص۲۸۴ ج۹،

باب جامع فیما بقی من فضلها رضی الله عنها، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۱۵۳۱۵)

حضرت عروہ یہ بھی فرماتے تھے کہ: میں نے طب، فقہ اور شعر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

"وعن عروة، قال: ما رأيت امرأة اعلم بطب ولا بفقه ولا بشعر من عائشة"۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۵ ج۹، باب جامع فیما بقی من فضلها رضی الله عنها، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۱۵۳۱۷)

حضرت ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ حاذق طبیب تھے

حضرت ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا قرب حاصل تھا، آپ بڑے

سمجھدار اور حاذق طبیب تھے۔

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت کے آپ ﷺ کے دوست تھے۔ جب آپ ﷺ کی رسالت کا چرچہ ہوا تو دشمنوں نے جنون کا الزام لگایا، حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے گذشتہ تعلقات اور مراسم کی وجہ سے حاضر خدمت ہو کر تقاضا کیا کہ محمد! (ﷺ) میں آسیب کا علاج کرتا ہوں، خدا نے میرے ہاتھوں کئی بیماروں کو شفا بخشی ہے، اس لئے آپ کا علاج کرنا چاہتا ہوں، اس ہمدردی کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ خطبہ سنایا:

''ان الحمد لله ' نحمده و نستعينه ' من يهده الله فلا مضل له ' ومن يضلل فلا هادى له ' واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ' وان محمدا عبده ورسوله ' اما بعد''۔

اس کے بعد آپ ﷺ کچھ اور ارشاد فرمانا چاہتے تھے کہ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ان کلمات کے پڑھنے کی فرمائش کی، آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھ کر سنایا، حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نہایت غور وتامل کے ساتھ سنتے جاتے تھے، اور ہر مرتبہ دل متأثر ہوتا جاتا تھا، جب سن چکے تو عرض کیا کہ: میں نے کاہنوں کا سجع سنا ہے، ساحروں کی سحر بیانی سنی ہے، شعراء کا کلام سنا ہے، لیکن یہ تو کچھ اور ہی چیز ہے، جو بات اس میں ہے وہ کسی میں' میں نے نہیں پائی، اس کا عمق تو سمندر کی گہرائیوں کی تھاہ لاتا ہے، ہاتھ بڑھاؤ اور مجھے اسلام کی غلامی میں داخل کرو، اس طرح عرب کے وہ مشہور طبیب جو جنون کا علاج کرنے آئے تھے خود اسلام کے دیوانہ ہو گئے۔ (سیر الصحابہ ص ۱۰۵ ج ۴ رحصہ ہفتم)

''مسلم شریف'' میں بھی اس واقعہ کا ذکر آیا ہے۔

(مسلم ص ۲۸۵، باب تخفيف الصلوة والخطبة، كتاب الجمعة، رقم الحديث: ۸۶۸)

غیر مسلم اطباء اور ان پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اعتماد

ابوالحکم ایک نصرانی طبیب تھا، اور کئی قسم کے علاج جانتا تھا۔ اور ایک نصرانی طبیب ابن رتال تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان پر اعتماد کرتے تھے، وہ ادویات، مرکبات، مفردات کی قوت اور زہر قاتل کے اجزاء کی ان سے معلومات حاصل فرماتے تھے۔

خلیفہ ہارون الرشید کا یہودی طبیب اور اس کا دلچسپ قصہ

خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب جبرئیل بھی یہودی تھا، جو دسترخوان پر ہارون الرشید کے ساتھ ہوتا، اور جب کوئی مضر چیز دیکھتا تو خلیفہ کو اس کے کھانے سے روک دیتا تھا۔

ایک مرتبہ خلیفہ کے لئے مچھلی آئی تو حکیم نے خلیفہ کو اس کے کھانے سے روک دیا، اور مچھلی واپس کردی گئی، حکیم نے بعد میں وہ مچھلی کھالی، کسی خادم نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دی تو حکیم نے مچھلی کے تین حصے کئے اور تین پیالوں میں رکھے، ایک پیالے میں گوشت اور دوسری کھانے کی چیزیں جو خلیفہ نے کھائی تھیں ملادیں، دوسرے پیالے میں برف ڈالا، تیسرے پیالے میں شراب ڈالی، یہ تینوں پیالے خلیفہ کی خدمت میں پیش کرکے کہا کہ: ان دونوں پیالوں میں آپ کا کھانا ہے، اور تیسرے پیالے میں میرا کھانا ہے، دیکھا تو وہ دونوں پیالوں کا کھانا چند ہی گھنٹوں بعد بدبو دینے لگا، اور جس پیالے میں شراب تھی اس میں مچھلی کا گوشت پانی ہوکر شراب میں مل گیا۔ اس طرح حکیم نے اپنی شرمندگی دور کی اور خلیفہ کو بتایا کہ میں چونکہ شراب پیتا ہوں، لہذا میرے لئے یہ مچھلی نقصان رساں نہ تھی، اور آپ چونکہ شراب نہیں پی سکتے، لہذا میں نے مچھلی کو روک دیا تھا۔

(تاریخ اسلام ص ۵۰۷ ج ۱، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی)

زمانہ قدیم میں انجکشن سے علاج

پہلے زمانہ میں انجکشن بھی لگائے جاتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ انجکشن لگوانے سے درد کو آرام ملتا ہے تو آپ نے فرمایا: جب درد اٹھے تو انجکشن لگوایا کرو۔

طبیب عرب حارث بن کلدہ نے کسری کو بتایا تھا کہ: انجکشن سے پیٹ صاف ہوجاتا ہے، اور یہ ہاتھ پاؤں بے حس ہونے اور بوجھل ہونے کی بیماریوں میں مفید ہے۔

آپریشن کا ثبوت، اور آپریشن سے رگ کاٹنا

آپ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب کو بھیجا، اس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی۔

مختلف بیماریوں کے ماہرین

ابورمہ رفاعہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں طبیب تھا جو ہاتھ بنانا (یعنی ٹوٹے ہاتھ کا علاج کرنا) جانتا تھا۔ اور رگوں اور پٹھوں کے علاج کا ماہر تھا۔

طب کا ایک اہم شعبہ آنکھ سے متعلق علاج کا رہا ہے، آنکھ انسانی جسم کا انتہائی نازک عضو ہے، ابوالقاسم عمار موصلی امراض چشم کے نہ صرف بڑے ماہر تھے، بلکہ اس شعبہ میں کئی جدید تحقیقات واکتشافات بھی پیش کئے۔ امراض چشم کے ماہرین میں ایک نہایت اہم نام علی بن عیسی کا ہے۔

امام ابوبکر محمد زکریا رازی چیچک کے بڑے ماہر اور مانے ہوئے طبیب تھے۔

ابوالقاسم زہراوی آنکھوں کے موتیا اور ٹونسل کا آپریشن اور کینسر کی بیماریوں میں

مہارت رکھنے والے تھے۔

حمل اور جنین طب کا ایک اہم اور نازک موضوع ہے، اس کے ماہر تھے عریب بن سعد الکاتب قرطبی۔

طاعون کے مرض کی تشخیص اور اس کے علاج و معالجہ میں لسان الدین بن خطیب کی مہارت مسلم تھی۔

داغ سے علاج

آپ ﷺ حضرت اسعد بن زرارہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے، ان کو کانٹا چبھ گیا تھا، ان کا علاج داغ لگا کر کیا گیا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جب تیر لگا تو ان کا علاج بھی دو مرتبہ داغ لگا کر کیا گیا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو لقوہ (فالج) کی بیماری ہوئی تو ان کا علاج بھی داغ لگوانے سے کیا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نمونیہ ہوا تو داغ لگایا گیا۔ خون روکنے کے لئے داغ لگانا بہترین تدبیری علاج ہے۔ (عہد نبوی کا اسلامی تمدن (اردو ترجمہ: التراتیب الادار یۃ) ص ۲۱۸)

نوٹ...... خاتمہ میں ایک مقالہ ہے جس میں داغ لگوانے کی روایات کی تحقیق کی گئی ہے۔

ادارۂ صحت کی طرف سے احتیاطی تدابیر اور نظریہ اسلام

جذام سے احتیاط کی احادیث

(۱)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدوی ولا طیرة ولا هامة ولا صفر و فر من المجذوم کما تفر من الاسد۔

(بخاری، باب الجذام، کتاب الطب، رقم الحدیث:۵۷۰۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی، اور نہ کوئی بد شگونی ہے، اور نہ الو کی نحوست ہے، اور نہ ماہ صفر کی نحوست ہے، اور جذام کی بیماری والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔

(۲)......کان فی وفد ثقیف رجل مجذوم فارسل الیه النبی صلی الله علیه وسلم انّا قد بایعناک فارجع۔

(مسلم، باب اجتناب المجذوم و نحوه، کتاب السلام، رقم الحدیث:۵۹۵۸)

ترجمہ:......قبیلہ ثقیف کا ایک مجذوم آدمی (بیعت کی غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں وفد کے ساتھ حاضر ہوئے)، تو نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ساتھ ان کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں (بغیر ہاتھ ملائے زبانی) بیعت کرلیا، لہذا تم لوٹ جاؤ۔

(۳)......عن ابن عباس ، انّ النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا تُدیموا النّظر الی المجذومِین۔ (ابن ماجہ، باب الجذام، کتاب الطب، رقم الحدیث:۳۵۴۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جذامیوں کی طرف مسلسل مت دیکھا کرو۔

(۴)......ابی هریرة ، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا تورِدوا المُمرِضَ علی

المُصِحّ۔(بخاری، باب لا عدوی ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۵۷۷۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیمار(اونٹ) کوتندرست (اونٹوں) کے پاس نہ لاؤ۔

(۵)......عن ابی قلابة انه کان یعجبه ان یتقی المجذوم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵۶ ج۱۳، من رخّص فی الطیرة ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۶۹۴۰)

ترجمہ:......حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ مجذوم سے بچنے کو پسند فرماتے تھے۔

(۶)......نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن السواک بعود الرَّیحان والرُّمان، وقال یُحرّک عِرق الجذام۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے ریحان اورانار کی لکڑی سے مسواک کرنے سے منع فرمایا، اورفرمایا کہ: یہ جذام کی رگ کوحرکت دیتی ہے۔(یعنی اس سے جذام کی بیماری ہوسکتی ہے)

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۹ ج۱۳، فی التّخلّلِ بالقصب ' والسّواک بعود الریحان ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۰۷۹)

(۷)......نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یُتخلَّل بالآس والقصَب وقال : انهما یسقیان عِرق الجُذام۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ریحان اورانار کی لکڑی سے مسواک کرنے سے منع فرمایا، اورفرمایا کہ: یہ دونوں جذام کی رگ کوسیراب کرتے ہیں۔

(روی ابن عدی فی "الکامل":۲۱۶۹/۶/ فی ترجمة محمد بن عبد الملک الانصاری احد المتهمین۔حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۹ ج۱۳، تحت رقم الحدیث:۲۷۰۷۹)

جذام کے ساتھ اختلاط کی احادیث

(۱)......عن جابر : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد مجذوم ، فوضعها معه في القَصعة ، و قال : كُل ثِقةً بالله و توكُّلا عليه۔

(ابوداؤد، باب في الطِّيَرة والخطِّ ، كتاب الطب ، رقم الحديث:۳۹۲۵۔ترمذی، باب ما جاء في الاكل مع المجذوم ، ابواب الطب ، رقم الحديث:۱۸۱۷۔ابن ماجہ، باب الجذام ، كتاب الطب ، رقم الحديث:۳۵۴۲)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کھانے کے پیالہ میں اپنے ساتھ شریک کرلیا، اور ارشاد فرمایا: کھاؤ، اللہ تعالیٰ پر (میرا) بھروسہ ہے اور اسی کی ذات پر (میرا) توکل ہے۔

(۲)......ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا عدوى ولا صفر ولا هامة ، فقال اعرابي يا رسول الله ! فما بال ابلي تكون في الرمل كأنها الظِّباء فيأتي البعير الاجرب فيدخل بينها فيُجربُها ، فقال : فمن اعدى الاول ؟ ۔

(بخاری، باب لا صفر ، وهو داء يأخذ البطن ، كتاب الطب ، رقم الحديث:۵۷۱۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی، اور نہ ماہ صفر کی نحوست ہے، اور نہ الو کی نحوست ہے، تو ایک دیہاتی نے کہا: یارسول اللہ! پھر کیا وجہ ہے کہ میرے اونٹ ریگستان میں ہوتے ہیں تو وہ ہرنوں کی طرح (چاق و چوبند) ہوتے ہیں، پھر ان کے درمیان ایک خارش زدہ اونٹ داخل ہوتا ہے تو ان اونٹوں کو بھی خارش لگا دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟

(۳)......ان النبي صلى الله عليه وسلم مرَّ على مجذوم فخَمَّر انفه فقيل له : يا

رسول الله ! الیس قلت : لا عدوی ولا طیرة ؟ قال بلی۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ ایک مجذوم پر گذرے تو آپ ﷺ نے اپنی ناک مبارک کو ڈھانک لیا، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ: عدوی اور طیرہ کی کوئی حقیقت نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵۶ ج۱۳، من رخّص فی الطیرة ، کتاب الادب ، رقم الحدیث : ۲۶۹۳۷)

تشریح:......سوال کا منشا یہ تھا کہ جب آپ نے عدوی اور طیرہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ: اس کی کوئی حقیقت نہیں تو پھر آپ نے ناک مبارک کو کیوں کو ڈھانک لیا؟ آپ ﷺ فرمایا: وہ ارشاد اپنی جگہ، مگر احتیاط بھی کرنا چاہئے۔دوسرا اس طرز عمل سے امت کو بھی احتیاط کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۴)......قال کعب لعبد الله بن عمرو : هل تطیّر ؟ قال نعم ، قال : فما تقول ؟ قال: اقول " اَللّٰهُمَّ لا طَيرَ اِلَّا طَيرُکَ ، وَلا خَيرَ اِلَّا خَيرُکَ ، وَلا رَبَّ لَنا غَيرُکَ " قال : انت افقه العرب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵۶ ج۱۳، من رخّص فی الطیرة ، رقم الحدیث:۲۶۹۳۹)

ترجمہ:......حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا بدشگونی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، انہوں نے پوچھا: آپ اس کے لئے کیا دعا مانگتے ہیں؟ فرمایا: میں یہ دعا کرتا ہوں: اے اللہ! کوئی بدفالی نہیں آپ کے (ارادے کے بغیر مضر) نہیں، اور آپ کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں، اور آپ کے علاوہ ہمارا کوئی رب نہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ عرب کے سب سے بڑے فقیہ ہو۔

روایات میں تعارض اوران کے حل کی توجیہات

تشریح:......تعدیہ امراض ہوتا ہے یانہیں،اس میں احادیث مختلف ہیں، جو مذکور ہوئیں، ان میں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض کا تعدیہ نہیں ہوتا، اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض کا تعدیہ ہوتا ہے۔ان احادیث میں تعارض ہے،اور محدثین کے نزدیک تعارض کے حل کے لئے عموما تین طریقے ہوتے ہیں: نسخ، ترجیح اور تطبیق۔ان احادیث میں بھی علماء نے یہ تینوں قول اختیار کئے ہیں:

(۱)......علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ: مجذوم سے فرار کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔حضرات مالکیہ میں سے عیسی بن دینار رحمہ اللہ نے یہ قول اختیار کیا ہے۔

(۲)......بعض علماء نے ترجیح کا طریقہ اختیار کیا، اس میں پھر دو فریق ہیں: بعضوں نے تعدیہ امراض کی نفی کرنے والی روایات کو ترجیح دی ہے،اور بعض نے اس کے برعکس ثبوت والی روایات کو ترجیح دی ہے۔

(۳)......اکثر حضرات نے ان دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق دی ہے،اور اس تطبیق کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں:

(الف)......جن روایات میں اجتناب اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم دیا گیا ہے وہ استحباب اور احتیاط پر محمول ہیں،اور جن میں آپ ﷺ نے مجذوم کے ساتھ کھانا کھایا ہے' وہ بیان جواز پر محمول ہیں۔

(ب)......ابن الصلاح اور امام بیہقی رحمہما اللہ وغیرہ علماء نے دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا کہ: جن احادیث میں تعدیہ امراض کی نفی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ کسی بیماری اور مرض میں بالذات یہ تاثیر نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے شخص کی طرف منتقل

ہو جائے ،زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہی خیال تھا کہ امراض میں دوسرے کی طرف منتقل ہونے کی ذاتی تاثیر اور صلاحیت ہوتی ہے، وہ امراض کو بالذات متعدی سمجھتے تھے، آپ ﷺ نے اس کی نفی فرمائی۔اور جن احادیث میں تعدیہ امراض کا ثبوت معلوم ہوتا ہے، وہ ظاہری سبب کے اعتبار سے ہے کہ اللہ جل شانہ نے ظاہری سبب کے طور پر بعض امراض میں تعدیہ کا وصف پیدا فرمایا ہے کہ وہ دوسرے کی طرف منتقل ہو سکتے ہیں، لیکن سبب حقیقی اور مؤثر اصلی کے طور پر یہ وصف ان میں نہیں، لہذا نفی سبب حقیقی کی ہے، اور اثبات سبب ظاہری کا ہے، اس لئے دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

جمہور علماء نے اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔

(ج)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تطبیق کے جس قول کو راجح قرار دیا، وہ یہ ہے کہ: ’’لاعدوی‘ تو اپنی اصل اور عموم پر ہے، اور حقیقت یہی ہے کہ کوئی مرض اور کوئی بیماری کسی شخص کی طرف منتقل نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود جو لوگ کمزور عقیدے کے ہیں، انہیں حکم دیا گیا کہ وہ مجذوم وغیرہ کے قریب نہ رہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ انہیں وہ بیماری تعدیہ کے سبب سے نہیں بلکہ ویسے ہی لگ جائے اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ یہ بیماری تعدیہ کی وجہ سے لگی ہے، تو اس طرح ان کا عقیدہ بگڑ جائے گا، اس لئے ان کے عقیدے کی حفاظت کے سد باب کے لئے احتیاطا انہیں مجذوم سے دور رہنے کا حکم یا گیا ہے۔

(فتح الباری ص ۱۹۶ ج ۱۰۔عمدۃ القاری ص ۲۴۷ ج ۲۱۔کشف الباری ص ۵۸۲، کتاب الطب)

طاعون کی احادیث

(۱)......النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوھا واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی علاقے میں طاعون کے متعلق سنو (کہ وہاں طاعون پھیل گیا ہے) تو وہاں نہ جاؤ، اور جب تم کسی علاقہ میں ہو اور طاعون پھیل جائے تو وہاں سے نہ نکلو۔(بخاری، باب ما یذکر فی الطاعون ، رقم الحدیث:۵۷۲۸)

(۲)......ان عمر خرج الی الشام ، فلمّا کان بسَرُغَ بلغه ان الوباء قد وقع بالشام ، فاخبره عبد الرحمن بن عوف : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا سمعتم به بارض فلا تَقدَموا علیه ، واذا وقع بارضٍ وانتم بھا ' فلا تخرجوا فرارًا منه۔

(بخاری، باب ما یذکر فی الطاعون ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۵۷۳۰)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف (سفر کے ارادہ سے) نکلے، جب مقام سرغ پر پہنچے تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ شام میں وبا پھیل چکی ہے، پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم یہ سنو کہ کسی زمین میں وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ، اور جب تم کسی زمین میں ہو اور وہاں وبا آجائے تو اس وبا سے بھاگتے ہوئے تم اس زمین سے نہ نکلو۔

تشریح:......''بخاری شریف'' ہی میں یہ واقعہ تفصیل سے بھی آیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور انہیں بتلایا کہ ملک شام میں وبا پھیل پڑی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میرے پاس مہاجرین اولین کو بلاؤ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا، آپ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتلایا کہ شام میں وبا پھیل گئی ہے (وہاں جانا چاہئے یا واپس ہوجانا چاہئے؟) ان میں اختلاف ہوا، بعضوں نے کہا کہ: آپ جس کام کے لئے نکلے ہیں، اس سے واپس ہونا ہم مناسب نہیں سمجھتے، اور بعضوں نے کہا کہ: آپ کے ساتھ باقی (بڑے بڑے) لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں، اس لئے اس وبا کی طرف پیش قدمی کرنا مناسب نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا اختلاف دیکھا تو فرمایا کہ: تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ، پھر فرمایا کہ: انصار کو بلاؤ، میں نے ان کو بلایا، ان سے مشورہ کیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کرنے لگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ: تم میرے پاس سے چلے جاؤ، پھر فرمایا کہ: قریش کے شیوخ کو بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے سال ہجرت کی تھی، چنانچہ میں نے ان کو بلایا، ان میں سے کسی بھی دو آدمیوں نے اختلاف نہیں کیا، اور انہوں نے کہا کہ: ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور اس وبا پر پیش قدمی نہ کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرادیا کہ: میں کل صبح واپسی کے لئے پابرکاب ہورہا ہوں، چنانچہ صبح کے وقت لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: امیر المؤمنین! اللہ تعالی کی تقدیر سے فرار اختیار کررہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اے ابوعبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کوئی اور شخص یہ جملہ کہتا، ہاں ہم اللہ تعالی کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف فرار اختیار کررہے ہیں، ذرا یہ بتائیں کہ: اگر آپ کے پاس اونٹ ہوں، آپ ایسی وادی میں اتریں جس میں دو جانب ہوں جن میں ایک تو سرسبز وشاداب ہو اور دوسری خشک ہو تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ سبز حصے میں اونٹ چرائیں گے، تو وہ بھی تقدیر الہی سے، اور

خشک میں چرائیں تو وہ بھی تقدیر الٰہی سے۔ (یعنی سرسبز شاداب حصے میں اونٹ چرانے کو تقدیر الٰہی سے فرار نہیں کہا جاتا کہ خشک حصے سے فرار اختیار کیا۔ اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اوپر الی حدیث سنائی)۔

(بخاری، باب ما یذکر فی الطاعون، کتاب الطب، رقم الحدیث:۵۷۲۹)

نوٹ:......اس حدیث شریف کی بہترین تشریح کے لئے دیکھئے! کشف الباری۔

طاعون زدہ علاقے سے آدمی نکل سکتا ہے یا نہیں؟

طاعون زدہ علاقے سے آدمی نکل سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ: نکل سکتے ہیں، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما اور تابعین میں سے حضرت اسود بن ہلال اور حضرت مسروق رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ حضرات حدیث میں وارد نہی کو تنزیہی پر محمول کرتے ہیں جو جواز کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

بعض دوسرے علماء کے نزدیک ایسے علاقے سے نکلنا حرام ہے، کیونکہ نکلنے پر وعید آئی ہے، شوافع کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ (ارشاد الساری ص۴۵۳ ج۱۲)

ان کا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ: طاعون کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’غدة کغدة البعیر ، المقیم فیها کالشهید ، والفار منها کالفار من الزحف‘‘

یعنی اونٹ کی گرہ اور گلٹی کی طرح جسم میں ظاہر ہونے والی گلٹی ہوتی ہے، جو شخص اس وبا میں مقیم رہے گا، وہ شہید کے برابر اجر پائے گا، جو بھاگے گا وہ میدان جہاد سے بھاگنے

والے شخص کی طرح مجرم ہوگا۔(مسند احمد بن حنبل ص ۲۵۵ ج ۶)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے، اور اس کی تین صورتیں نکل سکتی ہیں:

(۱)......کوئی آدمی وبا اور طاعون سے فرار اور بچاؤ کے ارادے سے نکلتا ہے کہ اس طرح وہ اس وبا کی زد میں آنے سے بچ جائے گا تو یہ صورت ناجائز اور وعید میں شامل ہے۔

(۲)......ایک آدمی فرار کی نیت سے نہیں بلکہ اپنے کسی دوسرے مقصد اور ضرورت کے لئے ایسے علاقہ سے جا رہا ہے، مثلاً ایک آدمی پہلے ہی سے سفر کی تیاری کر رہا تھا اور ابھی نکلنے والا تھا کہ اتنے میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور وہ اپنے سابقہ قصد کے مطابق نکل گیا تو ایسے شخص کے لئے نکلنا جائز ہے، اور وہ نہی اور وعید کے تحت داخل نہیں۔

(۳)......تیسری صورت یہ ہے کہ وہاں سے باہر جانے کی اس کی کوئی حاجت اور ضرورت بھی ہے اور ساتھ ساتھ پھیل جانے والی وبا سے بچنے کا بھی خیال ہے، یہ صورت مختلف فیہ ہے کہ نکل سکتا ہے یا نہیں؟۔

اس تیسری صورت میں چونکہ طاعون سے فرار نہیں، بلکہ ایک دوسرا مقصد بھی پیش نظر ہے، اس لئے اسے بعض حضرات نے جائز قرار دیا اور کہا کہ یہ صورت نہی سے مستثنیٰ ہے۔

چنانچہ تاریخی روایات میں آتا ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ: آپ سے مجھے ضروری کام ہے، اس لئے میرا خط پہنچتے ہی میرے پاس آجائیں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے، جواب میں لکھا کہ: آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟ میں مسلمانوں کے لشکر میں ہوں، انہیں چھوڑ کر آنے کی خواہش میرے دل میں نہیں، چنانچہ بعد میں اسی ''طاعون عمواس'' میں ان کی وفات ہوئی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو طاعون زدہ علاقے سے بلانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حدیث میں جو نہی وارد ہوئی ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو صرف وبا سے بھاگنے کی نیت سے باہر جا رہا ہو، لیکن اگر کوئی اور ضرورت ہو تو وہ نکل سکتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی غالباً حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی ضرورت تھی، اس لئے انہیں بلایا، حالانکہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نہی کی حدیث سنی تھی، لیکن اس کے باوجود انہیں بلایا، کیونکہ وہ نہی کی ذکر کردہ تین صورتوں میں سے پہلی صورت پر محمول کرتے تھے۔ (فتح الباری ص۲۳۲ ج۱۰)

طاعون زدہ زمین سے نکلنے کی ممانعت کی حکمتیں

اس ممانعت کی علماء نے مختلف حکمتیں بیان کی ہیں:

(۱)......جس کسی علاقے میں کوئی وبا عام ہو جائے تو عموماً اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں بھاگنا مفید نہیں رہتا۔

(۲)......سب لوگ اگر بھاگنا شروع کر دیں تو جو مبتلائے وبا ہو گئے ہیں، یا کسی اور وجہ سے جا نہیں سکتے، ان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ اسی طرح وہی لوگ نکل سکیں گے جو قوی اور صاحب قدرت ہوں گے، کمزور، ضعیف اور زادسفر نہ رکھنے والے لوگ نکل نہیں سکیں گے، جس سے کمزوروں کی دل آزاری ہوگی۔

(۳)......بعض وبائیں متعدی ہیں اور ان کے جراثیم پھیلتے ہیں، کوئی آدمی وہاں سے نکلے گا تو ممکن ہے وہ جراثیم دوسرے علاقوں تک سرایت کر جائیں گے اور یوں نئے علاقے وبا کی زد میں آ جائیں گے۔ (فتح الباری ص۲۳۲ ج۱۰۔ کشف الباری ص۵۳، کتاب الطب)

خاتمہ......داغ سے علاج کی متضاد روایات اوران کی توجیہات

داغ سے علاج کی ممانعت کی روایتیں

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : الشّفاء فی ثلاثة : فی شَرطَة مِحجَم ، أو شربة عسلٍ ، أو کیَّةٍ بنار ، و اَنهی امّتی عن الکَیِّ۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شفاء تین چیزوں میں ہے: فصد لگوانے میں، شہد پینے میں یا آگ سے داغ لگوانے میں، اور میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں۔

(۲)......النبی صلی الله علیه وسلم یقول :...... وما اُحبُّ ان اَکْتَوی۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا:.....اور میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا۔

(بخاری، باب الشفاء فی ثلاث ، باب الدواء بالعسل کتاب الطب ، رقم الحدیث:۵۶۸۱/ ۵۶۸۳)

(۳)......عن عمران بن حصین رضی الله عنهما قال : لا رُقیة الا من عین او حُمة ، فذکرتُه لسعید بن جبیر رضی الله عنه ، فقال : حدثنا ابن عباس رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : عُرِضَتُ علیَّ الاُمَم فجعل النبی و النبیان یمرُّون ، معهُمُ الرهط ، والنّبی لیس معه احد ، حتی رفع لی سواد عظیم ، قلتُ : ما هذا ؟ امتی هذه ؟ قیل : بل هذا موسی و قومُه ، قیل : انظر الی الافُق ، فاذا سوادٌ یملأ الافُق ، ثم قیل لی : انظر ها هُنا و ها هُنا – فی آفاق السّماء – فاذا سواد قد ملأ الافُق ، قیل : هذه امتک ، ویدخُل الجنة من هؤلاء سبعون الفا بغیر حِسابٍ ، ثمّ دخل ولم یبیّن لهم ، فأفاض القومُ و قالوا : نحن الذین اٰمنّا بالله واتّبعنا رسوله ،

فنحن همُ أو اَولادنا الّذين وُلدوا فی الاسلام ، فانّا وُلِدنا فی الجاهلیة ، فبلغ النبی صلی اللہ علیه وسلم ، فخرج فقال : هُم الّذین لا یسترقون ولا یتطیّرون ولا یکتوُون وعلی ربّهم یتوکّلون ، الخ۔

(بخاری، باب من اکتوی أو کوی غیره وفضل من لم یکتو، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۵۷۰۵)

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے کے علاوہ اور کسی مرض میں دم کرانا جائز نہیں ہے۔ پھر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے اس کا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ: ہمیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں، ایک ایک اور دو دو نبی (علیہم الصلوۃ والسلام) گذرتے رہے، اور ان کے ساتھ لوگوں کی ایک جماعت ہوتی تھی، اور ایک نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) ایسے بھی ہوتے تھے جس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہوتا تھا، حتی کہ پھر میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت پیش کی گئی، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کیا یہ میری امت ہے؟ کہا گیا: بلکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کی قوم ہیں۔ کہا گیا: آپ آسمان کے کناروں کی طرف دیکھیں، پس وہاں بہت بڑی جماعت تھی جس نے آسمان کے کناروں کو بھر لیا تھا، پھر مجھ سے کہا گیا: آپ ادھر اور ادھر دیکھئے! یعنی آسمان کے اور کناروں میں، تو پس وہاں بہت عظیم جماعت تھی جس نے آسمان کے تمام کناروں کو بھر لیا تھا، ، کہا گیا کہ: یہ آپ کی امت ہے، اور ان لوگوں میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے، پھر نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے، اور ان لوگوں کے متعلق کچھ نہیں فرمایا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں باتیں کرنے لگے اور

انہوں نے کہا: ہم ہی وہ لوگ ہیں، ہم اللہ تعالی پر ایمان لائے اور ہم نے اللہ تعالی کے رسول ﷺ کی پیروی کی، پس ہم ہی وہ لوگ ہیں (جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے) یا پھر ہماری اولاد ہوگی جو اسلام پر پیدا ہوئی، کیونکہ ہم تو زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے، پھر نبی کریم ﷺ کو یہ باتیں پہنچیں تو آپ ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کراتے ہوں گے، اور نہ بدفالی نکالتے ہوں گے، اور نہ داغ لگواتے ہوں گے، اور وہ صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہوں گے۔

(۴)......عن مغيرة بن شعبة رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : من اكتوى أو استرقى فقد برىءَ مِن التّوكّل۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهية الرقية ، ابواب الطب ، رقم الحديث:۲۰۵۵)

ترجمہ:......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے داغ لگوایا، یا منتر پڑھوایا تو وہ توکل سے بری ہے۔

(۵)......عن عمران بن حصين قال : نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن الكيِّ ، فاكتوينا فما اَفْلَحْنَ ولا اَنجحْن۔

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے داغ لگانے سے منع فرمایا، اس کے بعد ہم نے داغ لگایا تو یہ علاج (کے طریقے) ہمارے لئے مفید اور کامیاب ثابت نہ ہوئے۔

(ابوداؤد، باب فى الكى ، كتاب الطب ، رقم الحديث:۳۸۶۵۔ترمذی، باب ما جاء فى كراهية الكى ، كتاب الطب ، رقم الحديث:۲۰۴۹۔ابن ماجہ، باب الكىّ ، كتاب الطب ، رقم الحديث: ۳۴۹۰)

(۶)......عن جابر بن عبد الله ' قال : اشتکی رجل منّا شَکوی شدیدة ' فقال الاطباء لا یبرأ الّا بالکیّ ' فأراد اهله ان یَکْوُوهُ ' فقال بعضهم : لا حتی نَستأمِر رسول الله صلی الله علیه وسلم ' فاستأمروه ، فقال : لا ، فبرأ الرّجل ' فلما رآه رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : هذا صاحب بنی فلان ؟ قالوا : نعم ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : انّ هذا لو کُوِی ، قال الناس انّما ابرأه الکیّ۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم میں سے ایک آدمی کو (کسی مرض کی) شدید شکایت ہوگئی تو اطباء نے کہا کہ: یہ آدمی صرف داغنے ہی سے صحت یاب ہوگا، اس کے گھر والوں نے ارادہ کیا کہ اس کو داغ لگوائیں، مگر بعضوں نے کہا: نہیں جب تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لیں، چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر وہ آدمی ٹھیک ہوگیا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: یہ فلاں قبیلہ کا آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی اگر داغا جاتا تو لوگ یہی کہتے کہ اس کو داغنے نے صحت یاب کر دیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۱۷ ج ۱۲، فی کراھیة الکیّ والرّقی ، کتاب الطب ، رقم الحدیث: ۲۴۰۸۹)

(۷)......ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الکیّ ، و قال : ا کره شرب الحمیم۔

ترجمہ:......آپ ﷺ نے داغ لگوانے سے منع فرمایا: اور فرمایا کہ: میں گرم (کھولتے ہوا) مشروب پینے کو پسند نہیں کرتا۔

(مجمع الزوائد ص ۱۱۴ ج ۵، باب ما جاء فی الکیّ ، کتاب الطب ، رقم الحدیث: ۸۳۶۲)

(۸)......عن محمد بن عمرو ' عن ابیه ' عن جدّه قال : أخذَتْنی ذاتُ الجنب فی زمن عمر ، فدعی رجل من العرب ان یکوینی ، فأبی الا ان یأذن له عمر ، فذهب أبی الی عمر ' فاخبره القصة ، فقال عمر : لا تقربِ النار ، فان له اجلا لن یَعدُوه ' ولن یقصُر عنه۔

ترجمہ:......حضرت محمد بن عمرو اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ذات الجنب ہوگیا، تو ایک اعرابی کو مجھے داغنے کے لئے بلایا گیا، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے سے منع کردیا، اس پر میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم آگ کے قریب بھی نہ جانا، کیونکہ اس مریض کا ایک وقت مقرر ہے جس سے یہ مریض نہ تو آگے ہوسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے ہوسکتا ہے۔

(۹)......عن ابی مجلز قال : من اکتوی کیّةً بنارٍ خاصم فیه الشیطان۔

ترجمہ:......حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس آدمی نے آگ سے داغ لگوایا تو اس میں شیطان جھگڑے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۹ ج۱۲، فی کراهیة الکیّ والرّقی ، کتاب الطب ، رقم الحدیث: ۲۴۰۹۲/۲۴۰۹۳)

داغ سے علاج کی اجازت کی روایتیں

(۱)......عن انس ان ابا طلحة وانس بن النّضر کویاه ، وکواه ابو طلحة بیده ،..... قال انس : کُوِیتُ من ذات الجَنب و رسول الله صلی الله علیه وسلم حیّ ، و شهدنی ابو طلحة وانس بن النّضر و زید بن ثابت وابو طلحه کوانی۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابوطلحہ اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہما نے ان کا داغ لگا کر علاج کیا، اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے داغ لگایا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں نمونیہ میں داغا گیا تھا، اور اس وقت حضرت ابوطلحہ اور حضرت انس بن نضر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغا تھا۔

(بخاری، باب ذات الجنب ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۵۷۱۹/۵۷۲۰/۵۷۲۱)

(۲)......عن قیس بن ابی حازم قال : دخلنا علی خبّاب نعود ' وقدِ اکْتَوی سبع کیّاتٍ ، الخ ۔(بخاری، باب تمنی المریض الموت ، کتاب المرضی ، رقم الحدیث:۵۶۷۲)

ترجمہ:......حضرت قیس بن حازم فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لئے گئے، اور انہوں نے گرم لوہے سے سات داغ لگائے ہوئے تھے۔

(۳)......جابر بن عبد اللہ قال : رُمی اُبیّ یوم الاحزاب علی اَکحَلِہ ' فکواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: غزوۂ احزاب کے دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر داغ لگوایا۔

(مسلم، باب لکل داء دواء واستحباب التدوای ، کتاب السلام ، رقم الحدیث:۲۲۰۷)

(۴)......ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوی سعد بن معاذ من رمِیَّتِہ۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے تیر کے زخم کی بنا پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو داغ لگایا۔(ابوداؤد، باب فی الکی ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۳۸۶۶)

تشریح......ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے دومرتبہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ کو داغا۔ ''ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کوی سعد بن معاذ فی اَکحَلِه مرّتین ''۔(ابن ماجہ، باب من اکتوی ،کتاب الطب ، رقم الحدیث:۳۴۹۴)

(۵)......انّ اسعد بن زرارة –وهو جد محمد من قِبَلِ امّه– انّه أخذه وجَع فی حلقه یقال له الذُّبَحُ ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لَاُبْلِغَنَّ أو لَاُبْلِیَنَّ فی ابی امامة عُذرا ، فکواه بیده فمات ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : مِیُتَةَ سوءٍ للیهود یقولون : افلا دفع عن صاحبه وما أملک له ولا لنفسی شیئا۔

(ابن ماجہ، باب من اکتوی ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۳۴۹۲)

ترجمہ:......حضرت اسعد بن زرارہ - جوحضرت محمد کے ماں کی طرف سے دادا ہیں- کے حلق میں درد ہوا جسے'' ذبح'' کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوامامہ (اسعد بن زرارہ) کے علاج میں' میں پوری کوشش کروں گا یہاں تک کہ لوگ مجھے معذور سمجھیں (اور یہ نہ کہیں کہ اچھی طرح علاج نہ کیا اس لئے موت آئی) چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انہیں داغ لگایا، (اللہ کی شان) ان کا انتقال ہوگیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ یہود کے لئے بری موت ہے کہ وہ کہیں گے: اپنے ساتھی کو موت سے نہ بچاسکا، حالانکہ میں نہ اس کی جان کا مالک ہوں نہ اپنی جان کا مالک ہوں۔

(۶)......عن عبد الله قال : اُتیَ النبی صلی الله علیه وسلم برجل نُعِتَ له الکیّ ، فقال له النبی صلی الله علیه وسلم : اِکْوُوْهُ او ارضِفوه۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب لائے گئے جن کے بارے میں داغنے کو کہا گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو

داغو، یا فرمایا: ان کو گرم پتھر سے داغو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۵ ج۱۲، فی الکیّ من رخص فیه ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۲۴۰۷۴،

واخرجه الطبرانی فی الکبیر ص۱۷۳ ج۱۰، رقم الحدیث:۱۰۲۷۵۔ مجمع الزوائد ص۱۱۷ ج۵، باب

ما جاء فی الکیّ ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:۸۳۷۴)

(۷)......عن جریر قال : اَقسمَ علیَّ عمر لَاَکْتَوِیَنَّ۔

ترجمہ:......حضرت جریر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے قسم دے کر فرمایا کہ: میں ضرور اپنے بدن کو داغوں۔

(۸)......عن نافع ، عن ابن عمر : انه اکتوی من اللقوة ، واسترقی من العقرب۔

ترجمہ:......حضرت نافع سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لقوہ کے مرض میں اپنے بدن کو داغا، اور بچھوڈ سنے سے دم کیا۔

(۹)......عن مجاهد ان ابن عمر کوی ابنًا له وهو مُحرِم۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک صاحبزادے کو حالت احرام میں داغا تھا۔

(۱۰)......عن قتادة ، عن انس : انه اکتوی من اللقوة۔

ترجمہ:......حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لقوہ (کے مرض میں اپنے بدن کو) داغا۔

(۱۱)......عن مطرف بن الشخیر قال : کان عمران بن حصین ینهی عن الکی ، ثم اکتوی بعد۔

ترجمہ:......حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ

عنہ داغنے سے منع فرماتے تھے، (مگر بعد میں انہوں نے اپنے بدن پر) داغ لگوایا۔

(۱۲)......عن ابی مجلز قال : کان عمران بن حصین ینھی عن الکیّ ' فابتُلِیَ فاکتوی ' فجعل بعد ذلک یَعَجُّ و یقول : اکتویتُ کیّۃ بنارٍ ' ما اَبرأتُ من الم ولا اَشفُتُ من سَقم۔

ترجمہ:......حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ داغنے سے منع فرماتے تھے، لیکن پھر وہ (مرض میں) مبتلا ہوئے تو انہوں خود کو داغا، پھر اس کے بعد وہ اونچی آواز سے فرمایا کرتے تھے کہ: میں نے خود کو آگ کے ذریعہ سے داغا، لیکن اس نے نہ تو تکلیف ختم کی اور نہ ہی بیماری سے شفا دی۔

(۱۳)......عن شیبان اللحام قال : کوانی ابن الحنفیۃ فی رأسی۔

ترجمہ:......حضرت شیبان لحام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے میرے سر میں داغا تھا۔

(۱۴)......عن عطاء بن السائب ' عن ابی عبد الرحمن : انہ دخل علیہ وقد کوی غلاما۔

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت ابوعبد الرحمٰن رحمہ اللہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ: وہ ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ کے پاس گئے اور انہوں نے ایک غلام کو داغا تھا۔

(۱۵)......عن الحسن بن سعد ' عن ابیہ ' قال : کانت للحسن بن علی بُختیۃ ' قد مال سنامھا علی جنبھا ، فأمرنی ان اقطعہ و اکویہ۔

ترجمہ:......حضرت حسن بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت حسن بن علی رحمہما اللہ کے پاس ایک بختی اونٹنی تھی جس کا کوہان ایک جانب مائل ہوگیا تھا، چنانچہ انہوں

نے مجھے حکم دیا کہ: میں اس کو کاٹ دوں اور داغ دوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۲/۱۱۶ ج ۱۲، فی الکیّ من رخص فیه ، کتاب الطب ، رقم الحدیث:
۲۴۰۷۶/۲۴۰۷۵/۲۴۰۷۷/۲۴۰۸۷/۲۴۰۷۷/۲۴۰۸۲/۲۴۰۸۳/۲۴۰۸۰/۲۴۰۸۱/۲۴۰۸۶)

داغ سے علاج کی روایات، ان میں تعارض اور اس کا حل

داغنے سے علاج کے متعلق روایات مختلف ہیں، بعض میں نہی وارد ہے، اور بعض روایات سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

دونوں طرح کی روایات میں تعارض ختم کرنے کے لئے محدثین نے مندرجہ ذیل مختلف توجیہات اختیار فرمائی ہیں:

(۱)......احادیث نہی، نہی تنزیہی پر محمول ہیں، اور احادیث اثبات اصل جواز پر، اور نہی تنزیہی جواز کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے۔آپ ﷺ نے ممانعت اس لئے فرمائی کہ اس میں مریض کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، اس طرح اس کا نقصان اس کے فائدے سے بڑھ جاتا ہے۔

(۲)......بعض حضرات نے کہا کہ: ممانعت کا تعلق خطرہ اور تردد کی صورت سے ہے، یعنی اگر ایسی صورت ہو کہ داغنے سے فائدے کے جزم کے بجائے نقصان اور ہلاکت جان کا خوف اور خطرہ ہو تو پھر داغنے سے گریز کرنا چاہئے، لیکن اگر کوئی طبیب حاذق داغنے کا ہی مشورہ دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۳)......عربوں کا خیال تھا کہ داغنے سے فاسد مادہ یقینی طور پر ختم ہوجاتا ہے، اور اگر اس کو اختیار نہ کیا جائے تو وہ ہلاکت کو یقینی سمجھتے تھے، چنانچہ وہ داغنے کو مؤثر حقیقی سمجھنے لگے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی، ممانعت کی احادیث اسی فاسد عقیدے اور شرک

خفی میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لئے وارد ہوئی ہیں۔

لیکن اگر کسی کا یہ عقیدہ نہیں، بلکہ ظاہری سبب کے طور پر اس کو اختیار کرتا ہے تو اس کی گنجائش ہے، اور احادیث جواز اسی صورت پر محمول ہیں۔

البتہ آپ ﷺ نے اس کو اس لئے پسند نہیں فرمایا کہ اس میں مریض کو بڑی شدید تکلیف ہوتی ہے، اور اسے عذاب میں مبتلا رہنا پڑتا ہے۔

(فتح الباری ص ۱۷۰ ج ۱۰۔ ارشاد الساری ص ۱۲/۴ ج ۲۱۔ عمدۃ القاری ص ۲۳۳ ج ۲۱۔ کشف الباری ص ۵۴۰، کتاب الطب)

مقالہ:

کرونا ویکسین کا شرعی حکم

اس مقالہ میں کرونا ویکسین (vaecine) کا شرعی حکم کیا ہے، اس کو واضح کیا گیا ہے۔ حلت وحرمت کی تحقیق کے متعلق آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار بھی جمع کئے گئے ہیں۔ آخر میں اہل علم کے لئے اس موضوع کے متعلق حضرات فقہاء رحمہم اللہ کی چند عبارات بھی مع حوالہ نقل کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین ، و علی آلہ واصحابہ اجمعین ، اما بعد

اس وقت کرونا کی مہلک بیماری نے پوری دنیا ہی کو آزمائش میں ڈال دیا ہے، ڈاکٹروں اور اس فن کے ماہرین کی ایک جماعت نے بڑی محنت وکاوش سے کم مدت میں ویکسین کی تیاری کا دعوی کیا، اور کئی مما لک میں اس کی اجازت دی گئی اور اس ویکسین کا استعمال شروع بھی ہوگیا۔ اب یہ سوال ہوا کہ کیا شرعی اعتبار سے یہ ویکسین لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس میں کوئی حرام اجزاء تو شامل نہیں کئے گئے؟ تو اہل علم اور اہل فتوی کی ایک جماعت نے اس طرح کی دواساز کمپنی سے رابطہ کر کے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے دوا میں شامل اجزاء کی جو فہرست بھیجی اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس دوا میں کوئی حرام چیز شامل نہیں ہے، اس لئے شرعا اس ویکسین کا استعمال جائز ہے۔

بعض حضرات نے اس پر شبہات ظاہر کئے کہ اس میں نجس اجزاء بھی ہو سکتے ہیں؟ اس لئے اہل علم کو بلا تحقیق کے جواز کا فتوی نہیں دینا چاہئے، اور اپنی طرف سے مکمل تحقیق کرنی چاہئے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ:

(۱)......اولا: تو اہل علم نے تحقیق کی اور دواساز کمپنیوں سے رجوع کیا، اور ان کی طرف سے جواب ملنے پر جواز کا فتوی دیا۔

(۲)......دوسری بات: ہم کس قدر تحقیق کے مکلّف ہیں، اس کو سمجھنا چاہئے، ہمیں اللہ تعالی نے ایک حد تک تحقیق کا مکلّف بنایا ہے، اور تحقیق کے بعد ظاہر پر عمل کی اجازت دی ہے،

ہمیں بال کی کھال نکالنے کا پابند نہیں بنایا گیا ہے۔

اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ سرسری تحقیق کے بعد ہر چیز کو حلال اور جائز کہہ دیا جائے، ایک حد تک تحقیق کے بعد ہی فیصلہ کرنا چاہئے اور اہل علم اس سے غافل نہیں ہیں۔

(۳)......تیسری بات: اگر بالفرض اس ویکسین میں حرام اجزاء شامل بھی ہوں تو اس وقت کرونا کا کوئی علاج نہیں سوائے اس ویکسین کے، اس لئے جب کسی جان لیوا بیماری کے لئے حلال دوا کا ملنا ممکن نہ ہو تو امام ابو یوسف اور متأخرین احناف رحمہم اللہ کے نزدیک حرام دوا کے استعمال کی بھی گنجائش ہے۔

ان سب باتوں کے دلائل درج ذیل ہیں:

مشتبہات سے بچنے کا حکم......ایک حد تک تحقیق بھی ضروری ہے

حدیث شریف میں بھی مشتبہات سے بچنے کی تاکید بڑے بلیغ انداز میں دی گئی ہے۔

(۱)......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حلال (بھی) ظاہر ہے اور حرام (بھی) ظاہر ہے، اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۵۱)

(۲)......آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز میں تم کو شک ہو اس کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرو جس میں تم کو شک نہ ہو۔ (نسائی، حدیث نمبر: ۲۵۱۸)

(۲)......نبی کریم ﷺ راستہ میں پڑی ہوئی کھجور کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو میں اسے کھالیتا۔ (بخاری: ۲۴۳۱)

(۳)......ایک حدیث میں شکار کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر تم شکار کو پانی میں غرق پاؤ تو اس شکار کو مت کھاؤ، اس لئے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ وہ جانور پانی میں غرق ہونے کی وجہ سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے مرا ہے۔ (مسلم، حدیث نمبر: ۱۹۲۹)

(۴)......رسول اللہ ﷺ نے: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو عقبہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے پردہ کا حکم دیا تھا۔(بخاری، حدیث نمبر:۲۵۳۳)

(۵)......آپ ﷺ نے حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو رضاعت کے شبہ پر نکاح کو ختم کرنے کا حکم فرمایا۔(بخاری، حدیث نمبر:۸۸)

(۷)......مجوس کے میوہ جات کے قبیل سے ہو تم اس کو کھالیا کرو اور جو چیز اس کے علاوہ ہو تو اس کو واپس کردیا کرو۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۶۶ ج ۱۲، حدیث نمبر:۲۴۸۵۶)

(۸)......نبی کریم ﷺ نے مجوس کے برتنوں کے بارے میں فرمایا: ان کو خوب دھولو، اور ان میں کھانا پکاؤ۔(ترمذی، حدیث نمبر:۱۷۹۶)

آپ ﷺ نے شک وشبہ سے منع فرمایا

دوسری طرف آپ نے شک وشبہ سے منع فرمایا۔

(۱)......رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ہوا خارج ہونے کے خیال سے نماز کو باقی رکھنے کا حکم فرمایا۔(بخاری، حدیث نمبر:۱۳۷)

(۲)......نبی کریم ﷺ کی خدمت میں غزوۂ تبوک کے موقع پر پنیر لایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا کہ: اس کو مجوسی نے بنایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر اللہ تعالی کا نام لو اور کھاؤ۔

(۳)......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجوسیوں کی روٹی میں کوئی حرج نہیں۔

(۴)......حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ گھی تو کھایا کرتے تھے، لیکن ہم چربی نہیں کھایا کرتے تھے، اور ہم برتوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۶۹ ج ۱۲، حدیث نمبر:۲۴۸۶۶)

(۵)...... یا رسول اللہ! لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں؟ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر بسم اللہ پڑھو اور اس کو کھالو۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۵۷)

(۶)...... ایک مرتبہ سفر کے دوران نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک ایسے تالاب کے پاس پہنچے جس کے ایک کنارے مردار جانور پڑا تھا، لوگ آپ ﷺ کے انتظار میں رک گئے، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے ایک کنارے پر یہ مردار پڑا ہے، آپ نے فرمایا: پیو اور سیراب ہو کر پیو، پانی حلال کرتا ہے حرام نہیں کرتا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۴ ج ۲، حدیث نمبر: ۱۵۱۴)

چند فقہی عبارات

(۱)...... الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔ (قواعد الفقہ ص ۵۹)

(۲)...... یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأکل المیتة للتداوی اذا أخبره طبیب مسلم أن شفاء فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه۔

(فتاوی عالمگیری ص ۳۵۵ ج ۵، الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات ،کتاب الکراهیة)

(۳)...... الاستشفاء بالمحرم انما لا تجوز اذا لم یعلم شفاء ، أما اذا علم أن فیه شفاء ولیس له دواء آخر غیره یجوز الاستشفاء به۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص ۲۰۰ ج ۱۸، الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات ، کتاب الکراهیة ، رقم: ۲۸۵۰۴)

(۴)...... ولا یطلق لفظ الخمر الا علی الاول من الاربعة ' وأما ما سواها فیتخذ النبیذ من کل شیء من الحبوب والثمار والألبان ' وتسمی هذه الأقسام بالانبذة ' و

حکمها ما ذکروا ان القليل أى القدر غير المسكر حلال اذا كان بقصد التقوى على العبادة ، وحرام بقصد التلهى ، والكثير أى القدر المسكر منها حرام ، و هذا مذهب الشيخين للأحناف۔

(العرف الشذى على هامش الترمذى ص۸/۷ج۲، ما جاء فى شارب الخمر ، ابواب الاشربة)

(۵)......وجوزه فى النهاية بمحرم اذا أخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء ولم يجد مباحا يقوم مقامه۔

(شامی ص۵۵۸ج۹، باب الاستبراء و غيره ، كتاب الحظر والاباحة ، ط : دار الباز ، مكة)

(۶)......وقال ابو يوسف ومحمد : لا بأس بابوال الابل ' فتأويل قول ابى يوسف أنها لا بأس للتداوى۔(ہدایہ ص۴۵۳ج۴، فصل فى الاكل والشرب ، كتاب الكراهية)

(۷)......وقالا : لا بأس بابوال الابل ولحم الفرس للتداوى۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۵۵ج۵، الباب الثامن عشر فى التداوى والمعالجات ، كتاب الكراهية)

(۸)......اختلف فى التداوى بالمحرم ' و ظاهر المذهب المنع كما فى رضاع البحر ، ولكن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوى : وقيل يرخص اذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان ' وعليه الفتوى ، (و فى الشامية) وبالبول أيضا ان علم فيه شفاء لا بأس به ۔

(شامی ص۳۶۵ج۱، باب المياه ، مطلب : فى التداوى بالمحرم ، كتاب الطهارة)

(۹)......الاستشفاء بالمحرم انما لا يجوز اذا لم يعلم ان فيه شفاء ، اما اذا علم ان فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره ، فيجوز الاستشفاء به''۔

(المحيط البرهانى ص۸۲ج۸، الفصل التاسع عشر فى التداوى ، الاستحسان)

حرام دوا سے علاج کی اجازت

(۱)......آپ ﷺ نے قبیلۂ عکل کے بیماروں کو اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا۔ (بخاری، حدیث نمبر:۲۳۳)

(۲)......حضرت عطاء، حضرت طاؤس، حضرت ابوجعفر رحمہم اللہ نے بھی علاجا اونٹوں کے پیشاب سے علاج کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:۲۴۱۱۲/۲۴۱۱۶/۲۴۱۱۷)

مسئلہ:......ناپاک یا حرام چیزوں سے علاج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، اور راجح قول یہ ہے کہ: اگر جان کا خطرہ ہو تو حرام چیز سے علاج کرنا جائز ہے، جبکہ شفا اس میں منحصر ہو، لوگ دوسرا کوئی علاج نہ جانتے ہوں۔ (تحفۃ القاری ص۵۷۰ ج۱)

مسئلہ:......امام ابو یوسف اور متاخرین حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک اگر کوئی طبیب حاذق یہ فیصلہ کرے کہ تداوی بالحرام کے بغیر بیماری سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے تو پھر اس صورت میں حرام دوا سے علاج کرنا جائز ہے۔ (انعام الباری ص۳۷۱ ج۲۔ تکملہ فتح الملہم ص۳۰۱ ج۲)

نوٹ:......اگر کسی وقت دوا ساز کمپنی کی طرف سے اس میں حرام اشیاء کے اجزاء کو شامل کئے جانے کی اطلاع ملے، اور اس ویکسین کا کوئی بدل بھی نکل آئے تو فتوی بھی بدل سکتا ہے

نوٹ:......اہل علم صرف شرعی حکم بتانے کے مکلّف ہیں، اس دوا میں دوسرے نقصانات کیا ہیں؟ یا نہیں ہیں؟ یہ اہل فتوی کا موضوع نہیں ہے۔ مبتلا بہ حضرات کو ماہر اطباء سے اس سلسلہ میں رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ احکم و اتم۔

نوٹ:......تتمہ میں دو مضمون بہت مختصر طور پر ذکر کئے جاتے ہیں: ایک: اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے، دوسرا: دین میں آسانی ہے تنگی نہیں۔

تتمہ......اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے

قرآن وحدیث اور فقہاء کے اقوال سے یہ امر مسلم ہے کہ اضطرار اور مجبوری میں حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)......فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔(بقرہ:۱۷۳)

ترجمہ:......ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو (اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ (ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ تعالی بہت بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

(۲)......فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ:......ہاں جو شخص شدید بھوک کے عالم میں بالکل مجبور ہو جائے (اور اس مجبوری میں ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے) بشرطیکہ گناہ کی رغبت کی بنا پر ایسا نہ کیا ہو، تو بیشک اللہ تعالی بہت معاف کرنے والے، بڑے مہربان ہیں۔ (پ:۶/، سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۳)

(۳)......وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ۔ (پ:۸/، سورۂ، انعام آیت نمبر:۱۱۹)

ترجمہ:......اور تمہارے لئے کونسی رکاوٹ ہے جس کی بنا پر تم اس جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو؟ حالانکہ اس نے وہ چیزیں تمہیں تفصیل سے بتادی ہیں جو اس نے تمہارے لئے (عام حالات میں) حرام قرار دی ہیں، البتہ جن کو کھانے پر تم بالکل مجبور ہی ہو جاؤ (تو ان حرام چیزوں کی بھی بقدر ضرورت اجازت ہو جاتی ہے)۔

(۴)......فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (انعام:۱۴۵۔ نحل:۱۱۵)

ترجمہ:......ہاں جو شخص (ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر) انتہائی مجبور ہو جائے

جبکہ وہ نہ لذت حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کررہا ہو، اور نہ ضرورت کی حد سے آگے بڑھے، تو بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

حدیث شریف سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے حرام سے انتفاع کا حکم دیا گیا۔

(۱)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عکل یا عرینہ سے کچھ لوگ آئے، انہیں مدینہ موافق نہیں آیا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ دودھ والی اونٹنیوں کے باڑے میں چلے جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۲۳۳)

(۲)......حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ رحمہ اللہ سے روایت کہ: ان کے دادا حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی کلاب (کی جنگ) کے دن میں ناک کٹ گئی، انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی، تو اس میں بدبو پیدا ہوگئی، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا، اس پر انہوں نے سونے کی ناک بنوالی۔ (ابوداؤد: ۴۲۳۲۔ ترمذی: ۱۷۷۰۔ نسائی: ۵۱۷۵)

مردوں کے لئے ریشم پہننا منع ہے۔ (بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر: ۵۸۲۸)

مگر آپ ﷺ نے بیماری میں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

(۳)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری، باب ما یُرخّص للرّجال من الحریر للحِکّة ، کتاب اللباس، حدیث نمبر: ۵۸۳۹)

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہاں تک منقول ہے کہ:

(۴)......حالت اضطرار میں مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو نہ کھائے یا نہ پیئے اور موت واقع ہوجائے تو جہنم میں داخل ہوگا۔ (سنن کبری بیہقی ص ۵۰۷ ج ۱۹، حدیث نمبر: ۱۹۶۷۴)

دین میں آسانی ہے تنگی نہیں

قرآن وحدیث سے یہ امر مسلم ہے کہ دین میں آسانی اور سہولت کا پہلو مطلوب ہے، اور مشکلی اور سختی معیوب ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)……يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ ۔(سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۸۵)

ترجمہ:……اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔

(۲)……وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۔(پ:۱۷/سورۂ حج، آیت نمبر:۷۸)

ترجمہ:……اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

(۳)……مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ۔(پ:۶/سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۶)

ترجمہ:……اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتے۔

(۴)……رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، اور ان میں سے ہر ایک کو مختلف ضلعوں میں بھیجا، راوی فرماتے ہیں کہ: یمن میں دو اضلاع ہیں، پھر ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا، اور بشارت دینا اور لوگوں کو متنفر نہ کرنا۔(بخاری، حدیث نمبر:۴۳۴۱/۴۳۴۲)

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان آیات اور احادیث سے یہ قواعد مستنبط کئے ہیں:

(۵)……والمشقة تجلب التيسير ۔(مشقت آسانی اور سہولت کو لاتی ہے)

(الاشباہ والنظائر ص۶۴، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التيسير)

(۶)……والحرج مدفوع ۔(شامی ص۲۸۶ ج۱، مطلب: فی ابحاث الغسل ، كتاب الطهارة)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۸/جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ مطابق:۲۳/دسمبر ۲۰۲۰ء، بروز بدھ

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

قرآن وحدیث اور بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں

مرغوب احمد لاجپوری

....

نوٹ: یہ مضمون ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی رجب ۱۴۱۷ھ،اور ماہنامہ ''ریاض الجنۃ'' جونپور دسمبر ۱۹۹۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

ہمارے معاشرہ کی اصلاح کیسے ہو؟

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی تحریک ''دعوت وتبلیغ'' اصلاح معاشرہ میں اہم رول ادا کرسکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله ربِّ العالمین ، الذی بعث لهدایتنا الانبیاء و المرسلین ، و فرض علینا الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لاعلاء کلمة الدین المتین ، والصلوة والسّلام علی محمد بن عبدالله خاتم النبیین ، وعلی اله واصحابه الذین هم جاهدوا لنشر الدین ، اما بعد ،

اہل معاصی کو معاصی سے متنفر کرنا اور احکام الٰہی کی بجا آوری سے غافل انسان کو اطاعت خداوندی پر لگانا اور بے طلبوں میں دین کی طلب پیدا کرنا ایک اہم دینی فریضہ (فرض کفایہ) ہے، جس کی ذمہ داری امت مسلمہ کی ایک جماعت پر ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف سے نہ صرف عوام بلکہ خواص تک کی بڑی تعداد نے تغافل برتا، اور اس حقیقت کو بالکل ہی بھلا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت کے ایک بڑے طبقہ نے اسلامی ارکان ہی کو خیر باد کہہ دیا۔ گنا چنا دیندار سمجھا جانے والا ایک طبقہ اعمال میں سے نماز، روزہ، حج، وزکوۃ پر اکتفا کر بیٹھا، اور معاشرت و معاملات کو دین سے خارج کر دیا، اگر امت مسلمہ دعوت وتبلیغ میں کوتاہی نہ کرتی تو دین کی یہ حالت نہ ہوتی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

دعوت وتبلیغ کی اس اہم ذمہ داری کو عمومی طور پر امت نے ایک صدی کے اندر اندر اور

خیر القرون کے بعد ہی سے ترک کرنا شروع کردیا، اور اس میں عمومی کوتاہی شروع ہوگئی۔ علماء ومشائخ نے درس وتدریس وخانقاہوں کے ذریعہ اس اہم فریضہ کو ضرور برقرار رکھا، مگر عمومی طور پر اس امت نے اپنے اس مقصد کو جس کے لئے یہ مبعوث تھی یعنی دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جیسا کہ قرآن کریم کی آیات اور صحیح احادیث کے نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ امت اپنے نبی (ﷺ) کی تبعیّت میں اقوام عالم کی طرف مبعوث ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے فرمایا:

﴿ انما بعثتم مُيَسِّرين و لم تُبعثوا مُعسِّرين ﴾۔

(بخاری، باب صبِّ الماء على البول فى المسجد، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۲۲۰)

تم آسانی برتنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے نہیں۔

اور ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کا رستم کے دربار میں: الله ابتعثنا۔

(حیاۃ الصحابہ ص۶۹۰ ج۳)

کہنا اس امت کے مبعوث ہونے کی صاف دلیل ہے۔

اور فرمان باری تعالیٰ:

﴿ كنتم خير امّة اخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر و تؤمنون بالله ﴾۔ (پارہ:۴/ سورہ آل عمران، آیت نمبر:۱۱۰)

تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگوں کو نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

کھلے لفظوں میں اس مقصد کو ظاہر کر رہی ہے۔ ایسا چھوڑا کہ اب اس مقصد پر آنے کے لئے اگر کوئی متوجہ بھی کرتا ہے تو تأویلات کے ذریعہ اس کی بات سے نہ صرف اعراض کیا جاتا

ہے بلکہ ’’ غلو فی الدین ‘‘اور’’ لااکراہ فی الدین ‘‘جیسے فقرہ کو اپنی کوتاہ فہمی یا ضد وعناد سے آڑ بنا کر مخالفت تک کی جاتی ہے۔

مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء) امت کی اس عظیم کوتاہی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے ایک ہی صدی کے اندر اندر اپنے اس فرض کو بھلا دیا۔ ہمارے سلاطین و بادشاہوں نے ملک گیری اور کشور کشائی پر قناعت کی، اور عیش و آرام اور جاگیر وخراج کی دولت کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیا۔ علماء نے درس وتدریس اور فتنوں سے عزلت نشینی کی زندگی پر کفایت کی۔ درویشوں اور صوفیوں نے تسبیح اور سجادہ کی آرائش پر بس کی اور زندگی کے کاروبار سے اپنے کو الگ کرلیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امت رہبری اور رہنمائی کے بغیر اپنے حال سے غافل ہو کر رہ گئی، اور امت مسلمہ کی زندگی کی غرض وغایت اس کے سارے طبقوں سے مخفی ہوگئی۔ (حضرت مولانا محمد الیاس اوران کی دینی دعوت ص۱۰)

محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ (م:۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء) ماہنامہ ’’بینات‘‘ میں بصائر وعبر کے عنوان کے تحت امت کی اس تقصیر کو بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

’’عرصۂ دراز سے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک اہم تقصیر ہورہی ہے، اور خیر القرون کے بعد سے ہی اس تقصیر کی بنیاد پڑ گئی ہے، اور دعوت الی اللہ میں قابل حسرت کوتاہی ہورہی ہے۔ دعوت و ہدایت دین اسلام کا اساسی اصول ہے .... اگر مسلمان اس اہم فریضہ میں کوتاہی نہ کرتے تو شاید تمام عالم مسلمان ہوتا۔ تکوینی مصالح تو حق تعالی ہی جانتا ہے تاہم دنیا کے مزاج میں کفر واسلام کے امتزاج سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن جہاں تک عقل اور

اسلامی اصولوں کا تقاضا ہے وہ یہی ہے جو کچھ عرض کیا جارہا ہے، چنانچہ اپنے اثرات کے اعتبار سے دیرپا اسلام وہی رہا جو دعوت وارشاد کے راستوں سے پھیلا ہے.......کہنا یہ تھا کہ دعوت وارشاد میں امت مقصر رہی ہے، اور آج جو نقشہ اسلام اور مسلمانوں کا ہے اسی تقصیر کا نتیجہ ہے''۔(ماہنامہ ''بینات'' اشاعت خاص بیاد حضرت بنوری رحمہ اللہ ص ۳۸۸)

دعوت وارشاد کے متعلق چند قرآنی آیات

(۱)......﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾۔(پارہ:۴/ال عمران، آیت نمبر:۱۰۴)

ترجمہ:......اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے کہ جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں، اور برائی سے روکیں۔ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت کی رو سے پتہ چلتا ہے کہ اس امت پر یہ بھی ضروری ہے کہ دعوت الی الخیر کا کام کریں، اور اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسرے کی اصلاح کی بھی فکر کریں۔حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''مذکورہ دو آیتوں میں اسی نظام صلاح وفلاح کا تکملہ اس طرح کیا گیا ہے کہ مسلمان صرف اپنے اعمال وافعال کی اصلاح پر بس نہ کریں، بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں کی اصلاح کی فکر بھی ساتھ ساتھ رکھیں''۔(معارف القرآن ص۱۳۲ ج۲)

(۲)......﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾۔(پارہ/۲۴، سورۂ حم السجدہ آیت ۳۳)

ترجمہ:......اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے

اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں ہوں۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ انسانی کلام میں احسن وافضل وہ کلام ہے جس میں دوسروں کو دعوت الی اللہ ودعوت حق دی گئی ہو۔بعض روایات میں اس سے مؤذنین مراد لئے گئے ہیں جیسا کہ مفسرین (ابن کثیر،مظہری وغیرہ) نے بیان کیا ہے۔مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے۔اس میں دعوت الی اللہ کی سب صورتیں داخل ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م ۷۷۴ھ) نے لکھا ہے:

"والصحیح انّ الآیة عامة فی المؤذنین وفی غیرهم"۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۳ ج ۴)

اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ اذان کی مشروعیت مدینہ میں ہوئی اور یہ آیت مکی ہے۔

(۳)......﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾۔

(پارہ:۱۳/سورۂ یوسف،آیت نمبر:۱۰۸)

ترجمہ:......آپ فرمادیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی۔

اس آیت نے دعوت الی اللہ کی ذمہ داری ہر امتی کو دے دی۔اگرچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "ومن اتبعنی" سے مراد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو لیا،مگر دوسرے حضرات نے اس سے مراد عام لیا ہے۔معارف القرآن (ص ۱۴۵ ج ۵) میں ہے:

کلبی اور ابن زید نے فرمایا کہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا دعوی کرے اس پر لازم ہے کہ آپ (ﷺ) کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے،اور قرآن کی تعلیم کو عام کرے۔(معارف القرآن ص ۱۴۵ ج ۵)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ: جو آپ کا متبع ہو اس کو چاہئے کہ جس کی

طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ بھی اس کا داعی بنے:

وكل من اتبعه يدعو الى ما دعا اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم على بصيرة۔(تفسیر ابن کثیر ص ۴۷۷ ج ۲)

چند احادیث

(۱)......عن انس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : غدوة فى سبيل الله أو روحة خير من الدنيا وما فيها۔(بخاری، باب صفة الجنة ، رقم الحديث:٦٥٦٨)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راہ خدا میں ایک بار صبح ایک بار شام جانا (چلنا پھرنا) دنیا و مافیھا سے افضل ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ: اللہ تعالی کے راستے میں کسی بندے کے پیر غبار آلود ہوں اوران کو آگ چھوئے ایسا نہیں ہوسکتا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”عن ابى عبس رضى الله عنه يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اغبرت قدما عبد فى سبيل الله عزوجل حرمهما الله عزوجل على النار۔

(مسند احمد ص ۲۸۳ ج ۲۵، حديث ابى عبس ، رقم الحديث::۱۵۹۳۵)

(۲)......عن ابى سعيد الخدرى قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من رأى منكم منكراً فليغيره بيده ، فان لم يستطع فبلسانه ، فان لم يستطع فبقلبه ، وذلك اضعف الايمان۔

(مسلم، باب بيان كون النهى عن المنكر من الايمان ، رقم الحديث:۱۷۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ: تم میں سے جوشخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے اس کو ہاتھ سے بدل دے،

اوراگر یہ نہ کر سکے تو زبان ہی سے، یہ بھی نہ کر سکے تو دل ہی سے،اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

محدثین نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ:"رأی" بمعنی "علـــم" ہیں،یعنی چاہے منکر کو نہ دیکھا ہو،مگراس کا علم ہوگیا،یعنی جس کو منکر کا علم ہوگیا۔"منکم" سے خطاب عام ہے تمام امت کو شامل "فالخطاب لجميع الامة" پھر" منكراً"،نکرہ ہے یعنی کوئی بھی چیز جس کی شریعت نے قولاً یا فعلاً قباحت بیان کی ہو، اگر چہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔اب مطلب یہ ہوا کہ پوری امت پر لازم ہے کہ جب کوئی منکر کو دیکھے یا کسی منکر کا علم ہوتو اسے ہاتھ سے زائل کرے،مثلاً آلات لہو ہوں یا شراب کی بوتل ہو اسے ہاتھ سے توڑ دے۔ ہاں کسی ضرر کی وجہ سے اس کی طاقت نہ ہوتو وعظ ونصیحت یا زجر وتوبیخ سے روکے۔اس کی بھی طاقت نہ ہوتو قلب سے ان کو برا سمجھے،اور یہ ارادہ ہو کہ اگر طاقت میسر آجائے تو ضرور اس منکر کو مٹاؤں گا،اس لئے کہ "فبقلبه"،کا تعلق بھی تغییر سے ہے، فافهم و تدبر۔

(فیض القدیر ص۱۶۹ ج۶ ،تحت رقم الحدیث:۸۶۸۷)

(۳)......عن حذيفة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : والذى نفسى بيده لتأمرنّ بالمعروف ولتنهون عن المنكر ، أو ليوشكنّ الله ان يبعث عليكم عقاباً منه ، ثم تدعونه فلا يستجيب لكم۔(ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور ﷺ نے فرمایا:اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا تو ضرور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا کرو،یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دیں، پھر ان سے دعا کروں گے تو وہ قبول نہ فرمائیں گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک پر سخت سے سخت وعیدیں احادیث میں آئی ہیں۔ کسی جگہ ایسوں کے متعلق ”لیس منّا“ فرمایا۔ بعض جگہ باوجود قدرت کے نہی عن المنکر کے چھوڑنے پر فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ان پر مرنے سے پہلے عذاب پہنچادیں گے۔ ایک جگہ فرمایا: دعوت میں غفلت وحی کی برکات سے محرومی کا سبب ہے، وغیر ذلک۔

نوٹ:...... یہ احادیث ”دعوت وتبلیغ قرآن وحدیث کی روشنی میں“ مرتبہ مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے ماخوذ ہیں۔

ان آیات قرآنی اور ارشادات نبوی پر غور کیا جائے تو کسی فرد مسلم کے لئے اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ اصلاح امت اور دعوت وتبلیغ کی محنت سے روگردانی کرے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان قرآنی آیات اور نبوی ارشادات کے مقصد کو بخوبی سمجھا اور اپنے کو اس کا ذمہ دار بنایا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ان نفوس قدسیہ کا ہر فرد خود کو دعوت الی الخیر کا ذمہ دار سمجھتا تھا“۔

(معارف القرآن ص ۱۳۱ ج ۲)

بلکہ اصلاح امت کی یہ ذمہ داری اتنی ضروری ہے کہ اپنی انفرادی نیکی پر قناعت کرنے اور دوسرے کی زندگی سے بے توجہی برتنے کو نجات کے لئے ناکافی قرار دیا گیا۔ سورۂ والعصر کی تفسیر اس کی شاہد عدل ہے۔ مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے کہ:

”اس سورت نے مسلمانوں کو ایک بڑی ہدایت یہ دی کہ ان کا صرف اپنے عمل کو قرآن وسنت کے تابع کرلینا جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو ایمان وعمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کریں، ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے

لئے کافی نہ ہوگا۔ خصوصاً اپنے اہل وعیال اور احباب و متعلقین کے اعمال سئیہ سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے، اگر چہ خود وہ کیسے ہی اعمال صالحہ کا پابند ہو۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں ہر مسلمان پر اپنی اپنی مقدرت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کیا گیا ہے۔ اس معاملہ میں عام مسلمان بلکہ بہت سے خواص تک غفلت میں مبتلا ہیں، خود عمل کرنے کو کافی سمجھ بیٹھے ہیں، اولاد وعیال کچھ بھی کرتے رہیں اس کی فکر نہیں کرتے''۔ (معارف القرآن ص ۸۱۴ ج ۸)

آج اس اہم ذمہ داری سے امت نے غفلت برتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اتنا تباہ و برباد ہو چکا ہے کہ الامان والحفیظ، ہر طرف بے قراری، بے چینی، بدامنی اور خود غرضی، نہ کسی کی جان محفوظ نہ آبرو وعزت محفوظ، نہ ترحم ومودّت نہ اسلامی اخوت، بے ایمانی، بدمعاملگی کی فراوانی، عیش وعشرت کے تمام وسائل کے ہوتے ہوئے قلبی سکون مفقود اور حزن وغم سے قلب معمور، ایسی نعمتیں جس سے طمانیت قلب میسر نہ ہوں بے سود ہیں۔

بہار گل دل آسودہ رابکار آید چودل ملول بود گل بدیدہ خار آید

آج امت مسلمہ کا ایک ایک فرد یا امت کی اکثریت مقصد دعوت پر اپنے آپ کو لے آئے اور اپنی مقدور بھر کوشش ومحنت احیائے دین وسنت رسول امین (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کرڈالے تو یقیناً ﴿ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین﴾ کے پیش نظر ہمارے معاشرہ کی معتدبہ اصلاح ہوسکتی ہے۔

اس دور پرفتن میں مختلف دینی تحریکات کے ساتھ ساتھ مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ والی محنت (جو دعوت وتبلیغ کے نام سے معروف ہے، اور جس کی کرنیں چاردانگ عالم

میں پھیل چکی ہیں ''عیاں راچہ بیاں'' کے مصداق وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک، ہر ہر خطہ میں، عرب وعجم، کالے اور گورے، امیر وغریب دین کو سیکھتے ہوئے، اور عملی مشق کرتے ہوئے، امت کے ایک ایک انسان تک اس بات کی جامع وکامل دعوت بہت سیدھے سادے ان الفاظ میں دیتے ہوئے کہ ''سارے انسانوں کی دنیا وآخرت کی کامیابی اللہ کی اطاعت اور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ہیں'' راہ خدا میں شہر شہر، گاؤں گاؤں، اور در در کی ٹھوکریں کھاتے ملیں گے) کو اگر ارباب علم وفضل اور ترقی اسلام کی خواہش منداور اصلاح معاشرہ کے فکر منداپنالیں تو شاید بہت سی دینی محنتوں کے مقابلہ میں آسانی کے ساتھ یہ محنت ہمارے قلوب کی اصلاح اور ہمارے معاشرہ کو سدھارنے کا ذریعہ بن سکتی ہے، اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کام کے فوائد وثمرات سے متعصب ہی انکار کرسکتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (م:۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء) جیسی عظیم المرتبت شخصیت اپنی محتاط اور دوررس طبیعت کی وجہ سے شروع میں اس تحریک سے غیر مطمئن تھی، مگر ایک مدت کے بعد آپ کو میواتیوں کے عمل اور قرب وجوار کی خبروں اور تصدیقوں سے اطمینان ہوا، چنانچہ ایک موقع پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے اس طرز کے متعلق کچھ گفتگو کرنی چاہی، تو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

دلائل کی ضرورت نہیں، دلائل تو کسی چیز کے ثبوت اور صداقت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں، میرا تو اطمینان عمل سے ہو چکا ہے، اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں، آپ نے تو ماشاء اللہ یاس کو آس سے بدل دیا۔ (حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۱۱۲)

اور اصلاح معاشرہ کے ساتھ ساتھ آج جتنے حالات ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے اور

خاص کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کی وجہ سے آرہے ہیں، ان تمام فتنوں کا علاج اس محنت میں بھی ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

''میں کون سی قوت سے سمجھاؤں، اور کون سی زبان سے بیان کروں، اور اس کے علاوہ کون سی قوت سے اپنے دماغ میں بساؤں، اور متیقن اور بدیہی امر معلوم کو معلوم اور مجہول کو معلوم کیونکر بناؤں؟ میرے نزدیک صاف صاف ان فتنوں کے دریائے اٹک اور ان ظلمات کی جمنا کے دھارے کو روکنے کی سکندری سوا میری والی تحریک میں قوت کے ساتھ جہد کو اور اندرونی جذبات کو اور ہمت کے ساتھ جملہ مساعی کو متوجہ کر دینے کے کوئی صورت نہیں۔ غیب سے اس تحریک کی صورت کا نمایاں ہو جانا ہی صرف اس وبا کا علاج ہے۔ جیسا کہ عادت ازلیہ ہے کہ حق تعالی شانہ وبا کے مناسب علاج بھی پیدا فرمایا کرتے ہیں۔ حق تعالی شانہ کے یہاں سے پیش کئے ہوئے علاج اور نعمت کا توجہ سے استقبال نہ کرنا کچھ بہتر نہیں ہوا کرتا''۔ (حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۱۱۳)

محدث کبیر حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ اس کام کی اہمیت کو کتنے صاف الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں:

''آج امت تقریر وتحریر کی محتاج نہیں، یہ بہت کچھ ہو چکا ہے۔ ضرورت عملی نمونہ پیش کرنے کی ہے۔ فصاحت و بلاغت کا دریا امت بہا چکی ہے، لیکن آج صرف سادہ عملی دعوت کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ کہ آج تبلیغی جماعت اس پر عمل پیرا ہے۔ بہر حال طبیب خود مریض کے پاس جاتا ہے اس کا انتظار نہیں کرتا کہ مریض طبیب کے پاس پہنچے تو علاج ہو۔ اگر یہ طریقہ عام ہو جائے اور امت کی اکثریت یا کم از کم بڑی اکثریت اس مقصد کو

شروع کردے تو توقع ہوسکتی ہے کہ امت کو نجات مل جائے اور بیڑا پار ہوجائے۔.......حق تعالی کی ہزاروں رحمتیں ہوں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی روح پر جنہوں نے مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا، اور اس سبق یاد دلانے میں ہی فنا ہوگئے۔اگر کوئی فنا فی اللہ، فنا فی الرسول، اور فنا فی الشیخ کے مظاہر کو سمجھنا چاہتا ہے تو حضرت مرحوم کو دیکھ لے کہ کس طرح فنا فی التبلیغ ہوگئے تھے۔اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، بس یہی فکر دامنگیر تھی، تمام زندگی اور تمام افکار وانفاس بس اسی مقصد کے لئے وقف تھے۔حق تعالی نے ان کی جانفشانی وقربانی، ایثار واخلاص اور جدو جہد کو قبول فرمایا، اور چار دانگ عالم میں اس کے ثمرات وبرکات پھیل گئے۔شاید روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا باقی نہیں رہا ہوگا جہاں ان کی جماعت کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ماسکو، فیلنڈ واسپین سے لے کر جاپان تک ان قافلوں کی دعوت انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے طریق دعوت سے مشابہت رکھتی ہے''۔

(بینات نمبر ص ۳۸۹)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (م ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء) تحریر فرماتے ہیں:

''آج کے دور میں یہ کام بڑا ہی مفید اور لازمی ہے، اسی وجہ سے یہ کام تیزی سے پھیل رہا ہے، اور اس خاموش تبلیغ سے ایک عظیم انقلاب آرہا ہے۔.......رسمی انداز میں اس عالمگیر طریق پر کام نہیں ہوسکتا۔.......آج کے دور میں بہت سی تحریکیں چل رہی ہیں، لیکن یہ تحریک اپنی مثال آپ ہے۔.......یہ تحریک موجودہ دور میں دین کے تحفظ کے لئے ایک بڑی پناہ گاہ ہے۔آج جس دور سے ہم گذر رہے ہیں اس دور میں مسلمانوں کے لئے صرف دو پناہ گاہیں ہیں، ایک دینی مدرسے، دوسرے یہ تبلیغی کام۔.......ظاہر ہے کہ نفع

عام ہے،اس لئے اس میں ضرورت ہے کہ سب چلیں۔اگر آپ تعلیم میں شرکت کر سکتے ہوں تو تعلیم میں شریک ہوں،گشت میں شرکت کر سکتے ہوں تو گشت میں شریک ہوں،اور اگر کچھ اوقات لگا سکتے ہوں تو اوقات بھی لگائیں۔اور بھائی اس سے کنارے رہنا بڑی محرومی کی بات ہے۔فکری طور پر ہو عملی طور پر ہو،جس درجہ میں بھی ہو اس میں شریک رہنا چاہئے''۔(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات،ص۹۱)

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ (م ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء) ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

''دوسری طرف جو احقر نے اس دعوت وتبلیغ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق زندگی گذارنے کا واحد ذریعہ یہی تبلیغ ہے۔......تبلیغ نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کردی،ایسی صورت میں اس کا تعاون ضروری ہے''۔(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ص۸۹)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ (م:۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء) نے تو یہاں تک لکھا:

''میں اس مبارک کام کو اس زمانہ میں بہت اہم اور بہت ضروری سمجھ رہا ہوں،اور خود اہل مدرسہ اور اہل خانقاہ ہونے کے باوجود ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ یہ عمومی اور ضروری کام بعض وجہ سے مدارس اور خانقاہ سے زیادہ مفید اور افضل ہے''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ص۵)

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''وہ (مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ والی دعوت) موجودہ ہندوستان کی تمام دینی

تحریکوں میں اصل اول سے زیادہ قریب ہے۔(مولانا محمد الیاس اوران کی دینی دعوت ص ۲۸)

ان چند آیات، واحادیث اور اکابرین امت کے چند ارشادات وخیالات پر ہم غور کریں اور مدتوں سے اس چھوٹے ہوئے کام کو ہمت کے ساتھ اپنالیں تو انشاء اللہ ایمانی ضعف قوت سے بدلے گا، اور یہ ایمانی قوت ہمارے معاشرہ کا نقشہ ہی تبدیل کردے گی، الفت ومودت کا عالم ہوگا، اسلامی عالمگیر اخوت کا مظاہرہ ہوگا، مشرقی ومغربی کا فرق ختم ہوگا، لسانی تفریق مٹ جائے گی، بے چینی طمانیت سے' ظلمت نورانیت سے' حیوانیت' انسانیت سے تبدیل ہوگی اور انشاء اللہ اقوام عالم جو انسانیت کے تصور سے بھی محروم ہیں' دیکھیں گے کہ مسلمانوں کا وہ معاشرہ جو اجسام میں مفقود، اور اوراق کی زینت بنا ہوا تھا، دوبارہ مسلمانوں کی زندگی میں آرہا ہے، اور ہر مسلمان اللہ کے اوامر پر کمر بستہ ہوکر امانت الہیہ کا حق امانت ادا کررہا ہے۔ راعی ہو یا رعیت، فوج ہو یا پولیس، حاکم ہو یا محکوم، تاجر ہو یا زمین دار، دکاندار ہو یا مزدور، ہر شخص اپنا فرض منصبی حقیقی معنوں میں پورا کررہا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارے اس نظام اسلام اور اسلامی زندگی کا عملی نمونہ دیکھ کر اغیار بھی یہ سوچنے لگیں کہ یہ سکون وچین والی زندگی ہم بھی اپنائیں۔

الحمدللہ آج مغربی ممالک میں بھی دعوت کی اس مبارک محنت سے جو تبدیلیاں آئیں اور جتنی ہدایت پھیل رہی ہے اس سے کسی مخالف سے مخالف کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ ہزاروں بے نمازیوں کا نمازی بننا، سینکڑوں مساجد اور دسیوں مدارس کا وجود میں آنا، اور زندگیوں میں سنت نبوی (ﷺ) کی پیروی واتباع کا شوق پیدا ہونا، حتی کی کالجوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں میں نوجوانوں کا اسلامی شکل وشباہت کے ساتھ تعلیم حاصل کرنا، غیروں کے لباس وشکل وشباہت سے بعد اور اسلامی وشرعی لباس کی وقعت کا پیدا ہونا یہ

ایسے بدیہی امور ہیں جو اظہر من الشّمس ہیں۔

دعوت سے معاشرہ میں کیسے تبدیلی آتی ہے، اور منکرات کیسے کافور ہوتے ہیں، اور اوامر کیسے آتے ہیں، اس حقیقت کو ایک سن رسیدہ اور تجربہ کار میواتی نے بڑی بلاغت کے ساتھ بیان کیا جس پر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں۔قاری داؤد صاحب نے ایک بوڑھے میواتی سے اس کا عندیہ لینے کے لئے پوچھا کہ! تمہارے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ بوڑھے میواتی نے کہا:

''اور تو میں کچھ جانتا نہیں، اتنا جانوں کہ جن باتوں کے لئے بڑی کوششیں کی جاتی تھیں اور ایک بات بھی نہیں ہوتی تھی، وہ اب آپ ہی آپ ہو رہی ہیں۔اور جن باتوں کو بند کرنے کے لئے پہلے بڑی بڑی لڑائیاں لڑی جاتی تھیں، اور بڑا زور لگایا جاتا تھا اور ایک بات بھی بند نہیں ہوتی تھی، وہ اب بے کہے سنے خود بخود بند ہوئی جا رہی ہیں''۔

(حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ اور ان کی دینی دعوت ص۹۴)

اس لئے اصلاح معاشرہ کے لئے فکر مند حضرات اپنی ذات سے بھی اس کام کی جانب کما حقہ متوجہ رہیں، اور اپنے متعلقین عوام وخواص کو اس میں عملی شرکت کی ترغیب دیتے رہیں، تو یہ امر یقیناً اصلاح معاشرہ کا باعث ہوگا۔حق تعالی ہمیں صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور کام کے اہل کو اس پر کھڑا فرمادیں۔

دعوت کی پانچ آیتیں

اس مختصر رسالہ میں دعوت کے متعلق پانچ آیتیں مع ترجمہ اور مختصر تفسیر کے جمع کی گئی ہیں، دعوت کے احباب کو ان آیات کا ایک مرتبہ مطالعہ کر لینا چاہئے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ﴾

(۱)......﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾۔ (پارہ:۴/ال عمران، آیت نمبر:۱۰۴)

ترجمہ:......اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے کہ جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں، اور برائی سے روکیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

تفسیر:......احکام شرعیہ کی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی ہر شخص کی قدرت و استطاعت پر احکام دائر ہوں گے جس کو جتنی قدرت ہو اتنا ہی امر بالمعروف کا فریضہ اس پر عائد ہوگا۔

داعی معروف ومنکر کا عالم ہونا چاہئے

پھر استطاعت وقدرت ہر کام کی جدا ہوتی ہے، امر بالمعروف کی قدرت پہلے تو اس پر موقوف ہے کہ وہ معروف ومنکر اس شخص کو پوری طرح صحیح صحیح معلوم ہو، جس کو خود ہی معروف ومنکر کی تمیز نہ ہو، یا اس مسئلہ کا پورا علم نہ ہو، وہ اگر دوسروں کو امر بالعروف یا نہی عن المنکر کرنے لگے گا تو ظاہر ہے کہ بجائے اصلاح کے فساد کا سبب ہوگا، اور بہت ممکن ہے کہ وہ اپنی ناواقفیت کی بناء پر کسی معروف کو منع کرنے لگے، یا منکر کا حکم کرنے لگے، اس لئے جو شخص خود معروف ومنکر سے واقف نہیں اس پر یہ فریضہ تو عائد ہے کہ واقفیت پیدا کرے اور احکام شرعیہ کے معروف ومنکر کا علم حاصل کرے، اور پھر اس کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت انجام دے۔

لیکن جب تک اس کو واقفیت نہیں اس کا اس خدمت کے لئے کھڑا ہونا جائز نہیں، جیسے اس زمانہ میں بہت سے جاہل وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، نہ انہیں قرآن کا علم ہے نہ حدیث کا، یا بہت سے عوام سنی سنائی غلط باتوں کو لے کر لوگوں سے جھگڑنے لگتے ہیں کہ ایسا کرو، ایسا نہ کرو، یہ طریق کار بجائے معاشرہ کے درست کرنے کے اور زیادہ ہلاکت اور جنگ وجدل کا سبب ہوتا ہے۔ (معارف القرآن ص ۱۳۷ ج ۲)

من تبعضیہ ہے، اس لئے کہ امر بالعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے، ہر شخص پر فرض نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ امر و نہی کے لئے علم شریعت اور احتساب کی قدرت ضروری ہے، (اور یہ بات سب لوگوں میں نہیں ہوسکتی، بعض میں ہوتی ہے)۔

(تفسیر مظہری ص ۴۰ ج ۲)

﴿ كُنتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاس ﴾

(۲)......﴿ كُنتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ﴾۔(پارہ:۴،سورۂ ال عمران،آیت نمبر:۱۱۰)

ترجمہ:......(مسلمانو!) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہو۔

(الف)......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:اس آیت میں امت سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کی۔

(ب)......حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:اس آیت سے خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مراد ہیں ، اور جو مسلمان ان کے طریقہ پر گامزن ہوں۔

(ج)......حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:﴿ كُنتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ ﴾ ہمارے اولین کے لئے ہے۔(تفسیر مظہری ص۴۶ ج۲)

(د)......اللہ تعالی کے قول ﴿ كُنتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاس ﴾ کی تفسیر کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:اگر اللہ تعالی چاہتے تو ''اَنۡتُمۡ'' فرماتے (جس کا ترجمہ ''تم'' ہے) پھر تو ہم سب مراد ہوتے ،لیکن اللہ تعالی نے ''كُنۡتُمۡ'' فرمایا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں خاص ہے۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۶۸ ج۱،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال)

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ﴾

(۳)......﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾۔

(پارہ:۱۳رسورۂ یوسف،آیت نمبر:۱۰۸)

ترجمہ:......آپ فرمادیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کوتوحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی۔

تفسیر:......''سَبِيْلِي ''میرا طریقہ،میراراستہ'' ادعوا الی الله ''یہ'' سَبِيْلِي '' کی تشریح ہے،یعنی میں اللہ تعالی کی ہستی اوراس کی توحید پرایمان لانے اور ہرنامناسب وصف سے اس کو پاک سمجھنےاوراسی کے قرب کی طلب کرنے کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔

''علی بصیرة '' سے مراد ہے:یقین اورمعرفت،یعنی میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جوخودتراشیدہ خیالات کو مانتا ہوجن کا ان کوخودکوئی علم نہیں ہوتا۔یا بصیرت سے مراد ہے:بیان اورواضح،روشن دلیل۔

''ومن اتبعنی ''یعنی جولوگ مجھ پرایمان رکھتے ہیں اورمیری تصدیق کرتے ہیں،وہ بھی اللہ تعالی کی طرف بلاتے ہیں۔

کلبی اورابن زید نے فرمایا کہ:اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوشخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا دعوی کرے اس پر لازم ہے کہ آپ (ﷺ) کی دعوت کولوگوں میں پھیلائے،اورقرآن کی تعلیم کوعام کرے۔یا یہ مطلب ہے کہ میں اور میری اتباع کرنے والے بصیرت پر ہیں۔

اس آیت نے دعوت الی اللہ کی ذمہ داری ہرامتی کودے دی۔اگرچہ ابن عباس رضی اللہ عنہمانے'' ومن اتبعنی '' سے مرادصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کولیا،مگردوسرے حضرات نے

اس سے مراد عام لیا ہے۔

کلبی اور ابن زید نے فرمایا کہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا دعوی کرے اس پر لازم ہے کہ آپ (ﷺ) کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے، اور قرآن کی تعلیم کو عام کرے۔

(تفسیر مظہری ص ۱۵۰ ج ۴۔ معارف القرآن ص ۱۴۵ ج ۵)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ: جو آپ کا متبع ہو اس کو چاہئے کہ جس کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ بھی اس کا داعی بنے:

"وكل من اتبعه يدعو الى ما دعا اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم على بصيرة۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۷۷ ج ۲)

﴿ اُدۡعُ اِلٰی سَبِيۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ ﴾

(۴)......﴿ اُدۡعُ اِلٰی سَبِيۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ ﴾۔

(پارہ:۱۴/سورۂ نحل، آیت نمبر:۱۲۵)

ترجمہ:......اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو۔

تفسیر:......یعنی اے محمد ﷺ! آپ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔الحسنۃ سے مراد قرآن مجید ہے۔قرآن ایک محکم، مضبوط، اٹل کلام ہے جس پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی۔

اور الموعظۃ الحسنۃ سے مراد معارضہ ہے۔معارضہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں جس سے حق واضح ہو جائے اور شبہات دور ہو جائیں۔اس کا حسن یہ ہے کہ دلیل کے ساتھ ترہیب اور ترغیب بھی ہو، (یعنی نہ ماننے پر سخت عذاب کا ڈر اور ماننے کے بعد بہترین نتیجہ کی بشارت) بعض علماء نے کہا کہ: موعظت حسنہ سے مراد ایسا نرم کلام ہے جس میں درشتی اور چڑاچڑاپن نہ ہو۔(تفسیر مظہری ص ۳۲۱ ج ۴)

اس آیت میں دعوت و تبلیغ، اس کے اصول اور آداب کی پوری تفصیل چند کلمات میں سموئی ہوئی ہے۔

حکمت:...... سے مراد وہ بصیرت ہے، جس کے ذریعہ انسان مقتضیاتِ احوال کو معلوم کر کے اس کے مناسب کلام کرے، وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو، نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے، اور جہاں یہ سمجھے کہ صراحۃً کہنے میں مخاطب کو نہ شرمندگی ہو، اور نہ اس کے دل میں اپنے خیال پر جمنے کا تعصب پیدا ہو۔

الموعظۃ:......موعظہ اور وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی خیر خواہی کی بات کو ایسی طرح کہا

جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لئے نرم ہو جائے، مثلا اس کے ساتھ قبول کرنے کے ثواب وفوائد اور نہ کرنے کے عذاب ومفاسد ذکر کئے جائیں۔

الحسنۃ:...... کے معنی یہ ہیں کہ بیان اور عنوان بھی ایسا ہو، جس سے مخاطب کا قلب مطمئن ہو، اس سے شکوک وشبہات دور ہوں اور مخاطب یہ محسوس کرے کہ آپ کی اس میں کوئی غرض نہیں صرف اس کی خیر خواہی کے لئے کہہ رہے ہیں۔ (معارف القرآن ص۴۲۱ ج۵)

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ ﴾

(۵)......﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾۔(پارہ۲۴،سورۂحم السجدہ آیت۳۳)

ترجمہ:......اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو(لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور(خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں ہوں۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ انسانی کلام میں احسن و افضل وہ کلام ہے جس میں دوسروں کو دعوت الی اللہ ودعوت حق دی گئی ہو۔بعض روایات میں اس سے مؤذنین مراد لئے گئے ہیں جیسا کہ مفسرین (ابن کثیر،مظہری وغیرہ) نے بیان کیا ہے۔مگرصحیح یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے۔اس میں دعوت الی اللہ کی سب صورتیں داخل ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

’’والصحیح انّ الآیة عامة فی المؤذنین وفی غیرھم‘‘۔ (تفسیرابن کثیرص۱۰۳ج۴)

اوردلیل یہ پیش کی ہے کہ اذان کی مشروعیت مدینہ میں ہوئی اور یہ آیت مکی ہے۔

(۱)......محمد بن سیرین اورسدی رحمہما اللہ کا ارشاد ہے کہ:’’مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہ‘‘ سے رسول اللہ کی ذات مبارک مراد ہے۔(تفسیر مظہری ص۳۳۵ج۶)

(۲)......عن عائشة قالت : لا أری ھذہ الایة نزلت الا فی المؤذنین : ﴿ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالِ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۷ج۲، فی فضل الأذان و ثوابه ، رقم الحدیث:۲۳۶۲)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:’’ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہ ‘‘ میری رائے میں صرف مؤذنین کے متعلق نازل ہوئی۔

دعوت کے پانچ طبقات

دعوت کے پانچ طبقات: یعنی حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، حضرات علماء، حکام، مؤذنین، اورعوام۔ ان طبقات کے دعوت دینے کے تین تین طریقے وغیرہ امور پر مشتمل ایک بہترین رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

دعوت الی اللہ کے پانچ طبقات

(۱)......اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والا سب سے پہلا طبقہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا ہے۔

(۲)......دوسرا طبقہ علماء کا ہے۔

(۳)......تیسرا طبقہ حکام کا ہے۔

(۴)......چوتھا طبقہ مؤذنین کا ہے۔

(۵)......پانچواں طبقہ عام مسلمانوں کا ہے۔

پہلا طبقہ: حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا

(۱)......اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والا سب سے پہلا طبقہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے تین طریقے ہیں: دلائل، معجزات اور جہاد

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا فرض منصبی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے بندوں کو اللہ تعالی طرف بلائے، حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام دین کی طرف تین طرح دعوت دیتے ہیں: دلائل سے، معجزات سے، اور جہاد سے۔

پہلا طریقہ: دلائل، اور ان کی تفصیل

(پہلا):......دلائل سے: اللہ تعالی کی ذات اور اللہ تعالی کی توحید کے دلائل بیان فرما کر، جیسے: حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

(۱)......﴿ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَ یْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ﴾۔(پ:۱۲/سورۂ ھود، آیت نمبر:۲۸)

ترجمہ:......(حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: اے میری قوم! ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے آئی ہوئی ایک روشن ہدایت پر قائم ہوں، اورانہوں نے مجھے اپنے پاس سے ایک رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہے، پھر بھی وہ تمہیں سجھائی نہیں دے رہی۔

حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

(۲)......﴿ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ م بِنَاصِيَتِهَا ﴾

ترجمہ:......میں نے تو اللہ تعالی پر بھروسہ کر رکھا ہے، جو میرا بھی پروردگار ہے، اور تمہارا بھی پروردگار۔ زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے قبضے میں نہ ہو۔

(پ:۱۲/سورۂ ھود، آیت نمبر:۵۲)

اور فرمایا:

(۳)......﴿ وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ، اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ، وَجَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴾۔(پ:۱۹/سورۂ شعراء، آیت نمبر:۱۳۲/۱۳۳/۱۳۴)

ترجمہ:......اور اس ذات سے ڈرو جنہوں نے ان چیزوں سے نواز کر تمہاری قوت میں اضافہ کیا ہے جو تم خود جانتے ہو۔ انہوں نے تمہیں مویشیوں اور اولاد سے بھی نوازا ہے۔ اور باغوں اور چشموں سے بھی۔

حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

(۴)......﴿ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا ﴾۔(پ:۱۲/سورۂ ھود، آیت نمبر:۶۱)

ترجمہ:......(حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے) فرمایا: اے میری قوم! اللہ تعالی کی عبادت کرو۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا، اور اس میں تمہیں آباد کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

(۵)......﴿ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِىْ فَطَرَهُنَّ ﴾۔

(پ:۱۷/سورۂ انبیاء، آیت نمبر:۵۶)

ترجمہ:......(حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارے پروردگار وہ ہیں جو تمام آسمانوں اور زمین کے مالک ہیں، جنہوں نے ساری چیزیں پیدا کی ہیں۔

(۶)......﴿ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ، اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴾۔

(پ:۱۹/سورۂ شعراء، آیت نمبر:۷۲/۷۳)

ترجمہ:......جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں؟ ۔ یا تمہیں کوئی فائدہ یا نقصان پہنچاتے ہیں؟

(۷)......﴿ اَلَّذِىْ خَلَقَنِىْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ، وَالَّذِىْ هُوَ يُطْعِمُنِىْ وَ يَسْقِيْنِ ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ، وَالَّذِىْ يُمِيْتُنِىْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴾۔(پ:۱۹/سورۂ شعراء، آیت نمبر:۷۸/۷۸/۸۰)

ترجمہ:......جنہوں نے مجھے پیدا کیا، پھر وہیں میری رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور جو مجھے کھلاتے ہیں اور پلاتے ہیں۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتے ہیں۔ اور مجھے موت دیں گے، پھر زندہ کریں گے۔

(۸)......﴿ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴾۔

(پ:۱۹/سورۂ انبیاء، آیت نمبر:۶۳)

ترجمہ:......(حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: نہیں، بلکہ یہ حرکت ان کے

اس بڑے سردار نے کی ہے، اب انہی بتوں سے پوچھ لو، اگر یہ بولتے ہوں۔

(۹)......﴿ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ ﴾۔

(پ:۱۲/سورۂ انبیاء، آیت نمبر:۶۶)

ترجمہ:......(حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: بھلا بتاؤ کہ کیا تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہو جو تمہیں نہ کچھ فائدہ پہنچاتی ہیں نہ نقصان؟۔

(۱۰)......﴿ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ﴾۔(پ:۳/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۵۸)

ترجمہ:......(حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: اچھا اللہ تعالی تو سورج کو مشرق سے نکالتے ہیں، تم ذرا اسے مغرب سے تو نکال کر لاؤ۔ اس پر وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا۔

حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

(۱۱)......﴿ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی... لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی، الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّ سَلَکَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط فَاَخْرَجْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی، کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی، مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَ فِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَ مِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی ﴾۔

(پ:۱۶/سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر:۵۰/۵۲/۵۳)

ترجمہ:......(حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: ہمارے رب وہ ہیں جنہوں نے ہر چیز کو وہ بناوٹ عطا کی جو اس کے مناسب تھی، پھر (اس کی) رہنمائی بھی فرمائی..... میرے رب کو نہ کوئی غلطی لگتی ہے نہ وہ بھولتے ہیں۔ یہ وہ ذات ہیں جنہوں نے زمین کو

تمہارے لئے فرش بنادیا، اورانہوں نے تمہارے لئے راستے بنائیں، اورآسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس کے ذریعے طرح طرح کی مختلف بناتات نکالیں خود بھی کھاؤ، اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ۔ یقیناً ان سب باتوں میں عقل والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اوراسی سے ایک مرتبہ پھر تمہیں نکال لائیں گے۔

(۱۲)......﴿ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا .... قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ .....قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ﴾۔

(پ:۱۹/سورۂ شعراء، آیت نمبر:۲۸/۲۶/۲۴)

ترجمہ:......(حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: اور وہ سارے آسمانوں اور زمین کا، اوران ساری چیزوں کا پروردگار ہیں جو ان کے درمیان پائی جاتی ہیں.....وہ تمہارا بھی پروردگار ہیں، اورتمہارے پچھلے باپ دادوں کا بھی...وہ مشرق ومغرب کا بھی پروردگار ہیں، اوران کے درمیان ساری چیزوں کا بھی۔

(۱۳)......﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ط ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴾۔

ترجمہ:......تم لوگ اللہ تعالی کو چھوڑ کر جن کو دعا کے لئے پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے، چاہے اس کام کے لئے سب کے سب اکٹھے ہوجائیں، اوراگر مکھی ان سے کوئی چیز چھن کرلے جائے تو وہ سے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ (پ:۱۷/سورۂ حج، آیت نمبر:۷۲)

حضرت نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوا کہ: آپ ان مشرکین سے فرمادیجئے:

(۱۴)......﴿ قُلْ اَرَءَ یْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ط اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴾

(پ:۲۶/سورۂ احقاب،آیت نمبر:۴)

ترجمہ:......(آپ ﷺ) ان سے فرمائیے! کیا تم نے ان چیزوں پر کبھی غور کیا ہے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین کی کونسی چیز پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ میرے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جو اس قرآن سے پہلے کی ہو، یا پھر کوئی روایت جس کی بنیاد علم پر ہو، اگر تم واقعی سچے ہو۔

آپ ﷺ کا ابوسفیان اور ہندہ رضی اللہ عنہما کو دعوت دینا اور دلیل سنانا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی (حضرت) ہندہ (رضی اللہ عنہ) کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر اپنے کھیت کی طرف چلے، میں بھی دونوں کے آگے آگے چل رہا تھا اور میں نوعمر لڑکا اپنی گدھی پر سوار تھا کہ اتنے میں آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معاویہ! نیچے اتر جاؤ تا کہ آپ ﷺ سوار ہوجائیں، چنانچہ میں گدھی سے اتر گیا اور اس پر آپ ﷺ سوار ہوگئے، آپ ﷺ ہمارے آگے آگے کچھ دیر چلے، پھر ہمارے طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے ابوسفیان بن حرب! اے ہندہ بنت عتبہ! اللہ کی قسم! تم ضرور مروگے، پھر تم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پھر نیکوکار جنت میں جائے گا اور بدکار دوزخ میں، اور میں تم کو بالکل صحیح اور حق بات بتا رہا ہوں، اور تم دونوں ہی سب سے پہلے (اللہ کے عذاب) سے ڈرائے گئے ہو، پھر آپ ﷺ نے: ﴿ حم ، تنزیل من الرحمن الرحیم ﴾ سے لے کر: ﴿ قالتا اتینا طائعینَ ﴾ ۔تک آیات تلاوت فرمائیں۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۲۷ ج۱)

نوٹ:.......ان آیات میں اللہ تعالی کی قدرت کے دلائل بھی ہیں، جیسے:

(۱)......﴿ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِىْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِىْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِىَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِىْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ، ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴾۔

(پ:۲۴رسورۂ حم السجدہ، آیت نمبر:۹/۱۰/۱۱)

ترجمہ:....... کہہ دو کہ: کیا تم واقعی اس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا، اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو؟ وہ ذات تو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہیں۔اور اس نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کئے جو اس کے اوپر ابھرے ہوئے ہیں، اور اس میں برکت ڈال دی، اور اس میں توازن کے ساتھ اس کی غذائیں پیدا کیں- سب کچھ چار دن میں- تمام سوال کرنے والوں کے لئے برابر! پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے، جبکہ وہ اس وقت دھویں کی شکل میں تھا، اور اس سے اور زمین سے کہا: چلے آؤ، چاہے خوشی سے یا زبردستی، دونوں نے کہا: ہم خوشی خوشی آتے ہیں۔

آپ ﷺ کا حضرت حصین رضی اللہ عنہ دعوت دینا اور دلیل سنانا

حضرت حصین رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اے حصین! اچھا یہ بتاؤ کہ تم کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے سات خدا زمین پر ہیں اور ایک خدا آسمان میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچتا ہے تو کس خدا کو پکارتے ہو؟ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: آسمان والے خدا کو، آپ ﷺ نے فرمایا: جب مال ہلاک ہو جائے تو کس کو پکارتے

ہو؟ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: آسمان والے کو، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عجیب بات ہے کہ تمہاری پکار پر وہ اکیلا فریاد رسی کرتے ہیں اور تم اس کے ساتھ اور خداؤں کو شریک کرتے ہو؟ کیا آسمان والے خدا کی رضا و اجازت سے ان دیوتاؤں کو شریک کرتے ہو یا ان دیوتاؤں سے ڈرتے ہو کہ اگر تم ان کو شریک نہیں کروگے تو وہ تم پر غالب آجائیں گے؟ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۱۲ ج۱)

آپ ﷺ کا ایک صاحب کے سوال پر دلیل سنانا

ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، پھر اس نے پوچھا: آپ کس کو پکارتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اکیلے اللہ تعالی کو پکارتا ہوں، جس کی صفت یہ ہے کہ: جب تم کو کوئی نقصان پہنچے اور تم ان کو پکارو تو وہ تمہارے نقصان کو دور کردے، اور جب تم پر قحط سالی آجائے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے لئے غلہ اگادیں، اور جب تم چٹیل میدان میں ہو اور تمہاری سواری گم ہوجائے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہاری سواری تمہیں واپس کردیں، یہ بات سن کر وہ مسلمان ہوگئے۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۱۳ ج۱)

آپ ﷺ کا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا اور دلیل سنانا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عدی بن حاتم! کس وجہ سے بھاگ رہے ہو؟ کیا اس وجہ سے بھاگ رہے ہو کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہنا پڑے گا؟ تو کیا اللہ تعالی علاوہ کوئی معبود ہیں؟ کس وجہ سے بھاگ رہے ہو؟ کیا اس وجہ سے بھاگ رہے ہو کہ ''اللہ اکبر'' کہنا پڑے گا؟ کیا کوئی چیز اللہ تعالی سے بڑی ہے؟ یہ سن کر میں مسلمان ہوگیا۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۱۸ ج۱)

آپ ﷺ کا حضرت ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت کے آپ ﷺ کے دوست تھے۔ جب آپ ﷺ کی رسالت کا چرچہ ہوا تو دشمنوں نے جنون کا الزام لگایا، حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے گذشتہ تعلقات اور مراسم کی وجہ سے حاضر خدمت ہوکر تقاضا کیا کہ محمد! (ﷺ) میں آسیب کا علاج کرتا ہوں، خدا نے میرے ہاتھوں کئی بیماروں کو شفا بخشی ہے، اس لئے آپ کا علاج کرنا چاہتا ہوں، اس ہمدردی کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ خطبہ سنایا:

''ان الحمد لله ' نحمده ونستعينه ' من يهده الله فلا مضل له ' ومن يضلل فلا هادى له ' واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ' وان محمدا عبده ورسوله ' اما بعد''۔

اس کے بعد آپ ﷺ کچھ اور ارشاد فرمانا چاہتے تھے کہ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ان کلمات کے پڑھنے کی فرمائش کی، آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھ کر سنایا، حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نہایت غور و تامل کے ساتھ سنتے جاتے تھے، اور ہر مرتبہ دل متأثر ہوتا جاتا تھا، جب سن چکے تو عرض کیا کہ: میں نے کاہنوں کا سجع سنا ہے، ساحروں کی سحر بیانی سنی ہے، شعراء کا کلام سنا ہے، لیکن یہ تو کچھ اور ہی چیز ہے، جو بات اس میں ہے وہ کسی میں' میں نے نہیں پائی، اس کا عمق تو سمندر کی گہرائیوں کی تھاہ لاتا ہے، ہاتھ بڑھاؤ اور مجھے اسلام کی غلامی میں داخل کرو، اس طرح عرب کے وہ مشہور طبیب جو جنون کا علاج کرنے آئے تھے خود اسلام کے دیوانہ ہو گئے۔ (سیر الصحابہ ص ۱۰۵ ج ۴/ حصہ ہفتم)

''مسلم شریف'' میں بھی اس واقعہ کا ذکر آیا ہے۔

(مسلم ص ۲۸۵، باب تخفيف الصلوة والخطبة، كتاب الجمعة، رقم الحديث: ۸۶۸)

دوسرا طریقہ: معجزات، اوران کی تفصیل

حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی اونٹنی کا معجزہ

(دوسرا)......معجزات سے: حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کا دوسرا طریقہ معجزات کا تھا، یعنی کبھی دعوت کے نتیجہ میں قوم نے معجزہ کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی دعوت کو مؤثر بنانے کے لئے ان کے ہاتھ پر کوئی معجزہ ظاہر فرمایا، جیسے حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم نے جب ان سے پہاڑ سے حاملہ اونٹنی کے پیدا کرنے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالی ان کی حقانیت کے ثبوت کے لئے اس مطالبہ کو وجود بخشا۔

واقعہ یہ ہوا کہ قوم نے حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ مطالبہ کیا کہ: آپ ہمارے سامنے پہاڑ سے کوئی اونٹنی نکال کر دکھادیں گے تو ہم ایمان لے آئیں گے، حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا فرمائی، اور اللہ تعالی نے پہاڑ سے اونٹنی نکال کر دکھائی، اس پر کچھ لوگ تو ایمان لے آئیں، مگر بڑے بڑے سردار اپنے عہد پر سے پھر گئے۔

(۱)......﴿ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾۔

(پ:۸/سورۂ اعراف، آیت نمبر:۷۳)

ترجمہ:......حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل آچکی ہے۔ یہ اللہ تعالی کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشانی بن کر آئی ہے۔ (آسان ترجمہ)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے اللہ تعالی نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا، جب قوم نے آپ کو آگ میں ڈالا۔

(۱)......﴿ قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمۡ ، اُفٍّ لَّكُمۡ وَ لِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ، قَالُوۡا حَرِّقُوۡهُ وَانۡصُرُوۡۤا اٰلِهَتَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ، قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ﴾۔

(پ:۱۷/سورۂ انبیاء، آیت نمبر:۶۶/۶۷/۶۸/۶۹)

ترجمہ:......(حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے) فرمایا: بھلا بتاؤ کہ کیا تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہو جو تمہیں نہ کچھ فائدہ پہنچاتی ہیں نہ نقصان؟۔تف ہے تم پر بھی، اور ان پر بھی جن کی تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ بھلا کیا تمہیں اتنی سمجھ نہیں؟۔وہ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: آگ میں جلا ڈالو اس شخص کو، اور اپنے خداؤں کی مدد کرو، اگر تم میں کچھ کرنے کا دم خم ہے۔(چنانچہ انہوں نے (حضرت) ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو آگ میں ڈال دیا، اور) ہم نے کہا: اے آگ ! ٹھنڈی ہو جا، اور ابراہیم (علیہ الصلوۃ والسلام) کے لئے سلامتی بن جا۔

حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پانچ (۵) معجزات

حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو پانچ طرح کے عذابات میں مبتلا کیا، اور اس طرح آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے معجزات کا ظہور فرمایا۔

(۱)......﴿ وَقَالُوۡا مَهۡمَا تَاۡتِنَا بِهٖ مِنۡ اٰيَةٍ لِّتَسۡحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ،

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ﴾۔

ترجمہ:......اور (حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے) کہتے تھے کہ: تم ہم پر اپنا جادو چلانے کے لئے چاہے کیسی بھی نشانی لے کر آجاؤ، ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیوں، گھن کے کیڑوں، میڈکوں اور خون کی بلائیں چھوڑیں۔

(پ:۹/سورۂ اعراف، آیت نمبر:۱۳۲/۱۳۳)

تفسیر:......فرعون اور اس کی قوم کی ہٹ دھرمی پر اللہ تعالی نے مختلف قسم کے عذابات میں ان کو مبتلا فرمایا، اور حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات کا ظہور ہوا۔

اس آیت میں پانچ طرح کے عذابات کا ذکر کیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ: جب قوم فرعون کی قوم نے یہ کہا: اے موسی! آپ جب بھی مسحور کرنے کے لئے کوئی نشانی لائیں گے تو ہم آپ پر ایمان لانے والے نہیں ہیں، اور حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام تیز مزاج تھے، اس وقت انہوں نے قوم فرعون کے لئے بد دعا فرمائی کہ: اے میرے رب! تیرا بندہ فرعون زمین میں بہت تکبر اور سرکشی کر رہا ہے اور اس کی قوم نے آپ کے عہد کو توڑ دیا ہے، اے میرے رب! ان پر عذاب نازل فرما جو ان کے لئے عذاب ہو اور میری قوم کے لئے نصیحت ہو اور بعد والوں کے لئے نشانی اور عبرت ہو۔

پہلا: پانی کا طوفان

(۱)......تو اللہ تعالی نے ان پر طوفان بھیجا، اور وہ زبردست طوفانی بارش تھی جس سے ان کے گھروں میں پانی بھر گیا، بنو اسرائیل اور قبطیوں کے گھر ملے جلے تھے، قبطیوں کے گھر تو پانی سے بھر گئے حتی کہ ان کی گردنوں تک پانی پہنچ گیا، ان میں سے جو شخص بیٹھتا وہ پانی میں ڈوب جاتا، اور بنو اسرائیل کے گھروں میں پانی کا ایک قطرہ بھی داخل نہیں ہوا، اور قبطیوں

کی زمینوں پر پانی جمع ہوگیا، وہ کھیتی باڑی اور دیگر کوئی کام نہ کر سکے۔ ایک سنیچر سے دوسرے سنیچر تک یہی کیفیت رہی، تب فرعون نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا: آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہم کو اس بارش کے طوفان سے نجات دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اور آپ کے ساتھ بنواسرائیل کو بھیج دیں گے۔ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے دعا کی تو ان سے وہ طوفان اٹھالیا گیا۔ اور اس سال ان کی بہت اچھی فصل ہوئی ایسی کبھی نہیں تھی، ہر طرف سبزہ پھیل گیا اور درخت ہرے بھرے ہوگئے، تب قبطیوں نے کہا: یہ پانی تو ہمارے حق میں نعمت تھا، اس سے ہماری فصل اچھی ہوئی، اور ہمارے درخت پھلوں سے لد گئے، سو وہ ایمان نہ لائے۔ اور ایک مہینہ تک آرام اور عافیت سے رہے۔

دوسرا: ٹڈی کا

(۲)...... پھر اللہ تعالی نے ان پر ٹڈی دل کے بادل بھیجے، انہوں نے ان کی تمام فصلوں، پھلوں حتی کہ درختوں تک کو چاٹ لیا، بلکہ انہوں نے دروازوں کو، مکان کی چھتوں کو، ہر قسم کی لکڑی کو، ان کے ساز وسامان کو، کپڑوں کو حتی کہ دروازوں کی کیلوں تک کو کھالیا، وہ ٹڈیاں ہر چیز کو کھا رہی تھیں اور ان کی بھوک ختم نہیں ہو رہی تھی، تب قبطی بہت چیخے چلائے اور بہت فریاد کی اور کہا: اے موسی! آپ سے آپ کے رب نے جو وعدہ کیا ہے اس وعدہ کے واسطے اپنے رب سے دعا کیجئے، اگر اس نے ہم سے یہ عذاب دور کردیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے، اور انہوں نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے بہت پختہ وعدہ کیا اور بہت پکی قسمیں کھائیں۔ ان پر ٹڈیوں کا یہ عذاب ایک سنیچر سے دوسرے سنیچر تک رہا تھا۔ پھر حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ تعالی نے ان سے

ٹڈیوں کا یہ عذاب دور کر دیا۔

بعض احادیث میں ہے کہ: ٹڈیوں کے سینہ پر لکھا ہوا تھا: ''جند اللہ الاعظم'' اللہ تعالی کا عظیم لشکر۔

ایک روایت میں ہے: حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا عصا فضا میں مشرق سے مغرب تک گھمایا تو ٹڈیاں جہاں سے آئی تھیں وہیں واپس چلی گئیں۔

ان کے کھیتوں میں جو بچا کھچا غلہ باقی رہ گیا تھا انہوں نے کہا یہ بھی کافی ہے اور ہم اپنے دین کو نہیں چھوڑیں گے، انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اور اپنی بداعمالیوں پر ڈٹے رہے، سو وہ ایک ماہ تک عافیت سے رہے۔

تیسرا: قمل کا

(۳)......پھر اللہ تعالی نے ان پر قمل بھیج دیں۔

نوٹ:......قمل: کی تفسیر میں اختلاف ہے: سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: گندم کے جو سرسریاں وغیرہ نکلتی ہیں وہ قمل ہیں۔

حضرت مجاہد، سدی قتادہ اور کلبی رحمہم اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ: قمل بغیر پروں کی ٹڈیاں ہیں۔ بعض نے کہا: چیچڑ کی ایک قسم ہیں۔ اور بعض نے کہا: وہ جوئیں ہیں۔ اور بعض نے کہا: وہ ایک قسم کا کیڑا ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا: وہ شہر سے باہر بستیوں کے پاس کسی بڑے ٹیلے کے پاس جائیں اور اس ٹیلے پر اپنا عصا ماریں، عصا مارنے سے اس ٹیلے کے اندر سے وہ کیڑے (قمل) پھوٹ پڑے وہ ان کے بچے کھچے کھیتوں کو کھا گئے، وہ ان کے کپڑوں میں گھس گئے، ان کا کھانا ان کیڑوں سے بھر جاتا، وہ ان کے بالوں میں،

ان کے پلکوں میں، ان کی بھنوؤں میں گھس گئے، وہ ان کے ہونٹوں اوران کی کھالوں میں گھسنے لگے، ان کا چین وقرار جاتا رہا، وہ سونہیں سکتے تھے، بالآخر وہ بے چین اور بے قرار ہو کرحضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس گئے اور رورو کرفریاد کی اور کہا: ہم توبہ کرتے ہیں، آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے یہ عذاب اٹھالیں۔ان پر سات دن یہ عذاب رہا تھا۔ پھرحضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا کی تو ان سے یہ عذاب اٹھالیا گیا، لیکن انہوں نے پھر عہد شکنی کی اور دوبارہ برے اعمال شروع کردیئے اور کہنے لگے کہ: ہم یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ایک جادوگر ہیں جنہوں نے ریت کے ٹیلے کو قمل سے بدل ڈالا۔

چوتھا: مینڈک کا

(۴)...... پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈکوں کا عذاب بھیجا، جس سے ان کے گھر اوران کی صحن بھر گئے، ان کے کھانے اور کھانے کے برتن مینڈکوں سے بھر گئے، وہ جب بھی کسی کھانے کے برتن کو یا کھانے کو کھولتے تو اس میں مینڈک بھرے ہوئے ہوتے، جب کوئی شخص بیٹھتا تو مینڈک اچھل کر اس کی ٹھوڑی پر چڑھ جاتے، اور جب وہ بات کرنا چاہتا تو مینڈک پھدک کر اس کے منہ کے اندر چلے جاتے، وہ ان کی دیگچیوں میں اچھل کر چلے جاتے اوران کا کھانا خراب کردیتے، اوران کی آگ بجھادیتے، وہ جب سونے کے لئے کروٹ لیتے تو دوسری جانب مینڈکوں کا ڈھیر لگ جاتا اور وہ کروٹ نہ بدل سکتے، وہ منہ میں نوالہ ڈالنے کے لئے منہ کھولتے تو نوالہ سے پہلے مینڈک منہ میں چلے جاتا، وہ آٹا گوندھتے تو آٹے میں مینڈک لتھڑ جاتے، اور جب وہ سالن کی دیگچی کھولتے تو وہ دیگچی مینڈکوں سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔

نوٹ:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پہلے مینڈک خشکی کے جانور تھے لیکن جب انہوں نے اللہ تعالی کے حکم کی اطاعت کی اور جوش کھاتی ہوئی دیگچی میں پھدک کر چلے جاتے، اور بھڑکتے ہوئے تنور میں چھلانگ لگا دیتے تو اللہ تعالی نے ان کی اچھی اطاعت کی وجہ سے ان کو پانی کا جانور بنا دیا۔

قبطیوں پر ایک ہفتہ تک مینڈکوں کا عذاب رہا، پھر وہ روتے پیٹتے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس گئے اور بہت معافی مانگی اور توبہ کی اور قسمیں کھائیں اور بہت پکے وعدے کئے کہ وہ اب وعدہ نہیں توڑیں گے، تو حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے دعا کی، اللہ تعالی نے ان سے مینڈکوں کا عذاب اٹھالیا۔ اور وہ ایک ماہ تک آرام و عافیت کے ساتھ رہے۔

پانچواں: خون کا

(۵)...... پھر انہوں نے اپنے وعدوں اور قسموں کو توڑ دیا، اور اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے، حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر ان کے لئے بددعا کی تو اللہ تعالی نے ان پر خون کا عذاب بھیجا، پھر دریائے نیل میں خون بہنے لگا، ان کے گھروں میں رکھا ہوا پانی خون بن گیا، وہ کنوؤں اور نہروں سے جو پانی لاتے تھے وہ سرخ رنگ کا گاڑھا خون ہوتا تھا، انہوں نے فرعون سے شکایت کی کہ اب تو ہمیں پینے کا پانی میسر نہیں ہے، فرعون نے کہا کہ یہ موسی کا جادو ہے، قبطیوں نے کہا: یہ جادو کہاں سے ہوگیا؟ ہمارے تمام برتنوں میں سرخ سیال خون بھرا ہوا ہے، پھر فرعون نے قبطی اور اسرائیلی کو جمع کیا، قبطی کے پیالہ میں خون ہوتا تھا اور اسرائیلی کے پیالہ میں پانی ہوتا، پھر جب قبطی اسرائیلی کا پیالہ لے کر پانی پینا چاہتا تو اس کے منہ کے پاس جا کر خون بن جاتا، وہ پانی کے مٹکوں کو دیکھتے تو قبطی کے مٹکے میں خون

ہوتا اور اسرائیلی کے مٹکے میں پانی ہوتا حتی کہ پیاس سے مجبور ہو کر قوم فرعون کی عورت اسرائیلی کے پاس جا کر پانی مانگتی، اسرائیلی اس کو پیالے میں پانی دیتا، لیکن قبطی عورت جب اس پیالہ کو پکڑتی تو وہ خون بن جاتا، پھر وہ عورت اسرائیلی سے کہتی کہ: تم میرے منہ میں اس پانی کی کلی کردو، جب اسرائیلی کلی کرتا تو قبطی کے منہ میں پہنچ کر وہ پانی خون بن جاتا۔ اور فرعون کو جب پیاس لگتی تو وہ درختوں کی تر چھال کو چباتا اور اس میں سے سخت کھارا اور کڑوا پانی نکلتا۔ وہ سات دن تک اس سخت عذاب میں مبتلا رہے، اور خون کے سوا کوئی چیز نہ پی سکے۔ پھر وہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس روتے پیٹتے ہوئے آئے اور کہنے لگے: اے موسی! اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے اس عذاب کو اٹھالے، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اور آپ کے ساتھ بنو اسرائیل کو بھی بھیج دیں گے، حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا کی تو اللہ تعالی نے ان سے یہ عذاب اٹھالیا۔ ان پر طوفان، ٹڈی دل، سرسریوں، مینڈکوں اور خون کا عذاب پے بہ پے آیا، ہر عذاب کا دورانیہ سات دن تھا، اور دو عذابوں کے درمیان عافیت کا وقفہ ایک ماہ تھا، لیکن ہر قسم کا عذاب بھگتنے کے باوجود وہ راہ راست پر نہ آئے، اور وہ ایمان لانے سے تکبر کرتے رہے، اور دراصل وہ تھے ہی مجرم لوگ۔

(معالم التنزیل ص۱۶۰/۱۶۱ ج ۲۔ تفسیر ابن ابی حاتم ص۱۵۴۹ ج ۵۔ جامع البیان ص۴۶/۵۰ جز ۹۔ زاد المسیر ص۲۵۰/۲۵۱ ج ۳۔ الدر المنثور ص۵۲۰ ج ۳۔ تبیان القرآن ص۲۷۹/۲۸۰/۲۸۱ ج ۴)

حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پانچ (۵) معجزات

حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

(۱)......﴿ وَاٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ ﴾۔

ترجمہ:......اور ہم نے (حضرت) عیسی بن مریم (علیہ الصلوۃ والسلام) کو کھلی کھلی نشانیاں دیں۔ (پ:۱/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۸۷۔ پ:۳/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۵۳)

(۲)......﴿ اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَةٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۙ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا ۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبۡرِئُ الۡاَکۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾۔ (پ:۳/سورۂ ال عمران، آیت نمبر:۴۹)

ترجمہ:......میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں، (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں، تو وہ اللہ تعالی کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، اور میں اللہ تعالی کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں، اور مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں' اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو میں وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان لانے والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لئے (کافی) نشانی ہے۔

تفسیر:......امام ابو جعفر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام بچپن میں مکتب کے لڑکوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے مٹی اٹھائی اور فرمایا: میں تمہارے لئے اس مٹی سے ایک پرندہ بنا دیتا ہوں، لڑکوں نے کہا: کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں اپنے رب کے حکم سے ایسا کر سکتا ہوں، پھر آپ علیہ السلام نے مٹی اٹھا کر ایک پرندہ کی صورت بنائی اور اس میں پھونک ماری، پھر فرمایا: تو اللہ تعالی کے حکم سے اڑنے والا ہو جا۔ وہ ان کے ہاتھوں سے نکل کر اڑنے لگا۔ (جامع البیان ص۱۹۰ ج۳۔ تبیان القرآن ص۱۷۵ ج۲)

امام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام پرندہ کی صرف صورت بناتے تھے اوراس کا پتلا بناتے تھے، اوراس میں جان اللہ تعالی ڈالتے تھے، کیونکہ خالق صرف اللہ تعالی ہیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ: جب حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے نبوت کا دعوی کیا اور معجزات کو ظاہر کیا تو منکرین نے ہٹ دھرمی کی اوران سے چمگادڑ پیدا کرنے کا مطالبہ کیا، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے مٹی لے کر چمگادڑ کی صورت بنائی اوراس میں پھونک ماری تو وہ فضا میں اڑنے لگی۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا: جب تک لوگ اس کی طرف دیکھتے رہتے تھے وہ اڑتی رہتی تھی، اور جب وہ ان کی نظر سے غائب ہوجاتی تو مرکر زمین پر گرجاتی تھی، ایسا صرف اس لئے ہوتا تھا کہ براہ راست خدائی تخلیق اور بندہ کی وساطت سے تخلیق میں فرق واضح ہوجائے۔ (تفسیر کبیر ص۴۵۱/۴۵۲ ج۲۔تفسیر مظہری ص۶۴۳ ج۱)

بغوی نے لکھا ہے کہ: چمگادڑ کی خصوصیت کی وجہ یہ تھی کہ تخلیق (اورساخت) کے لحاظ سے چمگاڈر سب پرندوں سے زیادہ کامل ہے، اس کے پستان بھی ہوتے ہیں، اور دانت بھی، اوراس کو حیض بھی آتا ہے۔ (تفسیر مظہری ص۶۴۳ ج۱)

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام دعا کرکے بیماروں کو شفا دیتے تھے، یاان پر ہاتھ پھیر کر؟

مجنون کوشفا دینے والی دعا

وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریض حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جمع ہوجاتے تھے، جوخود آسکتا تھا آجاتا تھا، جو

نہیں آ سکتا تھا آپ اس کے پاس چلے جاتے تھے اور بیماروں، اپاہجوں اور اندھوں کے لئے ان الفاظ سے سے دعا کرتے تھے:

’’اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اِلٰهُ مَنْ فِی السَّمَاءِ ، وَاِلٰهُ مَنْ فِی الْاَرْضِ ، لَا اِلٰهَ فِیْهِمَا غَیْرُکَ ، وَاَنْتَ جَبَّارُ مَنْ فِی السَّمٰوٰاتِ وَ جَبَّارُ مَنْ فِی الْاَرْضِ لَا جَبَّارَ فِیْهِمَا غَیْرُکَ ، وَ اَنْتَ مَلِکُ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَ مَلِکٌ مَنْ فِی الْاَرْضِ لَا مَلِکَ فِیْهِمَا غَیْرُکَ ، قُدْرَتُکَ فِی الْاَرْضِ کَقُدْرَتِکَ فِی السَّمَاءِ ، سُلْطَانُکَ فِی الْاَرْضِ کَسُلْطَانِکَ فِی السَّمَاءِ ، اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الْکَرِیْمِ ، وَ وَجْهِکَ الْمُنِیْرِ ، وَ مُلْکِکَ الْقَدِیْمِ ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ‘‘۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ: یہ دعا خفقان اور جنون کے لئے ہے، مجنون اور خفقان پر یہ دعا پڑھ کر دم کی جائے، اور لکھ کر پانی سے دھو کر پلائی جائے تو ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

بغوی نے لکھا ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے چار آدمیوں کو زندہ کیا:

(۱)......عاذر: آپ کے دوست تھے، اس کی موت آئی تو اس کی بہن نے حضرت کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے دوست کی وفات ہوگئی ہے، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچے تو عاذر کی وفات کو تین دن ہو گئے تھے، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی بہن سے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چل، عاذر کی بہن قبر پر لے گئی، آپ نے اللہ تعالی سے دعا کی، عاذر اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس کے بدن سے روغن ٹپک رہا تھا، پھر قبر سے نکل کر آیا اور مدت تک زندہ رہا، اس کی اولاد بھی ہوئیں۔

(۲)......ایک بڑھیا کا بیٹا: ایک بڑھیا کے بیٹے کا جنازہ چار پائی پر حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس سے گذرا، آپ نے دعا کی وہ فوراً چار پائی پر اٹھ گیا اور لوگوں کے کندھوں سے نیچے اتر آیا، اور کپڑے پہن کر چار پائی اپنی گردن پر اٹھا کر گھر پہنچ گیا، وہ بھی بعد میں زندہ رہا اور اس کے بچے بھی ہوئے۔

(۳)......عاشر کی بیٹی: کی موت کے ایک روز بعد حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالی سے دعا کی، اللہ تعالی نے اس کو زندہ کر دیا، وہ بھی بعد میں زندہ رہی اور اس کے بچے بھی ہوئے۔

(۴)......سام بن نوح: لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کریں تا کہ وہ لوگوں کو کشتی کے حال کی خبر دیں، آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالی کے اسم اعظم سے صاحب قبر کو پکارا، سام قبر سے نکلے اور پوچھا: کیا قیامت آ گئی؟ قیامت کے خوف سے ان کے آدھے سر کے بال سفید ہو گئے تھے- اس زمانہ میں لوگوں کے بال سفید نہیں ہوتے تھے- اور اس پر بڑھاپے کے آثار تھے، ان کی عمر پانچ سو سال تھی، انہوں نے کہا: مجھے قیامت کے خوف نے بوڑھا کر دیا، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: نہیں ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی، میں نے اللہ تعالی کے اسم اعظم کے ذریعہ تمہیں زندہ کیا ہے، اب دوبارہ مر جاؤ، سام نے کہا: اس شرط پر (مرنے کو تیار ہوں) کہ اللہ تعالی موت کی سختی سے محفوظ رکھے، آپ نے اللہ تعالی سے دعا کی اور دعا قبول ہوئی۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ: حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام بچپن ہی سے غیب کی خبریں دیتے تھے۔ سدی نے روایت کی ہے کہ: آپ بچوں کے ساتھ

کھیلتے اوران کوان کے ماں باپ کے کئے ہوئے کاموں کی خبر دیتے، اور بچوں کو بتاتے کہ تمہاری ماں نے فلاں چیز تم سے چھپا کر رکھی ہے، پھر بچہ گھر جا کر روتا حتی کہ وہ اس چیز کو حاصل کر لیتا، پھران کے گھر والوں نے کہا اس جادوگر کے ساتھ مت کھیلا کرو، اور سب بچوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ان کو ڈھونڈنے کے لئے آئے تو گھر والوں نے کہا: وہ گھر میں نہیں ہیں، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا: پھر اس گھر میں کون ہے؟ انہوں نے کہا: خنزیر ہیں، حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: تو پھر خنزیر ہی ہیں، سو وہ سب خنزیر بن گئے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ: غیب کی خبریں دینے کا واقعہ اس وقت ظاہر ہوا، جب مائدہ نازل ہوا، کیونکہ لوگوں کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اس مائدہ سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھیں اور اس کو ذخیرہ نہ کریں، اور وہ لوگ آپ کی حکم عدولی کر کے ذخیرہ کرتے تھے تو آپ خبر دیتے تھے کہ: فلاں شخص نے مائدہ سے کھانا بچا کر ذخیرہ کیا ہے۔

(تفسیر مظہری ص۳۴۳ ج۱۔ تفسیر کبیر ص۴۵۲ ج۲۔ تبیان القرآن ص۱۷۷ ج۲)

آپ ﷺ کے معجزات

(۱)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں کھڑا ہوا تھا اور قریش نے مجھ سے بہت سی چیزوں کے متعلق کھود کرید کرنی شروع کی جو مجھ کو ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہی تھیں، تو اب مجھے (ان کی تکذیب کے اندیشے سے) ایسی بے چینی پیش آئی کہ اس سے پہلے ایسی کبھی نہ پیش آئی تھی (قدرت کا کرشمہ دیکھو) کہ حق تعالی نے بیت المقدس کو میرے سامنے اس طرح کر دیا کہ میں اس کو دیکھ دیکھ کر ان کے ہر سوال کا جواب دیتا رہا۔

(مسلم، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۴۴۸)

(۲)......اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی فرمائش کی کہ: آپ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں، تو آپ ﷺ نے ان کو چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا، یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حرا کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھ لیا۔

(بخاری، باب سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ ، فأراھم انشقاق القمر ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۳۶۳۷۔ سورۃ اقتربت الساعۃ ، کتاب التفسیر ، رقم الحدیث: ۴۸۶۴)

(۳)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک طویل قصہ میں روایت فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ایک دیہاتی آدمی کو اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا: جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے میں آپ پر ایمان نہیں لاسکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ! بتلا میں کون ہوں؟، گوہ نے نہایت فصیح عربی میں جواب دیا: - جسے سب حاضرین نے سمجھا - اے رب العالمین کے رسول! میں حاضر ہوں اور آپ کی فرمانبردار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: بتلا تو کس کے نام کی تسبیح کرتی ہے؟ وہ بولی: جس کا عرش آسمان پر ہے، اور جس کا حکم زمین پر نافذ ہے،

جس نے سمندر میں راستے بنادیئے، جس کی رحمت کا مظہر جنت، جس کے عذاب کا مظہر دوزخ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ جہاں کے پروردگار کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (ترجمان السنہ ص ۳۹۸ ج ۱)

(۴)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک دہقانی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں کیسے پہنچانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ آکر یہ گواہی دے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، (تو تو مانے گا؟) آپ ﷺ نے اس کو آواز دی، فوراً وہ اترنے لگا اور اترتے اترتے آپ ﷺ کے سامنے آپڑا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلا جا، وہ چلا گیا، یہ دیکھ کر وہ دہقانی مسلمان ہوگیا۔

(ترمذی، باب ما جاء فی آیات نبوة النبی صلی الله علی وسلم ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث: ۳۹۸۸)

(۵)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ایک دہقانی سامنے سے آتا ہوا نظر آیا، جب وہ مجلس میں آپہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں؟ وہ بولا آپ کی اس بات پر کوئی اور بھی گواہی دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، یہ کیکر کا درخت، وہ درخت وادی کے کنارے پر کھڑا تھا، آپ ﷺ نے اس کو پکارا، وہ زمین پھاڑتا ہوا آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے اس سے تین بار گواہی لی، اس نے تینوں بار یہ گواہی دی جیسا کہ آپ نے فرمایا۔

(سنن دارمی، المقدمة ، باب اکرام الله فیه ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۱۶)

دوسرا طبقہ: علماء کا ہے

(۲)......اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا دوسرا طبقہ علماء کا ہے۔علماء کی دعوت کے بھی مختلف طریقے ہیں: علمی دلائل سے، قرآن کریم کی تفسیر سے، احادیث مبارکہ کی تشریح سے، دلائل نقلیہ وعقلیہ سے۔اس وقت مدارس کے روحانی ماحول میں بڑی محنت وجانفشانی سے کم سے کم اجرت پر درس وتدریس سے، خانقاہوں میں بیٹھ کر بڑے مجاہدوں سے مزین ہوکر تزکیہ نفس سے، مکاتب میں رہ کر معصوم طلبہ کی ذہن سازی اور بنیادی علوم کی تعلیم سے۔مساجد کی امامت اور خطابت کے عظیم منصب پر فائز ہوکر کم سے کم تنخواہ پر، عوام اور مساجد کے ذمہ داروں کی کڑوی کسیلی برداشت کرکے۔تصنیف وتالیف کی محنت طلب اور دماغ پاشی والے مالی منفعت سے محروم شعبہ میں رہ کر علوم کے سمندر بہا کر۔اکیڈمیوں اور مختلف رفاہی کاموں کے ذریعہ علماء جو دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، وہ قابل فخر اور قابل رشک کارنامے ہیں، اور پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

علماء کی دعوت کے بھی تین طریقے بیان کئے جاسکتے ہیں:

پہلا:......درس وتدریس، تعلیم وافتاء اور دعوت وتبلیغ کے ذریعے۔

دوسرا:......تصنیف وتالیف کے ذریعہ۔

تیسرا:......تزکیہ نفس کے ذریعہ۔

تیسرا طبقہ: حکام کا ہے

(۱)...... اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والا تیسرا طبقہ حکام کا ہے۔حضرت نبی پاک ﷺ کے بعد آپ کے جانشین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے دعوت الی اللہ کے اہم فریضے کو بخوبی انجام دیا،اوراس میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں ہونے دی۔تاریخ کے اوراق ان کی محنت اور دین اسلام کی اشاعت کی روشن تاریخ سے پر ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد بھی مسلمان بادشاہوں اور ملوک میں ایسی ہستیاں رہی ہیں جنہوں نے دعوت الی اللہ کی طرف توجہ کی،اوراس فریضہ کو اپنی طاقت بھر انجام دیا۔گرچہ جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اس میں کمی آتی گئی اوراس کی طرف توجہ میں کوتاہی ہوتی گئی۔افسوس اس دور پرفتن میں اکثر حکام نے اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ نہیں دی،اس لئے اسلامی ممالک میں بھی بے دینی کی فضاء بڑھتی گئی۔

قرآن کریم نے تو اچھے حکمرانوں کی علامت ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ: اگرانہیں حکومت دی جائے تو وہ نماز،زکوۃ اور دعوت کا نظام قائم کریں۔

(۵)......﴿ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾۔(پارہ/۱۷،سورۂ حج،آیت نمبر:۴۱)

ترجمہ:...... یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں،اور زکوۃ ادا کریں،اورلوگوں کو نیکی کی تاکید کریں،اور برائی سے روکیں۔

مسلمان حکمران کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کی حفاظت کریں،اوراللہ تعالی کے دین کو بلند کریں،اپنے ملک میں اسلامی نظام کو قائم کریں،اللہ تعالی کی حدود کو نافذ کریں، نمازوں کی ادائیگی اور زکوۃ کی وصول یابی کا نظام بنائیں،فوج کا محکمہ،عدالتیں اور دینی

درسگاہیں قائم کریں، مساجد تعمیر کرائیں، مدارس ومکاتب کے اساتذہ، مساجد کے ائمہ اور مؤذنین، عدالت کے قضاۃ اور دعوت الی اللہ کے نگرانوں کی تنخواہیں مقرر کریں، اور بیت المال سے ناداروں، یتیموں اور بے روزگاروں کے وظائف جاری کریں۔

حکام کی دعوت کے بھی تین طریقے بیان کیے جاسکتے ہیں:

پہلا:...... جہاد کے ذریعے۔

دوسرا:......رعیت کی حفاظت اور اس کے متعلق دوسرے شعبوں کے ذریعہ۔

تیسرا:......مدارس ومکاتب اور مساجد اور دوسرے دینی شعبوں کے ذریعہ۔

چوتھا طبقہ: مؤذنین کا ہے

(۴)......اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والا چوتھا طبقہ مؤذنین کا ہے۔مؤذن جب پانچ اوقات میں اذان کی صدا لگاتے ہیں تو گو بظاہر یہ ایک نماز کی دعوت نظر آتی ہے، مگر اذان کے کلمات میں حقائق کا ایک سمندر چھپا ہوا ہے۔اللہ تعالی کی کبریائی، اللہ تعالی کی ذات عالی کے وجود اور وحدانیت کی گواہی، آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت، نماز اور کامیابی کی طرف دعوت، گویا اذان اسلامی عقیدے کا ایک مرتب نظام ہے جو پوری دنیا کے چپے چپے میں دن میں پانچ اوقات ڈنکے کی چوٹ گونجتا ہے، کیا مشرق کیا مغرب، کیا شمال کیا جنوب ؎

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

پھر مؤذن کی اصل دعوت تو من وجہٍ نماز ہے، اور نماز دین کا ستون ہے، مگر صرف نماز دین کی تکمیل کے لئے کافی نہیں، ساتھ ہی کامیابی کی دعوت دی جاتی ہے، اور کامیابی پورے دین میں منحصر ہے، اس لئے اذان میں گویا نماز کے ساتھ روزہٗ زکوۃ اور حج کی دعوت بھی آگئی، اور اطاعت رسول کے بغیر بھی دین مکمل نہیں ہوتا، اس لئے اذان میں من وجہٍ اللہ تعالی کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی کی بھی دعوت موجود ہے۔

مؤذن کی دعوت پر اجابت کا ثبوت قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے:

(۵)......﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾۔(پارہ/۲۸، سورۂ جمعہ، آیت نمبر:۹)

ترجمہ:......اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ تعالی کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔

اس آیت میں حکم ہے کہ جب مؤذن جمعہ کی اذان دے تو سننے والے پر اس کی اطاعت ضروری ہے، اور وہ یہ کہ وہ اذان کی آواز سنے تو خرید وفروخت بند کردیں۔

اور اذان کی بعد کی دعا میں تو اذان کو دعوت تامہ کہا گیا:

(۱)......اللهم رب هذه الدعوة التامة ، الخ۔

(بخاری، باب الدعاء عند النداء ، كتاب الاذان ، رقم الحديث:۱۷۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک تو: ''وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰه'' کا مصداق صرف مؤذنین ہی ہیں۔

(۲)......عن عائشة قالت : لا أرى هذه الاية نزلت الا فى المؤذنين : ﴿مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۷ ج ۲، فى فضل الأذان و ثوابه ، رقم الحديث:۲۳۶۲)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰه'' میری رائے میں صرف مؤذنین کے متعلق نازل ہوئی۔

مؤذنین کی دعوت کے بھی تین طریقے بیان کئے جاسکتے ہیں:

پہلا:......اذان اور اس کے متعلقات کی تعلیم لے کر۔

دوسرا:......اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اذان کے فریضہ کو ادا کرکے۔

تیسرا:......اذان کے بعد اہل محلّہ اور اہل قریہ کی نماز اور دینی تربیت کرکے۔

پانچواں طبقہ: عام مسلمانوں کا ہے

(۵)......اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والا پانچواں طبقہ عام مسلمانوں کا ہے۔

اللہ تعالی کا ہر مؤمن کے لئے حکم ہے کہ:

(۱)......﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾

(پ:۲۸،سورۂ تحریم،آیت نمبر:٦)

ترجمہ:......اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

(۲)......عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : من رأی منکم منکراً فلیغیره بیده ، فان لم یستطع فبلسانه ، فان لم یستطع فبقلبه ، وذلک اضعف الایمان۔

(مسلم، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان ، رقم الحدیث:۱۷۷)

ترجمہ:...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ: تم میں سے جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے، اور اگر یہ نہ کر سکے تو زبان ہی سے، یہ بھی نہ کر سکے تو دل ہی سے، اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

(۳)......عبد الله بن عمر رضی الله عنه یقول : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : کُلُّکُمْ راعٍ و کُلُّکم مسؤول عن رّعیته ، الامام راع و مسؤولٌ عن رعیّته ، والرّجل راع فی أهله وهو مسؤول عن رّعیته ، والمرأة راعیة فی بیت زوجها ومسؤولةٌ عن رعیّتها ، والخادم راع فی مال سیّده و مسؤول عن رّعیته ، قال :

وحسِبْتُ ان قد قال : والرجل راع فی مال أبیه و مسؤولٌ عن رّعیته ' وکلّکم راع و مسؤول عن رّعیته۔

(بخاری، باب الجمعة فی القُری والمدن ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۹۳)

ترجمہ:...... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے، اور ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کی طرف سے جواب دہ ہے، سربراہ ملک نگہبان ہے اوراپنے ماتحت لوگوں کی طرف سے جواب دہ ہے، مرداپنے گھر والوں کا نگہبان ہےاوروہ اپنے گھر والوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اورعورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اور وہ اپنے ماتحت لوگوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اورنوکراپنے مالک کے مال کا نگہبان ہےاوراپنے زیرتصرف چیزوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اور میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اورمرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہےاوراپنے زیرتصرف چیزوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اورتم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اوراس سے اس کے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

عوام کی دعوت کے بھی تین طریقے بیان کئے جاسکتے ہیں:

پہلا:......دین کوسیکھنے کے ذریعے۔

دوسرا:......اپنے ماتحتوں: اولادوغیرہ کی تربیت اوران کودینی تعلیم سے مزین کرکے ذریعہ۔

تیسرا:......دین اوراہل دین کا تعاون کرکے۔

ایک عظیم الشان تبلیغی اجتماع

یعنی برطانیہ کے مشہور قصبہ ڈیوز بری میں ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء میں
عالمی تبلیغی اجتماع کی تفصیلی رپورٹ

مرغوب احمد لاجپوری

....

نوٹ:...... اجتماع کی یہ رپورٹ ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی ۱۴۱۵ھ۔ ماہنامہ ''الہلال'' مانچسٹر ۱۹۹۴ء۔ ہفت روزہ ''الجمعیۃ'' ۲؍تا ۸؍ستمبر ۱۹۹۴ء اور سوانح حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری رحمہ اللہ ص ۲۹۷ میں شائع ہوئی ہے۔

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

ایک عظیم الشان تبلیغی اجتماع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریباً چھ مہینے قبل یہ صدا کان میں پڑنی شروع ہوئی کہ جون میں بمقام ڈیوز بری (برطانیہ) عالمی تبلیغی اجتماع ہونے والا ہے، جس میں ہند و پاک کے اکابر تشریف لا رہے ہیں۔اجتماع کے ہونے پر یقین آ گیا، مگر حضرات اکابر خصوصاً حضرت جی مدظلہ (مولانا انعام الحسن صاحب) کی تشریف آوری کی اطلاع تو صدفی صدنا قابل تسلیم معلوم ہوئی، مگر جب اطلاع اور ذریعۂ اطلاع کی تفصیل سنی تو اس فرحت بخش خبر کو قابل قبول ماننا پڑا۔ ساتھ ہی ساتھ محو حیرت بھی تھا کہ ان حضرات کے عوارض و امراض کی شدت اور سفر کی راہ میں موانع و مشکلات کو دیکھتے ہوئے اس کی توقع قریب قریب نہ ہونے کے درجہ میں تھی، اور محو مسرت بھی کہ راقم الحروف اور مجھ جیسے ہزاروں آرزومندوں کو انگلستان میں بیٹھے بیٹھے ان حضرات کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔اس مسرت سے جو کیفیت دل پر طاری ہوئی اس وقت بے اختیار یہ مصرع زبان پر آ گیا ع

کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ایک دو ہفتے گذرے کہ تاریخ کی تعیین کا اعلان ہوا: ۲۴/۲۵/۲۶/ جون ۱۹۹۴ء مطابق ۱۵/۱۶/۱۷/ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ جمعہ، سنیچر اتوار، کو اجتماع ہوگا۔

جون کے انتظار میں مہینے پھر ہفتے پھر دن گنے جا رہے تھے کہ: ۲۲/ جون کو حضرات اکابر ہند کا یہ وفد لندن کے ہوائی اڈے ''ہیتھرو'' پر تشریف لایا۔قانونی کاروائی سے فراغت پر باہر رونق افروز ہوا۔نہ شوروغل، نہ کوئی ہنگامہ، نہ مردہ باد زندہ باد کے نعرے، بلکہ انتہائی وقار اور خاموشی، لبوں پر تبسم، چہروں پر مسکراہٹ، قلب میں غم امت اور فکر ہدایت۔

چند منٹوں میں مصافحے اور معانقے اور مختصر دعا ہوئی، جس میں آہیں سسکیاں، اور پرنم آنکھوں کا عجیب منظر اپنوں اور پرایوں کو توحید کے فدا کاروں اور تثلیث کے پرستاروں کو دعوت نظارہ دے رہا تھا۔

ہوائی اڈے سے یہ مجمع مرکز تبلیغ ڈیوز بری پہنچا، جہاں آئندہ کل شام جمعرات کی عصر کے بعد اجتماع شروع ہونا تھا۔

جمعرات کی صبح نمودار ہوئی کہ ڈیوز بری کی گلیوں اور سڑکوں میں آدمیوں کی آمد ورفت شروع ہوگئی۔ چند ہی گھنٹے میں جماعتوں کا تانتا نظر آنے لگا، اور چھ مہینے قبل کی اس آواز پر؎

چلو اے تشنگان آب رحمت سبیل ساقیٔ کوثر لگی ہے

اللہ کے مہمانوں کا ہجوم جمع ہوگیا۔

ڈیوز بری مرکز کے جلو کے دو بڑے میدانوں میں وسیع پنڈال منتظمین کی شب وروز انتھک جدو جہد سے بہت عمدگی سے بنائے گئے تھے۔ ساتھ ہی چند درمیانی اور چھوٹے خیموں کا بھی انتظام تھا، جس میں عربی و انگریزی ترجمہ اور تشکیل و معلومات وغیرہ کا بندوبست تھا۔

جلسہ گاہ کے وسیع شامیانے کے نیچے نماز عصر ہوئی۔ نماز کے بعد جلسہ شروع ہوا، نہ کوئی صدر جلسہ تھا نہ مجلس استقبالیہ، مگر تمام انتظامات خوش اسلوبی سے ہو رہے تھے۔

''عجیب بات ہے کہ اس کائنات میں بعض علوم و معارف، دین ودانش کے لئے کچھ خاص زبانیں اختیار کی جاتی ہیں۔ شمس تبریز کی عرفانی حقیقتوں کے لئے ترجمان کی حیثیت سے مولائے روم کا وجود ضروری ہوا، حافظ ابن تیمیہ کے معارف ابن قیم کے بغیر کائنات علم میں اشاعت پذیر نہ ہوسکے، ابن ہمام کا تفقہ اور ان کی فقہی بصیرت ان کے نامور شاگرد

قاسم ابن قطلو بغا سے روشناس ہوئی، حافظ ابن حجر عسقلانی کی دیدہ وری اور حدیثی مہارت حافظ سخاوی کے وجود سے مستند ہے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو ایک ایسی زبان کی ضرورت پیش آئی جوان کے سینہ میں مستور گنجینۂ علم معرفت کو عالم آشکارا کرے تو قدرت نے حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی زبان کو ان کا پیغامبر بنا دیا''۔(نقش دوام، از: حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ)

علامہ کشمیری کے علوم کو حضرت بنوری، علامہ بدر عالم اور مولانا بجنوری نے اجاگر کیا، حضرت رائے پوری کے علوم و معارف حضرت مولانا علی میاں ندوی اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی اور دیگر بعض خلفاء کے بغیر پردۂ خفاء ہی میں رہتے، حضرت ڈاکٹر عبدالحئ عارفی (رحمہم اللہ) کے ملفوظات و معمولات کو حضرت مولانا محمد تقی عثمانی وحضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہما نے جس قدر عام کیا' اہل علم اس سے ناواقف نہیں۔اسی طرح دینی تحریکات میں بہت زیادہ وسیع الاثر اور سریع الاثر تبلیغی جماعت کے امیر وروح رواں حضرت اقدس مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ (رحمہ اللہ) کے علوم کو پھیلانے اور لاکھوں کے مجمع کو اللہ کے راستے میں نکالنے کی ترغیب دینے کی ضرورت پڑی تو حق تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری مدظلہ (رحمہ اللہ) کو حضرت کا جانشیں اور سفر وحضر کا رفیق بنا دیا۔موصوف دارالعلوم دیوبند کے عظیم فرزند اور تبلیغی جماعت کے رکن اعظم ہیں۔اجتماع کا پہلا بیان عصر کے بعد آنجناب کا ہوا۔مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں توحید ودعوت کے موضوع پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیان فرمایا۔دوران بیان آیات قرآنی پڑھنے کا ایک خاص طرز سامعین کو محظوظ و مسرور کر رہا تھا۔مغرب سے قبل بیان وتشکیل سے فراغت ہوئی۔نماز عصر میں پنڈال نصف سے زائد بھرا ہوا تھا، مگر مغرب میں تقریباً بھرا ہوا نظر آیا۔انسانوں کا ہجوم رفتہ رفتہ بڑھ

رہا تھا۔نماز مغرب سے فراغت پر کھانا پھر عشاء اور سونا تھا، کیونکہ برطانیہ میں جون وغیرہ مہینوں میں راتیں بہت مختصر ہوتی ہیں۔گیارہ بجے کے بعد نماز عشا اور چار بج کر دس منٹ پر فجر کی جماعت کا وقت تھا۔

چند گھنٹوں کے آرام کے بعد فجر سے فراغت ہوئی۔نماز کے بعد پاکستان کے امیر تبلیغ جناب الحاج عبدالوہاب صاحب مدظلہ کا بیان ہوا۔موصوف کا بیان سیدھا سادہ مگر فکر دعوت سے بھرپور۔پھر دس بجے تک انفرادی وقت آرام وغیرہ کا دیا جاتا تھا۔دس بجے پھر کسی کا بیان ہوتا۔بارہ بجے دوپہر کا کھانا۔ڈھائی بجے جمعہ مولانا زبیر صاحب مدظلہ کی امامت میں پڑھا گیا۔جمعہ کے بعد خاص دعوت کے موضوع پر پرجوش انداز میں مولانا احمد لاڈ صاحب نے بیان فرمایا۔عصر کے بعد جامعہ ڈابھیل کے ایک فاضل حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مدظلہ نے اپنے انوکھے انداز میں بیان فرمایا۔دوران بیان راقم نے دیکھا کہ سامعین پر عجیب کیفیت ہے،بعض مرتبہ تعجب میں کئی زبانیں ''سبحان اللہ'' کی تسبیح پکارتی نظر آئیں،خصوصاً جب آپ نے یہ بات بیان فرمائی کہ:

ایک مرتبہ میں دوران سفر ہوٹل میں تھا کچھ حضرات وہاں آگئے ،ایک صاحب نے سوال کیا کہ مفتی صاحب ہم مجبور ہیں، پورے دین کو اپنا نہیں سکتے ،مثلاً اس زمانہ میں سود عام ہے، کہاں تک انسان اس سے بچ سکتا ہے؟ میں نے کہا دنیا میں کوئی مجبور نہیں، ہاں انسان جو دروازہ اختیار کرتا ہے وہی اس کے لئے کھلتا ہے،مثلاً ہوٹل کے اس کمرہ میں ایک دروازہ سے میں داخل ہوا آپ دوسرے دروازہ سے داخل ہوئے ،میں نے قصد کیا اس دروازہ سے تو وہ کھلا آپ نے دوسرے کا رخ کیا تو وہ کھلا،اسی طرح انسان حرام کا قصد کرتا ہے تو روزی اس سے ملتی ہے اور حلال کی نیت رکھتا ہے تو اس سے۔

قبل مغرب بیان ختم ہوا۔ پھر نماز وطعام اور عشاو منام ۔اسی طرح سنیچر کے دن بعد فجر حاجی عبدالوہاب صاحب کا، بعد ظہر مولانا سعید احمد خان صاحب مدظلہ کا، بعد عصر مولانا مولانا محمد عمر صاحب کے بیانات ہوئے۔ قبل مغرب حضرت جی مدظلہ نے مختصر بیان فرما کر خطبۂ نکاح پڑھا اور مولانا زبیر صاحب نے ایجاب وقبول کروایا۔ تقریباً سو(۱۰۰) نکاح ہوئے۔

اتوار کے دن صبح فجر کے بعد ایک نوجوان عالم دین، عجیب حافظہ کے مالک مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ (خلیفہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی وحضرت سید نفیس الحسینی رحمہما اللہ) کا بیان ہوا۔

اللہ تعالی نے مولانا موصوف کو قابل رشک حافظہ سے نوازا ہے۔ منکرین حدیث جن کو محدثین کے حافظوں پر شک ہے کہ کیا ایسے حافظے بھی ہوتے ہیں؟ وہ اس زمانہ میں مولانا طارق جمیل صاحب کے حافظہ کو دیکھ لیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو اپنے لئے راہ نجات سمجھتے تھے وہ آپ کی باتوں کو کیسے محفوظ نہ رکھتے؟ جب کہ حق تعالی نے انہیں غیر معمولی حافظے بھی عطا فرمائے تھے۔ اہل عرب کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ ان کو نہ صرف اپنے بلکہ اپنے گھوڑوں تک کے نسب نامے ازبریاد تھے۔ تاریخ میں ایسی بیشمار مثالیں ملتی ہیں۔ مولانا موصوف کو طویل طویل احادیث بکثرت ازبریاد ہیں، جنہیں سن کر بے اختیار تعریفی کلمات زبان پر آ ہی جاتے ہیں۔

گیارہ بجے علماء میں مفتی صاحب کا اور پرانوں میں مولانا محمد عمر صاحب کے بیانات ہوئے۔ ظہر کے بعد آخری بیان اور ہدایات کے لئے پھر اسٹیج پر مولانا عمر صاحب نظر آئے۔ بیان کے بعد دعا ہونی تھی۔ پنڈال کی طرف آیا تو انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا

تھا۔حدنگاہ تک آدمی ہی آدمی نظر آرہے تھے۔پورا پنڈال اس طرح کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کہ سرکنا محال۔دوگھنٹہ بیان کے بعد بقیۃ السلف حضرت مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم نے تقریباً بیس منٹ دعا فرمائی۔مجمع پر جو رقت طاری تھی وہ تحریر سے باہر ہے۔حضرت پر بھی عجیب رقت کی کیفیت تھی۔الفاظ دعا کی ادائیگی مشکل ہورہی تھی،اس طرح اس بابرکت اجتماع کا اختتام ہوا۔

اتنے بڑے مجمع کا ٹھیک ٹھاک اندازہ تو مشکل ہی ہے اس میں مبالغہ آمیزیاں بھی ہوتی ہیں۔لیکن محتاط اندازہ یہ ہے کہ اجتماع کے حاضرین کی تعداد شروع میں تیس (۳۰) ہزار اور آخر میں ساٹھ (۶۰) ہزار تک رہی ہوگی۔

تین دن تک ڈیوزبری میں بڑی رونق رہی۔خاص طور پر پنڈال سے باہر میدان کی خالی جگہوں اور سڑکوں پر نماز کے لئے صفیں لگ جاتیں۔اجتماع گاہ میں جب اذان کی آواز گونجتی تو اقبال مرحوم کا یہ شعر یاد آجاتا ؎

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

یہ اجتماع اور انسانوں کا یہ جنگل جلسہ سے زیادہ ایک زندہ خانقاہ معلوم ہوتی تھی۔دن کے سپاہی رات کے راہب بن جاتے اور رات کے عابد دن کے خادم نظر آتے۔کام کرنے والوں میں ایسی مستعدی اور فرض شناسی تھی جو وردی پوش رضا کاروں کی منظّم جماعتوں میں نہیں دیکھی گئی۔

اجتماع میں عوام وخواص اور ہر طبقہ کے حضرات بکثرت شریک تھے۔تقریباً چوالیس

(۴۴) ملکوں کے وفود شامل ہوئے۔مختلف رنگ،مختلف زبان،حنفی،شافعی،مالکی،حنبلی،اہل حدیث،عرب وعجم کے ان شیدائیوں کا جمع ہونا اسلام کے عالمگیر دین ہونے کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

تقریباً چار سو(۴۰۰) سے زائد جماعتیں اللہ کے راستہ میں نکلیں۔انہتر(۷۹) ملکوں میں سو(۱۰۰) سے زائد جماعتیں روانہ کی گئیں۔ایک سوتیس(۱۳۰) جماعتیں عربوں کی تھیں۔بقیہ جماعتیں اندرون ملک میں نکلیں،اندازاً پانچ ہزار(۵۰۰۰) افراد نے اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے اپنے اپنے نام لکھوائے،اور اپنی اصلاح اور دین کی اشاعت کے جذبہ سے اپنے گھر اور اہل وعیال کی جدائی برداشت کی۔حق تعالی اس اجتماع کو قبول فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے پوری امت کے لئے عمومی ہدایت کا فیصلے فرمادیں،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری